۳۶ــ یہ دعوی توحید پر دلیل وحی ہے۔ یہ مسئلہ توحید وحی کے ذریعہ سے آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لئے جو کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے آپ اس سے مسئلہ توحید کو بیان کرتے رہیں اور کتاب اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے رہیں۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ الخ یہ امر مصلح ہے یعنی مسئلہ توحید بیان کرنے کی وجہ سے کفار کی طرف سے آپ کو جو تکلیف و ایذار پہنچے اس کا اثر کم کرنے کے لئے آپ نماز قائم کریں۔ نماز سے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق قائم رہے گا، صبر و ہمت کا جذبہ پیدا ہوگا اور مصائب و مشکلات کی اہمیت دل سے کم ہو جائے گی۔ الفحشاء سے کافروں کی خباثتیں اور ان کی ایذائیں مراد ہیں۔ یعنی نماز کافروں کی خباثتوں اور ایذاؤں کا اثر دل سے زائل کر دیگی۔ المنکر خلاف شریعت امور۔ نماز سے آدمی کے دل میں خوفِ خدا، خشوع و خضوع اور عجز و انکسار وغیرہ صفات حمیدہ پیدا ہوتی ہیں اس لئے نمازی آدمی طبعاً خلاف شریعت امور سے متنفر و مجتنب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خوبی صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی اس شعور کے ساتھ نماز پڑھے کہ وہ احکم الحاکمین کے حضور کھڑا ہو کر فریضۂ نماز ادا کر رہا ہے۔ ساری نماز میں اس کی توجہ نماز ہی میں رہے۔ توجہ اور شعور کے بغیر صرف ظاہری ارکانِ نماز ادا کر لینے سے یہ آثار ظاہر نہیں ہو سکتے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ ذکر سے نماز یا عام ذکر اللہ مراد ہے۔ یعنی نماز یا ہر وقت ہر معاملے میں اللہ کو یاد رکھنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ اہم کام ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور وہ ہر عمل کے مطابق اس کی جزا و سزا دے گا۔ **۳۷ــ** یہ طریق تبلیغ ہے۔ مشرکین مکہ کی طرح اگرچہ اہل کتاب بھی ایذا رسانی میں پیش پیش ہیں لیکن پھر بھی تبلیغ میں نرمی اختیار کرو اور درشتی سے کام نہ لو۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الخ البتہ ان میں سے جو ضد و عناد اور بے انصافی پر اتر آئیں اور نرمی کا ان پر کوئی اثر نہ ہو ان کے ساتھ ذرا سخت لہجہ اختیار کر لو تاکہ ان کے غرور و استکبار کا جواب ہو جائے۔ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ بالافراد فی الاعتداء والعناد ولم یقبلوا النصح ولم ینفع فیھم الرفق فاستعملوا معھم الغلظۃ (روح ج ۲۱ ص ۲) یا استثناء منقطع ہے یعنی اگر آپ نرمی سے تبلیغ کریں گے تو اس سے وہ زیادہ متاثر ہوں گے اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ البتہ ان میں سے جو ضدی اور بے انصاف ہیں وہ نہیں مانیں گے۔ قالہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ **۳۸ــ** یہ تبلیغ کا طریق احسن ہے۔ اہل کتاب سے یوں کہو کہ ہم اس وحی پر بھی ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جو تم پر نازل ہوئی، ہمارا اور تمہارا معبود اور کارساز بھی ایک ہی ہے اور ہم تو اسی معبود برحق کے فرمانبردار ہیں۔ اس لئے اے اہل کتاب! تم بھی اس کے پورے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور اس کی آخری کتاب اور اس کے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ **۳۹ــ** کاف بیان کمال کے لئے ہے اور یہ اُلْکِتٰبُ یعنی قرآن کو ماننے

۱۔ دعویٰ توحید پر دلیل وحی ۱۲

۲۔ بیان طریق تبلیغ ۱۲

۳۔ دلیل نقلی از مؤمنین اہل کتاب ۱۲

الجزء الحادی والعشرون ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ
تو پڑھ جو اتری تیری طرف ف۱ کتاب اور قائم رکھ نماز
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَ
بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور
لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ
اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱ اور
لَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ٭
جھگڑا نہ کرو ف۲ اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو
اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ
مگر جو ان میں بے انصاف ہیں اور یوں کہو ف۳ کہ ہم مانتے ہیں جو
اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰـھُنَا وَاِلٰـھُکُمْ
اترا ہم کو اور اترا تم کو اور بندگی ہماری اور تمہاری
وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَکَذٰلِکَ
ایک ہی کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر چلتے ہیں ف۴ اور ویسی ہی ف۵
اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ
ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سو جن کو ف۶ ہم نے کتاب دی ہے
یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ۚ وَمِنْ ھٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ ؕ وَ
وہ اس کو مانتے ہیں اور ان مکہ والوں میں بھی بعضے ہیں کہ اس کو مانتے ہیں اور
مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا کُنْتَ
منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو نافرمان ہیں ف۷ اور تو پڑھتا
تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ
نہ تھا ف۸ اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے

موضح قرآن ف۱ جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے اُمید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے۔ ف۲ یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے ان کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے ان کی بات کاٹو نرمی سے بات سمجھاؤ مگر جو ان میں بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے۔ ف۳ ان لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اس کو بھی مانیں گے۔

کی ترغیب ہے۔ ایسی عظیم الشان، مدلل اور محکم کتاب نازل کرنا ہمارا ہی کمال ہے۔ اب تمہیں اس کتاب پر عمل کرنا چاہئے۔ **۴۰** یہ دعویٰ توحید پر نقلی دلیل ہے مؤمنین اہل کتاب سے۔ یعنی اہل کتاب میں سے جو حق پسند اور منصف مزاج ہیں وہ قرآن پر ایمان لا چکے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن اور اس کا بیان کردہ مسئلہ توحید حق ہے۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ سے اہل عرب یا اہل مکہ مراد ہیں۔ یعنی اہل کتاب کے علاوہ خود ان مشرکین میں سے بھی بہت سے لوگ ایمان لا چکے ہیں۔ وَمَا یَجْحَدُ یہ زجر ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ انصاف پسند تھے وہ تو ایمان لا چکے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضدی اور معاند ہوں۔ یہی

اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ

تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے ف۱ بلکہ یہ قرآن تو آیتیں ہیں

بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا

صاف ۴۲ ان لوگوں کے سینے میں جن کو ملی ہے سمجھ اور

یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ

منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں ف۲ ۴۳ اور کہتے ہیں کیوں نہ

اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ

اتریں اس پر کچھ نشانیاں اس کے رب سے تو کہہ نشانیاں تو ہیں

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۵۰﴾ اَوَلَمْ یَكْفِهِمْ

اختیار میں اللہ کے اور میں تو بس سنا دینے والا ہوں کھول کر کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ

اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ

ہم نے تجھ پر اتاری کتاب کہ ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک

فِیْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ ع

اس میں رحمت ہے اور سمجھانا ان لوگوں کو جو مانتے ہیں

قُلْ كَفٰی بِاللّٰهِ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ شَهِیْدًا ۚ یَعْلَمُ

تو کہہ کافی ہے اللہ میرے اور تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور جو لوگ یقین لاتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

جھوٹ پر اور منکر ہوئے ہیں اللہ سے وہی ہیں نقصان پانے والے ف۳

وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّی

اور جلدی مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ مقررہ

وجہ ہے کہ اہل کتاب اور مشرکین میں سے بہت سے لوگ حق کو سمجھنے کے باوجود محض ضد و عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ **۴۱** یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور دعویٰ توحید میں سچا ہونے کی دلیل ہے۔ یعنی قرآن کے نزول سے پہلے نہ تو آپ پہلی کتابیں پڑھا کرتے تھے اور نہ کچھ تحریر کیا کرتے تھے یعنی آپ پڑھنا اور لکھنا جانتے ہی نہ تھے۔ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو باطل پرست یعنی مشرکین مکہ کو شکوک و شبہات کی ایک اور راہ مل جاتی اور وہ کہتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کتب سابقہ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے اور پھر اپنے ہاتھ سے مضامین لکھ کر وحی الٰہی کے نام سے ہمارے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ لیکن اب اس شبہے کی کوئی گنجائش نہیں اس لئے اب ماننا پڑیگا کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اللہ کی وحی سے کرتے ہیں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ قال النحاس دلیلا علی نبوته لقریش لانه لا یقرأ ولا یکتب ولا یخالط اهل الکتاب ولم یکن بمکة اهل الکتاب فجاء هم باخبار الانبیاء والامم وزالت الریبة والشك (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۵۵) اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ یہ منفی پر متفرع ہے۔ **۴۲** یہ ماقبل سے اضراب ہے۔ یعنی اس کتاب مبارک میں شک و ریب کا کیا سوال وہ تو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہو چکی ہے اور ایمان والوں نے اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر کے ہر قسم کی تحریف و تبدیل اور شک و ریب کی دسترس سے مامون کر دیا ہے۔ وَمَا یَجْحَدُ الخ ہماری آیتیں جو سراپا نور ہدایت اور واضح دلائل و براہین پر مشتمل ہیں ان کا انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو ضد اور عناد و مکابرہ میں حد سے گذر چکے ہیں۔ **۴۳** یہ شکویٰ ہے مشرکین اہل کتاب کے اکسانے پر حضور علیہ السلام سے مطالبہ کرتے تھے کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے ید بیضا اور عصا کے معجزے دکھائے تھے آپ بھی ایسے معجزے دکھائیں قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ الخ یہ جواب شکویٰ ہے یعنی معجزے لانا میرے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ جب چاہتا ہے کوئی معجزہ اپنے پیغمبر کے ہاتھ پر ظاہر فرما دیتا ہے میں تو اس کے حکم سے اس کا پیغام پہنچاتا اور نہ ماننے والوں کو اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ (اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ) ینزل ایتها شاء ولست املك

موضح قرآن ف۱ یعنی جگہ تھی شبہہ کی کہ اگلی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت تو کبھی نہ استاد پاس بیٹھے تھے۔ نہ ہاتھ میں قلم پکڑا۔ ف۲ یعنی پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اس پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی۔ سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے۔ لکھنا افزود ہے۔ ف۳ اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ بعض مفسرین گفتہ اند کہ مراد از اَلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تنہا ذات حضرت پیغامبر است صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔

شیئا منها (مدارک ج ۳ ص ۲) ۴۴ یہ بھی جواب شکوی میں داخل ہے۔ مشرکین اگر واقعی حق کے جویا ہیں اور اطمینان کے لئے معجزہ طلب کر رہے ہیں تو کیا ان کے اطمینان اور رفع شکوک وشبہات کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کر دیا ہے جو ہر وقت انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔ اس کی آیات بینات اور حجج واضحہ آپ کی صداقت کو روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہیں اور ہر قسم کے شکوک وشبہات کو زائل کر رہی ہیں۔ اگر وہ واقعی ایمان لانا چاہتے ہیں اور ضد و تعنت مقصود نہیں تو یہ قرآن سراپا رحمت وعبرت ہے وہ اس میں غور و فکر کریں اور اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ای اولم یکفھم اٰیۃ مغنیۃ عن سائر الاٰیات

لَجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَّهُمْ
تو آپہنچتی ان پر آفت اور البتہ آئے گی ان پر اچانک اور ان کو
لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَ
خبر نہ ہوگی ف۱ جلدی مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور
إِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكٰفِرِينَ ﴿٥٤﴾ يَوْمَ
دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو ف۲ جس دن
يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ
گھیرے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے
أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾
نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے ف۳ ف۴
يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ
اے بندو میرے جو یقین لائے ہو ف۵ میری زمین کشادہ ہے سو مجھی کو
فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ
بندگی کرو جو جی ہے سو چکھے گا موت پھر
إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا
ہماری طرف پھر آؤ گے ف۶ اور جو لوگ یقین لائے اور کئے ف۷
الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُم مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي
بھلے کام ف۸ ان کو ہم جگہ دیں گے بہشت میں جھروکے نیچے
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ
بہتی ہیں ان کے نہریں سدا رہیں ان میں خوب ثواب ملا
الْعٰمِلِينَ ﴿٥٨﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
کام والوں کو جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر

ان کانوا طالبین للحق غیر متعنتین ھٰذا القراٰن الذی تدوم تلاوتہ علیھم فی کل مکانٍ وزمانٍ فلا تزال معھم اٰیۃ ثابتۃ لا تزول ولا تضمحل الخ (بحر ج ۷، ص ۱۵۶) ۴۵ حضور علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اگر اتنے دلائل و براہین کے باوجود بھی نہیں مانتے تو آپ فرمادیں میرے اور تمہارے درمیان میری سچائی پر اللہ سب سے بڑا گواہ ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ تمہیں اس کی سخت سزا دے گا۔ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْبَاطِلِ باطل سے معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں وھو ما یعبد من دون اللہ تعالیٰ (ابو السعود ج ۶ ص ۵۲) قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما ای بغیر اللہ عز وجل وھو شامل لنحو عیسٰی والملائکۃ علیھم السلام والباطل فی الحقیقۃ عبادتھم الخ (روح ج ۲۱ ص ۸) ۴۶ یہ زجر مع تخویف دنیوی و اخروی ہے۔ یہ معاندین عذاب کے جلدی آنے کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن عذاب کا وقت مقرر ہے اگر اس کا وقت مقرر و معین نہ ہوتا تو اب تک وہ عذاب سے ہلاک ہو چکے ہوتے۔ عذاب کا وقت ہمارے علم میں معین ہے لیکن انہیں اس کا علم نہیں اسلئے وہ اچانک ہی اپنے وقت پر انہیں آلے گا۔ اس سے قیامت یا جنگ بدر کا عذاب مراد ہے۔ وھو یوم القیٰمۃ او یوم بدر (مدارک) یستعجلونک الخ یہ زجر مذکور کا اعادہ ہے۔ وہ عذاب جلدی لانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ فرمادیں عذاب آئے گا یہ تمام مشرکین و کفار جہنم میں ڈالے جائیں اور جہنم کی آگ ہر طرف سے انہیں گھیرے میں لے لیگی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا آج اپنے مشرکانہ اعمال کا خوب مزہ چکھ لو۔ یہ وہی عذاب ہے جس کے لئے تم بیتاب تھے اور بطور استہزاء ہمارے پیغمبر سے اسے جلدی لانے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ ۴۷ یہ پہلے

ز ترجیع تخویف ۱۲

ز متعلق بدعوی ولی ۱۲

ز بشارت اخروی ۱۲

موضح قرآن ف۱ اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح کے دن مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آ کھڑا ہوا۔ ف۲ یعنی آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور یہ بُرے کام مرے پر نظر آوے گا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے۔ ف۳ یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا۔ جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے میں پڑے گا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں۔ ف۴ جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا انثی تراسی گھر اٹھ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کوئی دن کی زندگی جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکھٹے آؤ گے تا وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا۔

فتح الرحمٰن ف۱ خدا تعالیٰ ترغیب میفرماید بر ہجرت حبشہ و مدینہ بایں آیات ۱۲۔

یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۵۹﴾ وَ کَاَیِّنۡ مِّنۡ دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ
بھروسہ رکھا ف اور کتنے جانور ہیں ۴۹ جو اٹھا نہیں رکھتے
رِزۡقَہَا ٭ۖ اَللّٰہُ یَرۡزُقُہَا وَ اِیَّاکُمۡ ۫ۖ وَ ہُوَ
اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو بھی اور وہی ہے
السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۰﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ
سننے والا جاننے والا ف۲ اور اگر ۵۰ تو لوگوں سے پوچھے کہ
مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ سَخَّرَ
کس نے بنایا ہے آسمان اور زمین کو اور کام میں لگایا
الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ۚ فَاَنّٰی
سورج اور چاند کو تو کہیں اللہ نے پھر کہاں سے
یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ
الٹے جاتے ہیں ف۳ اللہ پھیلاتا ہے روزی ۵۱ جس کے واسطے چاہے
مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ لَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ
اپنے بندوں میں اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر
شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ نَّزَّلَ
چیز سے خبردار ہے ف۴ اور جو تو پوچھے ان سے ۵۲ کس نے اتارا
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ
آسمان سے پانی پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے
بَعۡدِ مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ
مرجانے کے بعد تو کہیں اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے
بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿٪۶۳﴾ وَ مَا ہٰذِہِ
پر بہت لوگ نہیں سمجھتے ف۵ اور ۵۳ یہ

ع ۶ ۱۲ ۲

دعوے سے متعلق ہے۔ ابتدا سورت میں کہا گیا توحید کی خاطر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا ہوگا اور ان منافقین کی طرح نہ ہونا جو معمولی تکلیف پر توحید کا نام لینا بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ اب یہاں فرمایا اگر مشرکین اس قدر ایذائیں دیں کہ وطن میں رہنا مشکل ہو جائے تو میری زمین فراخ ہے وطن سے ہجرت کر کے کسی دوسری جگہ چلے جاؤ جہاں تم میری خالص عبادت بجا لا سکو۔ کُلُّ نَفۡسٍ الخ یہ دنیا چند روزہ ہے آخر ہر ایک کو موت آئے گی اور تم سب میرے پاس آؤ گے۔ **۴۸** یہ ہجرت کرنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے۔ جو لوگ توحید پر ایمان لائے اور توحید کی خاطر تکلیفیں اٹھائیں، اپنی جائیدادیں اور مکان چھوڑے آخرت میں ہم انہیں شاندار بالا خانے عطا کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اَلَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا الخ یہ ان ایمان والوں کا اجر ہے جنہوں نے اپنی عملی زندگی میں توحید کا نمونہ پیش کیا اور دین حق کی خاطر مصائب برداشت کئے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور اعتماد رکھا۔

۴۹ وطن چھوڑنے سے فقر و فاقہ کا اندیشہ تھا جیسا کہ بعض مسلمانوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا کہ ہجرت کر کے مدینہ جائیں گے تو وہاں کھائیں گے کیا اس پر فرمایا اللہ پر بھروسہ کرو جو تمام جانوروں کو روزی دیتا ہے وہی تمہارا بھی رازق ہے۔ تم دیکھتے ہو تمام جانور خالی ہاتھ ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سب کو روزی پہنچاتا ہے تو وہ تمہیں کیوں روزی نہیں دے گا۔ لما امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اسلم من مکۃ بالھجرۃ خافوا الفقر والضیعۃ فنزلت (مدارک ج ۳ ص ۲۰) اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا اور ہر چیز جاننے والا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔ وہ تمہاری پکاریں سنتا اور تمہاری حاجتوں کو جانتا ہے اس لئے اس پر بھروسہ کر کے اس کے دین کی خاطر ہجرت کرو وہ تمہارے تمام کام آسان فرمائے گا۔ **۵۰** یہ دعوی توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ سارا نظام شمسی بھی اسی کے تصرف و اختیار میں ہے تو پھر کہاں ان کی عقلیں ماری گئیں کہ اللہ کے سوا اوروں کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ **۵۱** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ رزق جو انسان کی سب سے بنیادی ضرورت ہے وہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اس کے اختیار میں ہے اور وہ عالم الغیب بھی ہے لہذا تمام حاجات و مصائب میں وہی کارساز ہے اور وہی برکات دہندہ ہے اور کوئی نہیں۔ **۵۲** یہ چوتھی عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ مشرکین مانتے ہیں کہ آسمان سے باران رحمت نازل فرما کر زمین سے انواع و اقسام کے غلے اور پھل وہی پیدا کرتا ہے تو پھر ان پر حیف ہے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو برکات دہندہ اور کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں۔ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الخ۔ یہ دلائل عقلیہ مذکورہ کا ثمرہ ہے۔ جب مشرکین کے اپنے اقرار و اعتراف ہی سے ثابت ہو گیا کہ ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف و مختار اللہ تعالیٰ ہی

ما دوسری عقلی دلیل ۱۲

تیسری عقلی دلیل ۱۲

چوتھی عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن ف۱ یعنی اس وطن کے بدلے اور وطن ملے گا۔ ف۲ یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی۔ ف۳ یعنی اسباب رزق کے اسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر اس پر بھروسہ نہیں کرتے کہ وہی پہنچا بھی دے گا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو، یہ آگے سمجھا دیا۔ ف۴ ناپ کر دینا ہے یہ نہیں کہ نہ دے۔ ف۵ یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں لگتی مفلس سے دولت مند کر دے۔

ہے تو آپ اعلان فرما دیجئے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ لیکن دلائل کے اس قدر وضوح وظہور کے باوجود اکثر لوگ ان میں غور وتدبر نہیں کرتے۔ **۵۳** دنیا کی تحقیر وتقلیل کا بیان ہے۔ مشرکین اور اہل دنیا جس دولت اور شان دنیا پر مغرور ہوکر توحید کا انکار کر رہے ہیں اس کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ بچوں کا ایک کھیل تماشا ہے جس سے محض چند روز دل بہلایا جا سکتا ہے یہ اصل زندگی نہیں اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اس لئے آخرت کے لئے توشہ تیار کرنا چاہئے۔ ای ماھی فی سرعۃ زوالھا عن اھلھا وموتھم

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ

اور یہ دنیا کا جینا تو بس جی بہلانا اور کھیلنا ہے اور پچھلا گھر

الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

پھر جب سوار ہوئے کشتی میں ۵۴ پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر رکھ

الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

کر اعتقاد پھر جب بچا لایا ان کو زمین کی طرف اسی وقت لگے شریک بنانے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۥ وقفة فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

کہ مکرتے رہیں ۵۵ ہمارے دیئے ہوئے سے اور مزے اڑاتے رہیں سو عنقریب جان لیں گے ف۱

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ

کیا نہیں دیکھتے کہ ۵۶ ہم نے رکھ دی ہے پناہ کی جگہ امن کی اور لوگ اچکے جاتے ہیں

مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

ان کے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کا احسان نہیں

يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

مانتے ف۱ اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو باندھے اللہ پر

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ

جھوٹ ۵۷ یا جھٹلائے سچی بات کو جب اس تک پہنچے کیا دوزخ میں

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا

بسنے کی جگہ نہیں ۵۸ منکروں کے لئے اور جنہوں نے ۵۹ محنت کی ہمارے

لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾ ع

واسطے ہم سجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں اور بیشک اللہ ساتھ ہے نیکی والوں کے ۶۰ ف۲

وقف لازم

ع ۳

الا کما یلعب الصبیان ساعۃ ثم یتفرقون (بحر ج ۷ ص ۱۵۸) اگر وہ اس حقیقت کو جانتے ہوتے تو دنیا کو آخرت پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔ **۵۴** یہ زجر ہے۔ مشرکین جب کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں اس وقت اگر ان کی کشتیاں گرداب میں پھنس جائیں یا طوفانِ باد میں گھر جائیں تو وہ ہر طرف سے مایوس ہوکر خالص اللہ تعالیٰ ہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور اپنے مزعومہ مددگاروں اور خود ساختہ کارسازوں کو بھول جاتے ہیں۔ مشرکین حضور علیہ السلام سے سنا کرتے تھے کہ اگر شرک چھوڑ کر توحید پر ایمان نہ لاؤ گے تو اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس لئے جب وہ کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے تو خیال کرتے شاید وہ عذاب آ گیا ہے جس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ڈراتا تھا۔ اس لئے خالص اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ ان کی کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو خشکی پر اتر کر وہ پھر شرک کرنے لگتے ہیں اور پہلے کی طرح حاجات میں وہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ **۵۵** دونوں صیغوں میں لام بمعنی کَیْ ہے یعنی وہ شرک کرتے ہیں تاکہ اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں اور شرک پر اتحاد و اتفاق کا فائدہ اٹھائیں ای لیشرکون لیکونوا کافرین بما اٰتیناھم من نعمۃ النجاۃ بسبب شرکھم ولیتمتعوا باجتماعھم علی عبادۃ الاوثان وتوادھم علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۳) یا دونوں میں لام امر کا ہے قرینہ یہ ہے کہ ایک قراءت میں وَلْيَتَمَتَّعُوْا کا لام ساکن ہے اور سکون لام امر ہی پر جائز ہے لام کَیْ پر جائز نہیں اس صورت میں یہ تہدید و وعید ہوگی وقیل ھما لام امر معناہ التھدید والوعید . . . . ومن قرأ ولیتمتعوا باسکان اللام لم یجعلھا لام کی لان لام کی لا یجوز اسکانھا (قرطبی ج ۱۳ ص ۳۶۳) فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اب کفرانِ نعمت اور شرک کرلیں عنقریب اس کا انجام دیکھ لیں گے۔ **۵۶** اہل مکہ پر ایک اور بہت بڑے انعام کا ذکر فرمایا یعنی وہ دلائل میں بھی غور وتدبر کریں اور ہمارے احسانات بھی دیکھیں کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے ان کے شہر کو حرم محترم اور مقام امن بنا دیا ہے سارا عرب بیت اللہ کی وجہ سے مکے والوں کی عزت کرتا اور ان کے مال وجان اور عزت و آبرو کو ہاتھ نہیں ڈالتا جبکہ ان کے گرد و نواح میں رہنے والے دوسرے لوگوں کا مال وجان محفوظ نہیں۔ ان میں آئے دن قتل وغارت کا بازار گرم رہتا ہے۔ مگر یہ اہل مکہ اللہ تعالیٰ

موضح قرآن ف۱ مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا بتوں کے جھوٹے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں مانتے ف۲ اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی بد دستی یکدیگر بسبب اجتماع برشرک بہرہ مند شوند ۱۲۔

کے عظیم احسانات کی قدر بھی نہیں کرتے اور خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے اور اللہ کی نعمتوں کی بے قدری کرتے ہیں۔ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ الخ کیا ان دلائل اور احسانات کے باوجود وہ باطل یعنی خود ساختہ معبودوں کو کارساز سمجھتے رہیں گے اور ہمارے احسانات کی ناشکری کرتے رہیں گے۔ **۵۷** یہ مشرکین ایسے ظالم اور بے انصاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کے باوجود اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ اور یہ سب سے بڑے ظالم ہیں کیونکہ جو شخص اللہ پر افتراء کرے کہ اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ کے رسول اور اس کی کتاب کا انکار کرے وہ سب سے بڑا بے انصاف ہے۔ اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا بان زعم ان لہ شریکا ... ام کذب بالحق ای بالرسول او بالقراٰن (ابو السعود ج ۶ ص ۵۹۵) **۵۸** استفہام انکاری ہے۔ ہمزۂ انکار اگر مثبت پر آئے تو مراد نفی ہوگی اور اگر منفی پر آئے تو مراد اثبات ہوگا۔ یہاں منفی پر داخل ہے اس لئے مراد اثبات ہوگا یعنی کافروں کا ٹھکانا یقیناً جہنم میں ہوگا۔ ھذا تقریر لثوائہم فی جہنم لان ھمزۃ الانکار اذا دخلت علی النفی صار ایجابا (مدارک ج ۳ ص ۲۰۳) **۵۹** جہاد سے یہاں جہاد کفار مراد نہیں بلکہ مجاہدۂ نفس اور منافسات مصائب مراد ہے۔ یہ سورت کی ابتدا یعنی دعوی اولیٰ سے متعلق ہے۔ دین حق اور مسئلہ توحید کی وجہ سے مصائب آئیں گے یہاں تک کہ اپنا وطن بھی چھوڑنا پڑے گا۔ جو لوگ راہِ حق میں مصائب و شدائد پر صابر و شاکر رہے اور دین توحید کی خاطر صبر و استقلال کے ساتھ مشکلات کا مقابلہ کیا ہم انہیں راہِ حق پر قائم رکھیں گے اور انہیں توحید پر ثبات و استقلال عطا کریں گے۔ اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دیں گے۔ (وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا) فی شأننا ومن اجلنا ولوجھنا خالصا۔ لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا والمراد نزیدنھم ھدایۃ الی سبیل الخیر و توفیقا لسلوکھا (روح ج ۲۱ ص ۱۲) **۶۰** یہ جملہ ماقبل کے لئے بمنزلہ تعلیل ہے اور محسنین سے وہی لوگ مراد ہیں جو اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں (روح) یعنی ہم ان لوگوں کو دین حق اور صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے اس لئے کہ ہماری مدد اور نصرت ہمیشہ ان لوگوں کے شامل حال رہتی ہے جو دین حق کی خاطر پورے اخلاص کے ساتھ مصائب برداشت کرتے ہیں۔

سُورۂ عنکبوت کی خصُوصیات

اور اس میں آیات توحید

۱۔ اَحَسِبَ النَّاسُ ۔ تا ۔ وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ۝ اے ایمان والو! جس طرح پہلے لوگوں پر توحید کی وجہ سے آزمائشیں آئیں اسی طرح تم پر بھی آئیں گی۔ (خصوصیت)

۲۔ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ ۔ تا ۔ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ مشرکین کا یہ خیال غلط ہے کہ وہ کہیں بھاگ کر ہمارے عذاب سے اپنی جان بچا لیں گے۔ (خصوصیت)

۳۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ ۔ تا ۔ اِنَّا مَعَکُمْ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو توحید کی خاطر تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے اور معمولی تکلیف آنے پر بھی توحید کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ (خصوصیت)

۴۔ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ مصائب و مشکلات میں کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کوئی نہیں۔

۵۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۶۔ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف

۷۔ وَلَمَّآ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا ۔ تا ۔ کَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ۝ (ع ۴) نفی علم غیب و تصرف از لوط علیہ الصلوۃ والسلام۔

۸۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔ تا ۔ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ۝ نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۹۔ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ ۔ تا ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ نفی شرک فی العلم۔

۱۰۔ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ ۔ تا ۔ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ نفی شرک فی التصرف۔

۱۱۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ (ع ۵) قرآن کے ذریعہ سے مسئلہ توحید بیان کرتے رہئے۔

۱۲۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ ۔ تا ۔ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۝ (ع ۶) نفی شرک فی التصرف۔

۱۳۔ فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ ۔ تا ۔ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝ (ع ۷) جب کشتیوں کو خطرے میں دیکھتے ہیں تو ہر طرف سے مایوس ہو کر خالص اللہ کو پکارتے ہیں۔ (خصوصیت)

(آج بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۴ جون ۱۹۶۶ء بروز چہارشنبہ ۸ بجے صبح
سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک والصلوۃ والسلام علی رسولہ الہادی
الی اوضح المسالک وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم نجوم الہدایۃ فی الظلمات الحوالک)

سورۂ روم

ربط سورۂ روم کو سورۂ عنکبوت کے ساتھ نامی ربط یہ ہے۔ عنکبوت کی مثال سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور برکات دہندہ نہیں لہٰذا اس کے سوا کوئی پکارے جانے کے لائق نہیں اللہ کے سوا تمہارے جو معبود ہیں ان کی پناہ عنکبوت کے گھر کی طرح کمزور اور بے فائدہ ہے۔ اے ایمان والو! اگر تم اس عقیدۂ توحید پر قائم رہوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دشمنوں پر اسی طرح غلبہ عطا فرمائے گا جس طرح وہ رومیوں کو ایرانیوں پر غلبہ دے گا۔

دونوں سورتوں کے درمیان معنوی ربط یہ ہے۔ سورۂ عنکبوت میں فرمایا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ یعنی صرف زبان سے اٰمَنَّا کہہ لینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ توحید کی خاطر بڑی بڑی تکلیفیں اور آزمائشیں بھی آئیں گی۔ ان کو صبر و استقلال سے برداشت کرنا ہوگا۔ سورۂ روم میں فرمایا وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰہِ الخ یعنی جس دن رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ نصیب ہوگا اور مسلمان نصرت الٰہی سے خوش و خرم ہوں گے چونکہ اس سورت کا مقصود یہی ہے کہ توحید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غلبہ دے گا اس لئے اس وعدے کو سورت میں تین بار ذکر کیا گیا اور یہاں دوم درمیان میں۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ع۵) سوم آخر میں۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ (ع۶)

خلاصہ مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و نصرت چونکہ محض توحید پر قائم رہنے سے حاصل ہوگی اس لئے فرمایا فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ الخ یعنی تم اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک سمجھو اور ہر وقت اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہو اس مضمون کا دوسرے انداز سے دو بار اس کے بعد بھی ذکر کیا گیا اول فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا (ع۴) دوم فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ (ع۵) مسئلہ توحید ایک ایسا اہم اور اٹل مسئلہ ہے جو بے شمار دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس لئے تم سختی اور مضبوطی کے ساتھ دین توحید پر قائم رہو۔ درمیان میں عذاب سے بچنے کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر کیا گیا ہے امسلمانوں کو کفار پر غلبہ چونکہ محض توحید کی وجہ سے حاصل ہوگا اس لئے اس سورت میں مسئلہ توحید کو ایک مثال اور تیرہ عقلی دلیلوں کے ساتھ مدلل اور واضح کیا گیا۔

ابتدائے سورت میں مسلمانوں کو مشرکین پر فتح و غلبہ کی خوشخبری دی گئی وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ جس دن رومیوں کو فتح ہوگی اسی دن مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ غلبہ محض اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا۔ اس کے بعد یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ۔ تک مشرکین پر زجریں ہیں۔ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی ہے اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ (ع۲) حشر ونشر کے ثبوت پر عقلی دلیل ہے یعنی جو ذات پاک پہلی بار مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوبارہ بھی مخلوق کو پیدا کر سکتا ہے۔ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَۃُ الخ تفصیل انجام مومنین و کفار فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ تخویف اخروی۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ الخ یہ ابتدائے سورت پر مرتب ہے یعنی اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہوگے تو تمہیں کفار پر غلبہ دوں گا لہٰذا اس کو ہر شریک سے پاک سمجھو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ اس کے بعد مسئلہ توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں مذکور ہیں۔ آٹھ دلیلوں کے بعد معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے۔ ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ اور اس کے بعد ان دلیلوں اور تمثیل پر مرتب مسئلہ توحید پر قائم رہنے کا حکم ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ الخ اس کے بعد مزید دو عقلی دلیلوں کا ذکر کر کے بعد عہد کی وجہ سے اس حکم کا اعادہ کیا گیا ہے۔ فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ الخ پھر بقیہ دلائل عقلیہ مذکور ہیں۔ نو دلائل عقلیہ کے بعد عذاب الٰہی سے بچنے کے لئے تین امر مذکور ہیں۔ شرک نہ کرو، احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی الخ

پہلی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ الخ (ع۳) انسانوں کو مٹی سے پیدا کر کے خوبصورت شکل عطا کرنا بھی اس کی قدرت اور وحدانیت کی دلیل ہے دوسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ الخ انسانوں کی جنس ہی میں سے ان کے آرام و سکون کی خاطر عورتیں پیدا کرنا تیسری عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ الخ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا، انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا مختلف ہونا۔ چوتھی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ رات اس نے تمہارے آرام و سکون کے لئے اور دن تلاش رزق کے لئے بنایا ہے۔ پانچویں عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ الخ یہ بجلیوں کی چمک اور آسمان سے باران رحمت اتارنا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ چھٹی عقلی دلیل۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ آسمان اور زمین اسی کی قدرت سے قائم ہیں اور دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ ساتویں عقلی دلیل۔ وَلَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ سارا نظام کائنات اسی کے اختیار و تصرف میں ہے۔ آٹھویں عقلی دلیل۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ الخ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا فرمایا اور قیامت کے دن سب کو دوبارہ بھی وہی پیدا کرے گا۔ وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الخ یہ ان تمام دلائل کا ماحصل ہے۔ یعنی یہ تمام صفات جو آٹھ دلائل عقلیہ کے طور پر مذکور ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی بھی ان صفات میں اس کا شریک نہیں۔ لہٰذا ان دلائل بالا سے معلوم ہوا کہ جب یہ تمام تصرفات اور یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں تو پھر اس کے سوا کارساز اور برکات دہندہ بھی کوئی نہیں نہ اس کے سوا کوئی حاجات و مشکلات میں غائبانہ دعا و پکار کے لائق ہے۔

اس کے بعد ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ الخ (ع۴) سے معبود برحق اور معبود باطل کی مثال ذکر کی گئی ہے مثال کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح تمہارے غلام تمہاری دولت و جائیداد اور تمہارے اختیارات و تصرفات میں تمہارے شریک اور ہمسر نہیں ہو سکتے اسی طرح اللہ کے نیک بندے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام اور اولیاء کرام۔ جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق بلکہ اس کے غلام اور عبید ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور اختیارات میں شریک و ہمسر نہیں ہو سکتے۔ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا الخ یعنی مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں، مسئلہ دلائل عقلیہ سے خوب واضح ہو چکا ہے۔ لیکن مشرک لوگ محض نفسانی خواہشوں کے پیچھے چل کر توحید کا انکار کرتے ہیں۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الخ یہ دلائل مذکورہ پرمتفرع ہے یعنی جب یہ مسئلہ توحید ایسے دلائل عقلیہ اور براہین قویہ سے ثابت ہے توآپ اس دین فطرت یعنی توحید پر قائم رہیں جس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی اور نہ آئندہ کبھی ہوگی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان ظالموں پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو اپنے خود ساختہ معبودوں سے مایوس ہوکر خالصۃً اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی سے ان کی مشکل آسان کردیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو معبودانِ باطلہ کی طرف منسوب کردیتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الخ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے۔ رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اس لئے کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ الخ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر یعنی شرک نہ کرو اس کا ذکر دلائل کے ضمن میں گذرچکا۔ احسان کرو اور ظلم نہ کرو یہ دونوں امور ان آیتوں میں مذکور ہیں۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ الخ توحید پر دسویں عقلی دلیل۔ جب خالق و رازق بھی وہی ہے اور موت و حیات بھی اسی کے اختیار میں ہے اور تمہارے مزعومہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان صفات میں سے کسی ایک صفت کا مالک بھی نہیں تو پھر ان میں سے کوئی بھی صفات کارسازی میں اللہ کا شریک نہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ الخ (۵۶) تخویف دنیوی ہے یہ خشکی اور تری میں جو شر و فساد اور افراتفری بپا ہے اور لوگ گوناگون مصائب و آفات میں مبتلا ہیں یہ سب شرک کی وجہ سے ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ الخ تخویف دنیوی۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ الخ یہ توحید پر قائم رہنے کے حکم کا اعادہ ہے بوجہ بعد عہد۔ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ الخ تخویف اخروی ہے۔ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا الخ بشارت اخروی۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الخ یہ گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ جب یہ ٹھنڈی اور خشک ہوائیں اللہ ہی اپنی رحمت سے بھیجتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ سے ہماری کشتیاں بھی دریاؤں اور ندیوں میں سفر کرتی ہیں تو معلوم ہوا کہ وہی کارساز اور حاجت روا ہے اور کوئی نہیں۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ تخویف دنیوی برائے مشرکین و بشارت اخروی برائے مؤمنین۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ دشمنانِ انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں ہلاک کیا اور ایمان والوں کی مدد کی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یہ ابتدائے سورت میں مذکور وعدۂ نصرت یعنی لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ۔ کا اعادہ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ الخ یہ بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہواؤں کے ذریعہ سے بادلوں کو ادھر سے اُدھر لے جاتا ہے اور جہاں چاہتا ہے بارش برساتا ہے اور مردہ زمین کو از سرِ نو زندہ کرکے زرخیز بنا دیتا ہے۔ جو ان تمام تصرفات کا مالک ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى الخ یہ جملہ معترضہ ہے برائے اثباتِ حشر جب وہ خشک اور مردہ زمین کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو مردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرلے گا۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تعلیل برائے ماقبل۔ وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا الخ زجر برائے مشرکین یہ ایسے معاند ہیں کہ عذاب دیکھ کر بھی نہیں مانیں گے۔ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر ایسے واضح دلائل کے باوجود بھی وہ نہیں مانتے تو آپ ان کو چھوڑ دیں ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان کا حال مُردوں کا سا ہے جو کچھ نہیں سُن سکتے۔ مہر جباریت کی وجہ سے ان کے دل مُردہ اور بے حس ہوچکے ہیں اب ان پر آپ کے وعظ و تبلیغ کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ الخ (۶۶) یہ تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کا خالق ہے اور انسانوں کو عمر کے مختلف مراحل سے گذار کر بڑھاپے تک پہنچانا اسی کے اختیار میں ہے لہذا کارساز اور برکات دہندہ بھی وہی ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ الخ یہ شکوی ہے یعنی ہم نے ہر ضروری بات کو اور خصوصًا مسئلۂ توحید کو قرآن مجید میں ہر انداز سے بیان کرکے سمجھا دیا ہے مگر اس کے باوجود معاندین اسے باطل کہتے ہیں۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے یعنی تکذیب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ الخ (ع ۳) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔

ف۲ رومیوں اور فارس کے مجوسیوں کے درمیان اذرعات اور بُصریٰ یا اردن اور فلسطین کے درمیان جنگ ہوئی جس میں رومی مغلوب ہوگئے۔ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی غالب ہوں کیونکہ وہ اہل کتاب (نصاریٰ) ہیں اس لئے اہل کتاب پر فارس کے مشرکوں (مجوسیوں) کے غلبے کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت صدمہ اور غم لاحق ہوا اور دوسری طرف مشرکین مکہ بہت خوش ہوئے کہ ان کے بھائی (مجوسی) اہل کتاب پر غالب آگئے۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ الخ یعنی ایسی زمین میں جو فارس کی نسبت ارضِ مکہ سے زیادہ قریب ہے۔ وادنی الارض اقربہا فان کانت الواقعۃ فی اذرعات فھی ادنی الارض بالنظر الی مکۃ (بحر ج، ص۱۶۲) وقد جاء من طرق عدیدۃ ان الحرب وقع بین اذرعات و بصریٰ وقال ابن عباس والسدی بالاردن و فلسطین (روح ج ۲۱ ص۱۷) ف۳ یہ بشارت ہے کہ ایک دن رومی بھی مجوسیوں پر غالب ہوں گے۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور آپ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ مِنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ یہ مصدر مبنی للمفعول ہے اور نائب فاعل کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر رومیوں سے کنایہ ہے ای من بعد مغلوبیتھم یا مصدر مبنی للفاعل ہے اور مفعول کی طرف مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر فارسیوں سے کنایہ ہے پہلی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ رومی اپنے مغلوب ہوجانے کے بعد عنقریب فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہوگا رومی فارسیوں کے ان پر غلبہ کے بعد عنقریب ہی فارسیوں پر غالب ہوں گے۔ ای غلب فارس ایاھم علی انہ مصدر مضاف الی مفعولہ او الی نائب فاعلہ ان کان مصدر المجہول درجحہ بعضھم بموافقتہ للنظم الجلیل (روح ج ۲۱ ص۱۷) ف۴ بِضْعِ عدد مبہم ہے اور تین سے نو تک کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف مشرک سے کہا مجوسیوں کی فتح پر اتنی خوشی نہ کرو عنقریب ہی رومی مجوسیوں پر غالب آجائیں گے۔ چنانچہ دونوں نے دس دس اونٹ شرط پر لگا دیئے اور رومیوں کے غلبے کی میعاد تین سال مقرر کی جب حضور علیہ السلام کو اس کا علم ہوا تو آپ نے ابو بکر رض سے فرمایا لفظ بضع تو تین سے نو تک کے لئے ہوتا ہے اس لئے تم اس کے ساتھ شرط اور مدت میں اضافہ کرلو۔ حضرت ابو بکر رض دو بارہ

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ روم ف۱ مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی ساٹھ آیتیں ہیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ۝١ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝٢ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ

ف۱ مغلوب ہوگئے رومی ف۲ ملتے ہوئے ملک میں ف۳ اور وہ

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝٣ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ڛ

اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے ف۳ چند ف۴ برسوں میں ف۵

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ

اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے ف۶ اور اس دن خوش ہونگے

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝٤ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ

مسلمان ف۷ اللہ کی مدد سے مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٥ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

زبردست رحم والا ف۸ اللہ کا وعدہ ہو چکا ف۹ خلاف نہ کرے گا اللہ

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦

اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ف۱۰

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ

جانتے ہیں ف۱۱ اوپر اوپر دنیا کے جینے کو اور وہ لوگ

عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا

آخرت کی خبر نہیں رکھتے ف۱۲ کیا دھیان نہیں کرتے ف۱۳

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

اپنے جی میں کہ اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین

موضح قرآن ف۱ روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین پر یعنی عراق پر کافر کے میں چاہتے کہ فارس جیتیں مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وہ غالب ہونگے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا۔ ف۲ کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اسکی خوشی تھی۔ ف۳ یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ ف۴ یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں کہیں اللہ اسی سے خوش ہے۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید فارس بر روم غالب شدند و بعض بلاد سرحد را در تصرف خود آوردند چون این خبر بمکہ رسید اہل اسلام اندوہگین شدند زیرا کہ ایشان و روم اہل کتاب بودند و کفار شادمان گشتند زیرا کہ ایشان و اہل فارس امیان بودند خدا تعالیٰ آیات نازل فرمود بغلبہ روم بر اہل فارس بشارت داد و این در چند سال بعد ہجرت متحقق شد و این قصہ یکی از دلائل نبوت است ۱۲۔ ف۲ یعنی در سرحد خود ۱۲۔

ابی بن خلف سے ملے اور سو اونٹ شرط پر لگا دئے اور میعاد نو سال تک بڑھا دی جسے اس نے منظور کر لیا۔ یہ واقعہ تحریم قمار (شرط وغیرہ) سے پہلے کا ہے (روح وغیرہ) یہ پیش گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور اس پیش گوئی کے چھ سال بعد اللہ نے رومیوں کو مجوسیوں پر فتح دی۔ اس طرح یہ پیش گوئی حضور علیہ السلام کی نبوت کی دلیل ہے۔ اس وقت ابی بن خلف مر چکا تھا اس لئے حضرت ابو بکر صدیق نے شرط کا مال اس کے وارثوں سے وصول کیا لیکن حضور علیہ السلام نے وہ مال صدقہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اخذ ابوبکر الخطر من ذریۃ ابیّ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام تصدق بہ وھٰذہ اٰیۃ بینۃ علی صحۃ نبوتہ وان القراٰن من عند اللہ

وَمَا بَيْنَهُمَآ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ
اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے سو ٹھیک سادھ کر اور وعدہ مقرر پر اور
كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۝
بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہیں مانتے ف۱
أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ
کیا انہوں نے سیر نہیں کی ملک کی جو دیکھیں انجام کیسا
عٰقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوٓا أَشَدَّ
ہوا ان سے پہلوں کا وہ ان سے زیادہ
مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَآ أَكْثَرَ
تھے زور میں اور جوتا انہوں نے زمین کو اور بسایا اس کو ان کے
مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ۖ
بسانے سے زیادہ اور پہنچے ان کے پاس رسول ان کے لے کر کھلے حکم
فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِن كَانُوٓا أَنفُسَهُمْ
سو اللہ نہ تھا ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ
يَظْلِمُونَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ عٰقِبَةَ الَّذِينَ أَسٰٓـُٔوا
برا کرتے تھے ف۲ پھر ہوا انجام برا کرنے والوں کا
السُّوٓأٰىٓ أَن كَذَّبُوا بِـَٔايٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝١٠
برا اس واسطے کہ جھٹلاتے تھے اللہ کی باتیں اور ان پر ٹھٹھے کرتے تھے ف۳
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ ثُمَّ إِلَيْهِ
اللہ بناتا ہے پہلی بار ف۱۱ پھر اس کو دہرائے گا پھر اسی کی طرف
تُرْجَعُونَ ۝١١ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ
پھر جاؤ گے اور جس دن برپا ہوگی قیامت ف۱۲ آس توڑ کر رہ جائینگے

لانہا انباء عن علم الغیب وکان ذلک قبل تحریم القمار عن قتادۃ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۰) ف۵ اہل فارس کے غلبہ سے پہلے بھی معاملہ اللہ کے اختیار میں تھا اور اس کے بعد بھی یعنی اہل فارس کو رومیوں پر اللہ ہی نے غلبہ عطا فرمایا اور آئندہ رومیوں کو اہل فارس پر جو غلبہ نصیب ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے ہوگا۔ اسی طرح پہلے بھی اللہ کے اختیار میں ہے کہ وہ مومنوں کو بطور آزمائش مصائب و تکالیف میں مبتلا کر دے اور اس کے بعد بھی اسی کو اختیار ہے کہ وہ مصائب کے بعد مؤمنوں کو دشمنوں پر غلبہ عطا کر کے انہیں خوش و خرم کر دے۔ ف۶ جس دن رومیوں کو فارس کے مجوسیوں پر فتح ہوگی اس دن مسلمان بہت خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی مدد اور نصرت سے فتح عطا فرمائی اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ جس دن رومیوں کو فارس کے مشرکین پر غلبہ حاصل ہوا اس دن مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے دوگنا خوشی عطا فرمائی ایک رومیوں کی فارسیوں پر فتح کی وجہ سے دوسری مشرکین مکہ پر خود ان کی اپنی فتح کی وجہ سے کیونکہ یہ دونوں واقعے ایک ہی دن یعنی جنگ بدر کے دن رونما ہوئے۔ فرح النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنون بظہورھم علی المشرکین یوم بدر وظہور اھل الکتاب علی اھل الشرک (معالم و خازن ج ۵ ص ۱۶۱) وعن ابی سعید الخدری انہ وافق ذلک یوم بدر وفیہ من نصر اللہ تعالیٰ العزیز للمؤمنین وفرحھم بذلک ما لا یخفی (روح ج ۲۱ ص ۲۱) ف۷ مفعول مطلق کا فعل ناصب حذف کر کے اسے فاعل کی طرف مضاف کر دیا گیا ہے یعنی وعدھم اللہ وعدًا (کبیر ج ۶ ص ۶۹۶) اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ رومیوں کو ایران کے آتش پرستوں پر ضرور فتح دے گا اس میں ہرگز تخلف نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ایمان والوں سے بھی اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اگر وہ توحید پر قائم رہیں گے اور توحید کی خاطر مشرکین کی ایذاؤں پر صبر کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں مشرکین پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں وعدے پورے فرما دئے۔ ف۸ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ لوگ آخرت کی زندگی سے بالکل غافل ہیں اور اس کے لئے کچھ بھی تیاری نہیں کر رہے وہ صرف دنیا کی زندگی کی ظاہری ٹیپ ٹاپ کو جانتے ہیں اور صرف دنیوی زندگی کے عیش و آرام ہی کے لئے کوشاں

موضح قرآن ف۱ یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہے انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز میں صفت ہے سو سارے جہان میں ہے اپنے وقت پر اس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آوے گا۔ ف۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا۔ ف۳ یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کو فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کو سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو۔

ہیں۔ ان کی ساری تگ و دَو بس دنیا میں زیست کا ساز و سامان مہیا کرنے کے لئے ہے۔ **۹** یہ بھی زجر و تنبیہ ہے۔ کیا وہ اس میں غور و فکر نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سارا نظامِ عالم اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت و صنعت، وسعتِ علم اور اس کی وحدانیت پر استدلال کریں۔ اور پھر اس عالم آب و گل کی ایک انتہا ہے جس کے بعد قیامت آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے۔ لیکن اکثر لوگ غور و فکر نہیں کرتے وہ اللہ کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ **نلہ** یہ تخویفِ دنیوی ہے۔ کیا ان معاندین نے زمین میں چل پھر کر پہلے زمانے کے معاندین حق کا انجام نہیں دیکھا؟ جو جسمانی طاقت اور قوت میں ان

الْمُجْرِمُونَ ⑫ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ

گناہ گار اور نہ ہوں گے ان کے شریکوں میں کوئی ان کے

شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ⑬ وَيَوْمَ

سفارش کرنے والے اور وہ ہو جائیں گے اپنے شریکوں سے منکر ۱۲ ف اور جس دن

تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ ⑭ فَأَمَّا

قائم ہوگی قیامت اس دن لوگ ہوں گے قسم قسم ۱۳ سو جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي

لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام سو وہ

رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ⑮ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

باغ میں ہوں گے ان کی آؤ بھگت ہوگی اور جو منکر ہوئے اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ

جھٹلائیں ہماری باتیں اور ملنا پچھلے گھر کا سو وہ

فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ⑯ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ

عذاب میں پکڑے آئیں گے سو پاک اللہ کی یاد کرو ۱۵

تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ⑰ وَلَهُ الْحَمْدُ

جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ

آسمان میں اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب

تُظْهِرُونَ ⑱ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ

دوپہر ہو ف۲ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے ۱۶ اور نکالتا ہے

الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط

مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے پیچھے

لا تخویف اخروی ۱۲

۱۲ فا فصیحہ ۱۲

۱۳ ... عقلی دلیل ۱۲

سے کہیں زیادہ تھے۔ اور زراعت، باغبانی اور تعمیرات وغیرہ فنون میں ان سے زیادہ ماہر تھے۔ وہ دنیا میں بڑی شان و شوکت کے مالک تھے، عالیشان محلوں اور قلعوں میں رہتے تھے۔ جب ان کے پاس ہمارے پیغمبر پیغام توحید لے کر آئے تو انہوں نے اپنی دولت و شوکت کے غرور میں ان کو جھٹلا دیا تو ہم نے ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔ یہ عذاب ان کے اعمال کا نتیجہ تھا ہم نے ان پر ظلم و زیادتی نہیں کی۔ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ الخ یہ ان معاندین کے انجام بد کا بیان ہے۔ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا، كَانَ کی خبر مقدم ہے اور السُّوْأٰى اس کا اسم مؤخر ہے۔ اور أَن كَذَّبُوا الخ ماقبل کا سبب ہے ان سے پہلے بار سببیہ یا لام تعلیل مقدر ہے ای بان او لان (روح) اور السُّوْأٰى سے مراد عقوبت ہے۔ یعنی دنیا میں سخت ترین سزا کی صورت میں وہ اپنے انجام سے دوچار ہوئے اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیتوں کی تکذیب کی اور ہماری آیتوں اور ہمارے پیغمبروں سے استہزاء کرتے تھے۔ **ااِلہ** یہ حشر و نشر کے اثبات پر عقلی دلیل ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ انسانوں کو پہلی بار پیدا کر سکتا ہے وہ ان کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس لئے قیامت کے دن وہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اس کے سامنے حساب کتاب کے لئے حاضر ہوں گے۔ **۱۲لہ** اثبات قیامت کے بعد قیامت کے دن مجرمین اور مؤمنین کے احوال کا ذکر کیا گیا۔ یہ مجرمین کے لئے تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین ہر طرف سے مایوس و ناامید ہوں گے۔ پلے میں کوئی عمل نہیں ہوگا شرک کی وجہ سے تمام اعمال ضائع ہو چکے ہوں گے اور جن معبودوں کی سفارش پر اعتماد تھا وہ بھی کام نہ آئیں گے اور اللہ کے عذاب سے ان کو بچا نہ سکیں گے اور اس وقت انہیں یقین ہوگا کہ دنیا میں جن کو کارساز اور شفیع غالب سمجھ کر پوجتے رہے وہ تو عبادت کے لائق ہی نہ تھے اور نہ وہ کارساز اور مشکل کشا ہی تھے۔ وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شرکاء سے تمام معبودانِ غیر اللہ مراد ہیں جن کو مشرکین کارساز اور سفارشی سمجھ کر پکارا کرتے تھے۔ من شرکاء ھم من الذین عبد وھم من دون اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۵) شفعاء یجیرونھم من عذاب اللہ تعالیٰ کما کانوا یزعمون (روح ج ۲۱ ص ۱۳)۔ امام مقاتل فرماتے ہیں شرکاء سے ملائکہ مراد ہیں جنہیں مشرکین سفارشی سمجھتے تھے۔ وقال مقاتل الملائکۃ علیھم السلام (روح ج ۲۱ ص ۱۳) **۱۳لہ** کے

موضح قرآن ف۱ یعنی جن کو اللہ کا شریک بناتے تھے۔ ف۲ یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اس کی خوبی آسمان و زمین میں ہو رہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آ چکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔

فتح الرحمٰن ف۱ مراد آنست کہ در ہر وقتی ازین اوقات دلائل تنزیہ او از رزائل و اتصاف او بفضائل متجدد میگردد پس مامور شدند صلوات ۱۲۔

دن جب مشرکین اپنے خود ساختہ سفارشیوں کی امداد سے مایوس ہو کر حقیقت حال پر آگاہ ہو جائیں گے تو معبودانِ باطلہ کی الوہیت کا انکار کریں گے۔ بشرکآءھم کافرین ای بالٰھتھم وشرکتھم حیث یئسوا منھم ووقفوا علی کنہ امرھم (روح ج ۲۱ ص ۲۵) ۱۴ یہ قیامت کے دن مومنوں اور کافروں کے انجام کی تفصیل ہے یَتَفَرَّقُوْنَ یعنی اہل جنت اور اہل جہنم جدا جدا ہو جائیں گے۔ ای یتمیز اھل الجنۃ من اھل النار (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۶۹) فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت اخروی ہے اس میں ایمان والوں کے انجام کا ذکر ہے کہ وہ جنت میں انعام واکرام سے نوازے جائیں گے اور وہاں خوش وخرم رہیں گے۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا الخ یہ تخویف اخروی ہے اس میں منکرین توحید اور جاحدین آخرت کا انجام مذکور ہے کہ وہ عذاب جہنم میں مبتلا کئے جائیں گے۔ ۱۵ فاء فصیحہ ہے اور یہ ابتدائے سورت سے متعلق ہے یعنی اللہ تعالیٰ توحید کی وجہ سے تمہیں کفار پر غلبہ ضرور عطا کرے گا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور پنجوقتہ نمازوں میں اس کی تسبیح وتقدیس بیان کرو۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ اگرچہ لفظاً جملہ انشائیہ ہے کیونکہ اصل میں فَسَبِّحُوْا سُبْحَانًا تھا لیکن معنیً خبریہ ہے بقرینہ وَلَہُ الْحَمْدُ الخ اور مطلب یہ ہوگا کہ دلائل مذکورہ کی وجہ سے ان اوقات میں شرک سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہ وتقدیس ظاہر ہو رہی ہے یا یہ دونوں جملے ہی انشائیہ ہیں فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ کا انشائیہ ہونا تو ظاہر ہے اور جملہ لَہُ الْحَمْدُ اگرچہ لفظاً خبر ہے لیکن معنیً انشا ہے کیونکہ اس سے زمین وآسمان کے باسیوں کو اللہ کی حمد وثنا کرنے کا حکم دینا مقصود ہے۔ لہ الحمد وان کانت خبریۃ الا ان الاخبار بثبوت الحمد لہ تعالیٰ ووجوبہ علی الممیزین من اھل السموات والارض فی معنی الامر بہ علی ابلغ وجہ فکانہ قیل فسبحوا اللہ تعالیٰ تسبیحہ اللائق بہ سبحانہ فی ھٰذہ الاوقات واحمدوہ (روح ج ۲۱ ص ۲۸) مفسرین کرام کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں پانچوں نمازیں مذکور ہیں اور حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں پانچوں نمازوں کا یکجا ذکر صرف اسی جگہ ہے۔ اتفق المفسرون علی ان الخمس داخلۃ فی ھٰذہ الاٰیۃ وعن ابن عباس ما ذکرت الخمس الا فیھا (بحر ج ۷ ص ۱۶۶) حِیْنَ تُمْسُوْنَ میں مغرب اور عشاء، حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ میں صبح، عَشِیًّا میں عصر اور حِیْنَ تُظْھِرُوْنَ میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ (بحر، مدارک، روح وغیرہ) سورۂ عنکبوت میں وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ (ع ۵) فرمایا تھا ان آیتوں میں اس کی تفصیل فرما دی۔ یہاں یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں نماز کا تو کوئی ذکر ہی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے

ع ۲ ۹ ۵

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ
اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۱ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو بنایا
مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ
مٹی سے پھر اب تم انسان ہو زمین پر پھیلے پڑے اور
مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا
اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ بنا دیئے تمہارے واسطے تمہاری قسم سے جوڑے
لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ
کہ چین سے رہو ان کے پاس اور رکھا تمہارے بیچ میں پیار اور مہربانی
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ
البتہ اس میں بہت پتے کی باتیں ہیں ان کیلئے جو دھیان کرتے ہیں ف۲ اور اس
اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ
کی نشانیوں میں سے ہے آسمان اور زمین کا بنانا مثلہ اور طرح طرح کی
اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
بولیاں تمہاری اور رنگ اس میں بہت نشانیاں ہیں
لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ
سمجھنے والوں کو ف۳ اور اس کی نشانیوں سے ہے تمہارا سونا رات اور
النَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ
دن میں اور تلاش کرنا اس کے فضل سے اس میں بہت
لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ
پتے ہیں ان کو جو سنتے ہیں ف۴ اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ دکھلاتا ہے تم کو
الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
بجلی ۱۹ ڈر اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی

۱۷ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲

۱۸ دوسری عقلی دلیل ۱۲

۱۹ تیسری عقلی دلیل ۱۲

۲۰ چوتھی عقلی دلیل ۱۲

۲۱ پانچویں عقلی دلیل ۱۲

موضح قرآن

ف۱ یعنی مٹی مردہ سے جیتے جاندار ف۲ حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے، پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوا انسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا۔ ف۳ سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے ملا کر بسائے پھر جدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور۔ ف۴ دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں، نشانیاں ہیں سننے والوں کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا لوگوں کی زبانی سنتے ہیں۔

فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
پھر زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو مرگئے پیچھے اس میں بہت پتے ہیں

لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ تَقُوۡمَ السَّمَآءُ
ان کے لئے جو سوچتے ہیں اور اس کی نشانیوں سے ہے یہ کہ کھڑا ہے آسمان نہ

وَالۡاَرۡضُ بِاَمۡرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمۡ دَعۡوَةً ۖ مِّنَ
اور زمین اس کے حکم سے پھر جب پکارے گا تم کو ایک بار زمین

الۡاَرۡضِ ۖ اِذَاۤ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنۡ فِى
میں سے اسی وقت تم نکل پڑو گے ف۱ اور اسی کا ہے جو کوئی ہے

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ
آسمان اور زمین میں سب اس کے حکم کے تابع ہیں اور وہی ہے

الَّذِىۡ يَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَيۡهِ ؕ
جو ۱۷ پہلی بار بناتا ہے پھر اس کو دہرائے گا اور وہ آسان ہے اس پر

وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَهُوَ
اور اس کی شان سب سے اوپر ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہے

الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۷﴾ ضَرَبَ لَكُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ؕ
زبردست حکمتوں والا ف۲ بتلائی تم کو ۱۸ ایک مثل تمہارے اندر سے

هَلۡ لَّكُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ مِّنۡ شُرَكَآءَ
دیکھو جو تمہارے ہاتھ کے مال ہیں ان میں ہیں کوئی ساجھی تمہارے

فِىۡ مَا رَزَقۡنٰكُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِيۡهِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَهُمۡ
ہماری دی ہوئی روزی میں کہ تم سب اس میں برابر رہو خطرہ رکھو ان کا

كَخِيۡفَتِكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ
جیسے خطرہ رکھو اپنوں کا یوں کھول کر بیان کرتے ہیں ہم نشانیاں ان لوگوں کو

ع ۳

اِحیی عقلی دلیل ۱۲ — پہلی توحید پر عقلی — دلیل ۱۲ دوسری توحید پر عقلی دلیل ۱۲ — تمثیل معبود برحق اور معبود باطل ۱۲

کہ یہاں تسبیح سے نماز ہی مراد ہے کیونکہ نماز اول سے آخر تک قولاً و فعلاً اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس پر مشتمل ہے اسی لئے قرآن میں اکثر نماز کو تسبیح سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً وَ سَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّ اَصِيۡلًا (احزاب ع ۶) وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ قَبۡلَ طُلُوۡعِ الشَّمۡسِ وَ قَبۡلَ غُرُوۡبِهَا (طٰہٰ) سورہ عنکبوت میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ کی تعبیر اختیار کی گئی اور یہاں فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ الخ سے اس مضمون کو ادا کیا گیا۔ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ الخ یعنی زمین و آسمان میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو تمام صفاتِ کارسازی سے متصف ہے اور ان صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ **١٦** یہ بھی بعث و نشور پر عقلی دلیل ہے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ بے جان سے جاندار کو اور جاندار سے بے جان کو پیدا کر سکتا ہے اور خشک زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے اسی طرح وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اس سورت کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا کہ وہ توحید پر قائم رہیں آخر اللہ تعالیٰ ان کو مشرکین پر غلبہ عطا کرے گا۔ مسلمانوں کا مشرکین پر غلبہ جہاں ایمان والوں کے لئے خوشی کا باعث ہوگا وہ مشرکین کے حق میں عذاب خداوندی ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں فریقوں کی بھلائی کے لئے آگے توحید پر تیرہ عقلی دلیلیں ذکر کیں تاکہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے۔ مسلمانوں کی بھلائی یہ ہے کہ وہ اس مسئلہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں اور اس پر قائم رہیں کیونکہ ان کو غلبہ اسی کی بدولت حاصل ہوگا۔ مشرکین کی بھلائی یہ ہے کہ تیرہ دلائلِ عقلیہ کے ساتھ اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا گیا ہے تاکہ کسی شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ اس مسئلہ کو سمجھ کر مان لیں اور اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔ **١٧** یہ توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جدِ اعلیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر ان سے ان کی اولاد کا سلسلہ جاری کیا اور ان کو زمین میں آباد کیا۔ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَكُمۡ الخ یہ دوسری عقلی دلیل ہے۔ مِنۡ اَنۡفُسِكُمۡ ای من شكل اَنۡفُسِكُمۡ و جنسها (مدارک ج ۳ ص ۲۰۶) یعنی تمہاری جنس میں سے اور انسانی شکل و صورت میں تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ سکون و راحت حاصل کرو اور رشتۂ ازدواج کی بنا پر تمہارے درمیان محبت و شفقت کے تعلقات پیدا کر دیئے۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ الخ بشر کو مٹی سے پیدا کرنے، اس کی نسل پھیلانے، اس کی جنس سے اس کا جوڑا پیدا کرنے اور زوجین کے درمیان محبت و الفت ڈالنے میں غور و فکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے دلائل نظر آئیں گے۔ **١٨** یہ تیسری عقلی دلیل ہے۔ آسمانوں اور زمین کی پیدائش، اور دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے انسانوں کی زبانوں اور ان کے رنگوں کا اختلاف بھی دلائل قدرت میں سے ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ علم والوں کے لئے اس میں عبرت کا بہت سامان ہے۔ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمۡ الخ یہ چوتھی عقلی دلیل ہے تم دن اور رات میں آرام و راحت کے لئے نیند بھی کرتے ہو اور ان اوقات میں اپنی روزی بھی تلاش کرتے ہو۔ غور سے سننے والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور کارسازی کے دلائل موجود ہیں۔ یہ تمام انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں لہٰذا اس کا شکر ادا کرنا، اسی کو کارساز

موضح قرآن ف۱ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا تیرتے ہیں۔ ف۲ یعنی آسمان کے لوگ نہ کھاویں، نہ پیویں، نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ، پس اللہ کی صفت نہ اِن سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے۔

سمجھ کر حاجات میں پکارنا بندوں پر فرض ہے۔ **ف۱۹** یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے۔ خَوْفًا وَّطَمَعًا دونوں یُرِیْکُمُ کے مفعول لہ ہیں ای لالقاء الخوف و الطَّمَعِ یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہارے دلوں میں خوف وامید کے ملے جلے جذبات رونما ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف بجلی گرنے کا ڈر ہوتا ہے اور دوسری طرف بارانِ رحمت کے نزول کی امید ہوتی ہے۔ خوفا من الصاعقة وطمعًا فی الغیث (مدارک ج ۳ ص ۲۰۲) پھر آسمان سے بارانِ رحمت نازل فرما کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زندہ اور زرخیز بنا دیتا ہے۔ عقل وفہم والوں کے لئے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کے بے شمار دلائل موجود ہیں۔ یہاں جو دلائل مذکور

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
جو سمجھتے ہیں **ف۱۸** بلکہ چلتے ہیں **ف۲۲** یہ بے انصاف اپنی خواہشوں پر
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا
بن سمجھے سو کون سمجھائے جس کو اللہ نے بھٹکایا اور کوئی نہیں
لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ
ان کا مددگار سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر **ف۲۳**
حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ
ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو
لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ
بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو یہی ہے دین سیدھا ولیکن
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَ
اکثر لوگ نہیں سمجھتے **ف۲** سب رجوع ہو کر اس کی طرف **ف۲۵**
اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾
اس سے ڈرتے رہو اور قائم رکھو نماز اور مت ہو شرک کرنے والوں میں **ف۳**
مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ
جنہوں نے پھوٹ ڈالی اپنے دین میں اور ہو گئے ان میں بہت فرقے ہر
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ
فرقہ جو اس کے پاس ہے اس پر فریفتہ ہے اور جب پہنچے **ف۲۶** لوگوں کو
ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ
کچھ سختی تو پکاریں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جہاں چکھائی ان کو
مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ۙ
اپنی طرف سے کچھ مہربانی اسی وقت ایک جماعت ان میں اپنے رب کا شریک لگی بنانے **ف۲۷**

ہوئے وہ اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف تنزل کے طور پر مذکور ہوئے کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ گہرے غور وفکر کا ہے، اس کے بعد علم بلا تفکیر کا درجہ ہے، اس کے بعد سماع کا درجہ ہے اور اس کے بعد عقل یعنی حواس کی درستگی کا درجہ ہے۔ الفکر اعلیٰ والمتفکرون قلیلون وادنیٰ منہ العالمون وادنیٰ منہ الفہم مجرد السماع وادنیٰ منہ العقل وعدم الجنون کما قال العارف الرومی رح ؎

فکر آن باشد کہ بکشاید رہے
راہ آن باشد کہ پیش آید شہے

یعنی فکر وہی ہے جس سے توحید کی راہ کھلے اور راہ وہی سیدھی ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچائے۔ قالہ الشیخ قدس سرہٗ۔ **ف۲۰** یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عظمت ووحدانیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سارا نظام کائنات اسی کے حکم سے قائم ہے۔ اور دنیا کی میعاد ختم ہونے کے بعد قیامت کے دن جب وہ تمہیں بلائے گا یعنی اس کے حکم سے جب اسرافیل ؑ صور پھونکے گا تو تم سب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکل آؤ گے۔ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الخ یہ ساتویں عقلی دلیل ہے۔ زمین وآسمان کی تمام مخلوق کا وہی خالق ومالک ہے اور تمام جن وانس انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کرام سب اس کے مطیع وفرمانبردار ہیں اور سب خالصۃً اسی کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے۔ قٰنِتُوْنَ مخلصون (روح) کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ قانتون قائمون بالشہادۃ

موضح قرآن

ف۱ یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی برابر ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پرواہ نہیں کہ مرضی لے کر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو۔ **ف۲** یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے، ایسا ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس میں عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا، غریب پر ترس کھانا، حق پورا دینا، دغا نہ کرنا، ہر کوئی اچھا جانتا ہے اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بند وبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا۔ **ف۳** یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر اصلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہوا۔ **ف۴** یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلیت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلیت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے۔

فتح الرحمٰن **ف۱** حاصل مثل آنست کہ مملوک با مالک برابر نمیشود پس مملوک خدا را شریک او نتوان گفت ۱۲۔

علیٰ وحدانیتہ تعالیٰ کما قال الشاعر۔ وفی کل شیء لہ اٰیۃ۔ تدل علیٰ انہ واحد **۲۱ف** یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے۔ ساری کائنات کو ابتداءً اسی نے پیدا کیا اور
وہی دوبارہ مخلوق کو زندہ کرے گا یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ جو اللہ ایسا قادر و متصرف ہے وہی کارساز اور برکات دہندہ ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ الخ سب سے
بڑی صفت یعنی وحدانیت اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ وہ ذات وصفات میں منفرد اور یگانہ ہے اور زمین وآسمان میں کوئی اس کا شریک نہیں۔ عن مجاھد
المثل الاعلیٰ قول لا الٰہ الا اللہ ولہ الوصف بالوحدانیۃ (بحر ج ۷ ص ۱۷۰) عن قتادۃ و مجاھد ان المثل الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ ولعلھما ارادا بذلک الوحدانیۃ
فی ذاتہ تعالیٰ وصفاتہ سبحانہ (روح ج ۲۱ ص ۳۶) وھو العزیز الحکیم۔ اس کی قدرت کاملہ تمام ممکنات پر حاوی اور اس کا علم محیط تمام موجودات کو شامل ہے۔ **۲۲ف** یہ
معبود برحق اور معبود باطل کی تمثیل ہے جس سے شرک کا بطلان واضح ہوتا ہے۔ من انفسکم یعنی یہ تمثیل تمہارے ہی احوال سے منتزع ہے (ضرب لکم مثلا)
یتبین بہ بطلان الشرک (من انفسکم) ای منتزعا من احوالہا التی ھی اقرب الامور الیکم واعرفہا (روح ج ۲۱ ص ۳۷) کخیفتکم انفسکم میں انفسکم
سے اپنی جنس کے آزاد لوگ مراد ہیں مثل خیفتکم من ھو من نوعکم من الاحرار المساھمین لکم (روح) حاصل تمثیل یہ ہے کہ ہم نے تمہیں جو اموال و املاک عطا
کئے ہیں ان میں تم اپنے غلاموں کو شریک کر کے ان کو اپنے برابر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہو یہاں تک کہ وہ ملک و تصرف میں دیگر آزاد لوگوں کی سطح پر
آجائیں اور انہیں بھی وہی شوکت و ہیبت حاصل ہوجائے جو تمہاری سطح کے لوگوں کو حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندے، اولیاء کرام، انبیاء اور ملائکہ
علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے عبید ہیں اس لئے یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات الوہیت میں انہیں شریک کرلے یا اپنے بعض اختیارات انہیں
سونپ دے۔ فاذا لم ترضوا بذلک لانفسکم فکیف ترضون لرب الارباب و مالک الاحرار والعبید ان تجعلوا بعض عبیدہ لہ شرکاء (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵)
قال ابن عباس تخافونھم ان یرثوکم کما یرث بعضکم بعضا فاذا لم تخافوا ھذا من ممالیککم ولم ترضوا ذلک لانفسکم فکیف رضیتم ان تکون آلھتکم التی
تعبدونھا شرکائی وھم عبیدی (معالم وخازن) **۲۳ف** یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی اس قدر دلائل کے بعد مسئلہ توحید میں شک و شبہہ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اس
کے باوجود مشرکین ان میں غور و فکر نہیں کرتے بلکہ خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے بلا دلیل و حجت اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ الذین ظلموا سے مشرکین
مراد ہیں والذین ظلموا ھم المشرکون (بحر ج ۷ ص ۱۷۱) ان معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور ان سے توفیق ہدایت سلب کرلی گئی ہے اس لئے اب انہیں
کوئی بھی راہ راست پر نہیں لاسکتا اور نہ ان کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچا سکتا ہے۔ فمن یھدی الخ استفہام انکاری ہے۔ ای لا یقدر علیٰ ھدایتہ احد (ابوالسعود
ج ۶ ص ۲۲۷) **۲۴ف** فاء فصیحہ ہے، خطاب واحد براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن معنیً عام ہے حضور علیہ السلام اور تمام مؤمنین کو
شامل ہے۔ اس میں توحید پر قائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ مذکورہ بالا بیان دلائل اور تمثیل پر مرتب ہے۔ نیز ابتدائے سورت میں مذکورہ وعدۂ نصرت سے
متعلق ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اس پر موقوف ہے کہ تم توحید پر قائم رہو اور اس کی خاطر مصائب برداشت کرو۔ اب مسئلہ توحید کو براہین و بینات
سے مزید واضح کر دیا گیا ہے لیکن مشرکین پھر بھی حد سے تجاوز کر رہے ہیں اور شرک میں منہمک ہیں حق واضح ہوچکا اور توحید دلائل سے ثابت ہوچکی لہٰذا آپ تمام
باطل ادیان سے منہ موڑ کر توحید پر قائم رہیں۔ اذا تبین الحق وظہرت الوحدانیۃ فاقم الخ (نیساپوری) یہ مسئلہ توحید فطری دین ہے جس پر اللہ نے تمام انسانوں
کو پیدا فرمایا۔ اس لئے اللہ کی فطرت کو مت بدلو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ یہ توحید ہی دین قیم اور صراط مستقیم ہے لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے جاہل اور
بے خبر ہیں۔ فاقم وجھک الخ یہ دین توحید پر قائم رہنے اور اپنی توجہ کو اس پر مرکوز کرنے سے کنایہ ہے۔ والمراد الاقبال علی دین الاسلام والاستقامۃ و
الثبات علیہ (روح ج ۲۱ ص ۳۹) حنیفا۔ فاقم کی ضمیر فاعل سے حال ہے۔ فطرت اللہ فعل مقدر کا مفعول ہے۔ ای الزموا فطرت اللہ (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵)
فطرت اللہ سے اللہ کی توحید مراد ہے جس کی قابلیت و استعداد اللہ تعالیٰ نے ہر بچے کی فطرت اور خلقت میں ودیعت فرمائی جیسا کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے
کل مولود یولد علی الفطرۃ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ یہاں فطرت اللہ کو الدین القیم فرمایا اور سورۂ یوسف میں فرمایا ان الحکم الا للہ ط امر ان لا
تعبدوا الا ایاہ ط ذلک الدین القیم (یوسف ع ۵)۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں فطرۃ اللہ سے دین توحید، اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت اور پکار ہی مراد ہے۔
المعنی انہ خلقھم قابلین للتوحید والاسلام (مدارک ج ۳ ص ۲۰۵) ای الزموا فطرۃ اللہ وھی التوحید (کبیر ج ۶ ص ۴۱۵) لا تبدیل لخلق اللہ۔
اللہ تعالیٰ کا یہ دین توحید اٹل ہے اس میں آج تک تبدیلی نہ ہوئی نہ آئندہ ہوگی۔ یا نفی بمعنی نہی ہے یعنی اللہ کے دین توحید کو مت بدلو وقیل ھو نفی معناہ النھی ای لا
تبدلوا ذلک الدین (بحر ج ۷ ص ۱۷۲) الزموا فطرۃ اللہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک (خازن و معالم ج ۵ ص ۱۷۳) **۲۵ف** یہ الزموا مقدر کے فاعل سے حال ہے (مدارک)
یعنی غیر اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور حاجات میں غائبانہ صرف اسی کو پکارنے والے۔ ای راجعین الیہ تعالیٰ بالتوبۃ واخلاص العمل وقیل
ای منقطعین الیہ تعالیٰ (روح ج ۲۱ ص ۴۱) ولا تکونوا من المشرکین یہ منیبین کی تفصیل ہے یعنی حاجات میں صرف اللہ کی طرف رجوع کرو اور اس کی عبادت، دعا اور پکار
میں کسی کو شریک نہ بناؤ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقیموا الصلوٰۃ کے ساتھ متعلق کیا ہے یعنی نماز چھوڑ کر مشرک نہ بنو لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ترک نماز اگرچہ کبیرہ گناہ ہے لیکن شرک
نہیں۔ علامہ ابوالسعود فرماتے ہیں ولا تکونوا من المشرکین المبدلین لفطرۃ اللہ تعالیٰ تبدیلا (ابوالسعود ج ۶ ص ۲۲۷) یہ اعادۂ جار کے ساتھ المشرکین
سے بدل ہے یعنی ان مشرکین کی طرح نہ ہوجاؤ جنہوں نے اپنی خواہشات کے مطابق اپنا اپنا الگ معبود بنا لیا اور پھر ہر فریق اپنے خود ساختہ دین پر خوش اور مطمئن ہے۔ انہوں نے
مختلف فرقے بنا لئے ہیں لیکن اے ایمان والو! تم توحید پر قائم اور متحد رہنا اور اس میں اختلاف نہ ڈالنا۔ **۲۶ف** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ اس سے پہلے مومنوں کو پند و نصیحت
تھی اب یہاں سے مشرکین پر زجریں ہیں۔ مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آجاتی ہے تو وہ معبودانِ باطلہ سے مایوس ہو کر اللہ کی طرف راغب ہوجاتے اور خالص
اسی کو پکارنے لگتے ہیں کیونکہ وہ حضور علیہ السلام سے سنتے تھے کہ اگر توحید کی مخالفت کروگے تو اللہ کا عذاب آجائے گا، تو جب ان پر کوئی مصیبت آپڑتی تو سمجھتے شاید یہ اللہ کا

عذاب ہے اس لئے اس وقت خالصۃ اللہ کو پکارنے لگتے۔ ثم اذا الخ لیکن اللہ تعالیٰ محض اپنی مہربانی اور رحمت سے انہیں اس مصیبت سے نجات و خلاص دیدیتا ہے تو فوراً شرک
کرنے لگتے ہیں اور اپنی نجات اور کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں وذلک بنسبۃ خلاصھم الی غیرہ تعالیٰ من صنم او کوکب او نحو ذلک من المخلوقات
(روح ج ۲۱ ص۴۴) قال ابن عطیۃ ویلحق من ھذہ الالفاظ شیٔ للمؤمنین اذجاءھم فرج بعد شدۃ علقوا ذلک بمخلوقین الخ (بحر ج ۷ ص۱۴۳) ۲۷ لام بمعنی کی
ہے یعنی وہ اپنی کامیابی کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرکے اللہ کے انعام و احسان کی ناشکری کرتے ہیں۔ اچھا دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہماری نعمتوں سے فائدہ اٹھالو اور کفران نعمت

لِيَكْفُرُوا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۗ وقفہ فَسَوْفَ
کہ منکر ہو جائیں ہمارے دیئے ہوئے سے ۲۷ سو مزے اڑالو اب آگے
تَعْلَمُوْنَ ۳۴ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ
جان لوگے کیا ہم نے ان پر اتاری ہے کوئی سند سو وہ
يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ۳۵ وَاِذَآ اَذَقْنَا
بول رہی ہے جو یہ شریک بتاتے ہیں اور جب چکھائیں ہم ۲۸
النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ
لوگوں کو کچھ مہربانی اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر ان پر آپڑے کچھ برائی
بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ۳۶ اَوَ
اپنے ہاتھوں کے بھیجے ہوئے پر تو آس توڑ بیٹھیں کیا
لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ
نہیں دیکھ چکے ۲۹ کہ اللہ پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے جس کو چاہے
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۳۷ فَاٰتِ
اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں ف سو تو دے
ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ
قرابت والے کو اس کا حق ۳۰ اور محتاج کو اور مسافر کو
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کا منہ اور وہی ہیں
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۳۸ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟
جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے
فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ
لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں اور جو

کرلو عنقریب اس کا انجام دیکھ لوگے۔ ام انزلنا الخ ام منقطعہ ہے بمعنی بل والھمزۃ اور استفہام انکاری ہے اور اس میں خطاب سے غیبت کی طرف التفات ہے۔ کیا ان مشرکین کے پاس ہماری طرف سے کوئی دلیل وحجت موجود ہے جس سے شرک کا ثبوت ہوتا ہو؟ ہرگز نہیں ان کے پاس ایسی کوئی دلیل موجود نہیں محض اہواء و ظنون کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ ام بمعنی بل والھمزۃ للاضراب عن الکلام السابق والاستفہام عن الحجۃ استفہام انکار و توبیخ (بحر) ۲۸ واذا اذقنا الناس الخ سے مشرکین مراد ہیں یعنی جب ہم لوگوں کو بارش، صحت، وسعت رزق وغیرہ کی صورت میں اپنی رحمت سے بہرہ ور کرتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اترانے لگتے ہیں۔ لیکن اگر اپنی ہی بداعمالیوں کی وجہ سے کوئی مصیبت آگئی تو اپنے معبودوں سے مایوس ہو گئے کیونکہ ان کے مزعومہ معبود اور کارساز اس مصیبت سے ان کو بچانے میں ناکام رہے۔ ۲۹ یہ توحید پر نویں عقلی دلیل ہے یعنی رزق کی فراخی اور تنگی تو اللہ کے اختیار میں ہے لہٰذا جب وہ اپنی رحمت سے روزی میں وسعت عطا کرے تو اس کا شکر کرنا چاہئے اور اگر وہ روزی تنگ کر دے تو صبر و استقلال کے ساتھ اسی کو پکارنا چاہئے۔ ۳۰ دفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا ذکر۔ شرک نہ کرو، مذکورہ بالا تفصیلات میں یہی مذکور ہوا۔ ظلم نہ کرو اور احسان کرو یہاں یہ دونوں باتیں مذکور ہیں۔ دوسری صراحۃً اور پہلی ضمناً۔ تمام حقداروں کے حقوق ادا کرو اس کے ضمن میں بے انصافی اور حق تلفی کی ممانعت آگئی۔ ذلک خیر الخ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنا ہی ان لوگوں کے حق میں بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ وما اٰتیتم من ربا الخ دولت کا صحیح مصرف یہ ہے کہ اس میں واجب حقوق پر اسے صرف کیا جائے لیکن لوگوں سے سود پر قرض لینا اور سود ادا کرکے ان کی دولت میں اضافہ کرنا اللہ کی دی ہوئی دولت کا جائز

نویں عقلی دلیل ۱۲

دفع عذاب کیلئے امور ثلاثہ کا ذکر ۱۲

اور صحیح مصرف نہیں۔ اس سے لوگوں کی دولت میں تو ضرور اضافہ ہوگا لیکن اللہ کے وہاں اس میں کوئی خیر و برکت نہ ہوگی اور نہ اس پر کوئی اجر و ثواب مرتب ہوگا۔ وما اٰتیتم
من زکوٰۃ الخ البتہ جو کچھ تم محض اللہ کی رضا کے لئے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس میں برکت ہوگی اور اس کے اجر و ثواب میں کئی گنا اضافہ ہوگا۔ اس آیت کو بعض مفسرین نے مکی اور بعض
نے مدنی کہا ہے پہلی صورت میں زکوٰۃ سے نفلی صدقہ اور دوسری صورت میں اس سے زکوٰۃ مفروضہ مراد ہوگی۔

موضح قرآن ف یعنی جس کو چاہئے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے۔

اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ
دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں
هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ
جن کے دونے ہوئے ف۱ اللہ وہی ہے جس نے تم کو بنایا ۳۱ف پھر
رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ
تم کو روزی دی پھر تم کو مارتا ہے پھر تم کو جلائے گا کوئی ہے
شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ
تمہارے شریکوں میں جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کام وہ نرالا ہے
وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ع ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ
اور بہت اوپر ہے اس سے کہ شریک بتلاتے ہیں پھیل پڑی ہے ۳۲ف خرابی جنگل میں
وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ
اور دریا میں لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی سے چکھانا چاہیے ان کو
بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ
کچھ مزہ ان کے کام کا تاکہ وہ پھر آئیں ف۱ تو کہہ
سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
پھرو ۳۳ف ملک میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام
الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾
پہلوں کا بہت ان میں تھے شرک کرنے والے
فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ الْقَیِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ
سو تو سیدھا رکھ ۳۴ف اپنا منہ سیدھی راہ پر اس سے پہلے کہ آ پہنچے
یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ یَوْمَىٕذٍ یَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾
وہ دن جس کو پھرنا نہیں اللہ کی طرف سے اس دن لوگ جدا جدا ہوں گے ف۲

۴ ع ۱۳ ۷

۳۱ دسویں عقلی دلیل ۱۲

۳۲ تخویف دنیوی ۱۲

۳۳ تخویف دنیوی ۱۲

۳۱ف یہ توحید پر دسویں عقلی دلیل ہے۔ تم سب کا خالق و رازق اللہ تعالیٰ ہے اور موت و حیات بھی اسی کے قبضے میں ہے۔ اب تم خود ہی بتاؤ کہ جن برگزیدہ ہستیوں اور اللہ کے جن نیک اور صالح بندوں کو تم نے اللہ کے سوا کارساز سمجھ رکھا ہے کیا ان میں سے کسی ایک نے اس سارے جہان میں کوئی ایک ہی چیز پیدا کی ہے یا پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ یا کسی کی روزی ان میں سے کسی کے اختیار میں ہے یا کسی کی موت اور زندگی ان میں سے کسی کے قبضہ و تصرف میں ہے؟ ظاہر ہے ان تمام سوالات کا جواب نفی میں ہے مشرکین کا بھی اعتقاد تھا کہ ان کے مزعومہ کارساز ان کاموں میں سے کوئی کام کرنے کی طاقت نہیں رکھتے سبحانہ وتعالیٰ الخ جب یہ صفتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں تو پھر وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے، صفات کارسازی اور کمالاتِ الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ ۳۲ف یہ تخویف دنیوی ہے۔ دنیا میں جو شر و فساد بپا ہوتا ہے اور مصائب و بلیات کے جو طوفان آتے ہیں اس کی وجہ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں یہ شرک، یہ معاصی اور یہ عصیان و طغیان ہی دنیا میں سارے فساد کی جڑ ہے (بما کسبت ایدی الناس) بسبب معاصیھم وشرکھم (مدارک ج ۳ ص ۲۱۰)

شرک و معاصی کی وجہ سے گناہوں کا وبال دنیا میں بھی ان پر آتا ہے تاکہ وہ شرک و عصیان سے باز آجائیں۔ ۳۳ف یہ تخویف دنیوی ہے۔ شرک و معاصی کے وبال کا انجام دیکھنا ہو تو زمین میں چل پھر کر گذشتہ زمانے کے معاندین کی ہلاکت و تباہی کے آثار دیکھو۔ وہ بھی مشرک ہی تھے اور انہوں نے توحید کا پیغام لانے والوں کو جھٹلایا اور دعوتِ توحید کو قبول نہ کیا تو دنیا ہی میں ان کو ذلت آمیز اور رسواکن عذاب سے ہلاک کر دیا گیا۔ ۳۴ف یہ پہلے فاقم وجھک الخ کے مضمون کا اعادہ اور اس کی تاکید ہے۔ قیامت کا دن جو لامحالہ آکر رہے گا اور کسی کے روکے سے رک نہیں سکے گا اس کی آمد سے پہلے توحید پر قائم ہو جاؤ۔ دنیا میں توحید کو مان لینا آخرت میں فائدہ دے گا لیکن آخرت کا ایمان و یقین بے سود ہو گا۔ یومئذ یصدعون وہاں تو مومنوں اور مشرکوں کو الگ الگ کر دیا جائے گا فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر۔ من کفر فعلیہ الخ یہ تخویف اخروی ہے جس نے دنیا میں کفر و شرک اختیار کیا آخرت میں اس کا وبال اسی پر پڑے گا۔ ومن عمل صالحًا (الخ)۔ یہ بشارت اخروی ہے اور جن لوگوں نے دنیا میں توحید کو مان لیا اور اعمال صالحہ بجالائے وہ اپنی ہی آخرت سنوار رہے ہیں۔ لیجزی الذین الخ یہ ماقبل کی علت ہے۔ وہ نیک عمل اس لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کو آخرت میں ثوابِ جمیل اور جزائے جزیل عطا فرمائے۔ انہ لا یحب الکافرین اس کی رضا و محبت صرف ایمان والوں کے لئے ہے کافر و مشرک اس کے غضب و سخط کے مستحق اور اس کی محبت سے محروم ہیں۔

موضح قرآن ف۱ یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا چاہیے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں۔ ف۲ یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ۔

فتح الرحمٰن ف۱ مترجم گوید مالی را کہ بشرط زیادت میدہند ربا نام نہادہ شد واللہ اعلم ۱۲ ف۲ یعنی قحط و غرق و سائر مصائب جزاء عمل بنی آدم می باشد ۱۲۔

۳۵ یہ توحید پر گیارہویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت اور اس کی وحدانیت کہ ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وہ بارانِ رحمت کی خوشخبری لانے والی ہوائیں چلاتا ہے اور بارانِ رحمت سے سرسبز و شاداب اور لہلہاتے کھیت اگاتا ہے۔ اللہ کے حکم سے ہوا بادبانی کشتیوں کو اِدھر سے اُدھر لیجاتی ہے جس سے ہم آسانی سے سفر کرتے ہیں اور تجارتی سفروں میں نفع کماتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اس کے ساتھ شرک نہ کریں۔ **۳۶** یہ مشرکین کے لئے تخویف دنیوی ہے، مؤمنین کے لئے بشارت دنیوی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ مشرکین مکہ نے آپ کے ساتھ عناد و تکذیب کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء ورسل علیہم السلام دلائل وبینات لے کر اپنی قوموں کے پاس گئے ان کے ساتھ ان کی اقوام نے بھی یہی سلوک کیا آخر ہم نے مجرمین کو ہلاک کر دیا اور ایمان والوں کو بچالیا وکان حقا علینا نصر المؤمنین یہ وعدۂ نصرت کا اعادہ ہے جس کا ابتدائے سورت میں وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ سے ذکر کیا گیا۔ یعنی میرا وعدہ ہے کہ اگر تم توحید پر قائم رہوگے اور اس کی خاطر مصائب کا مقابلہ کرتے رہو گے تو میں تمہیں فتح دوں گا۔ ایمان والوں کی امداد ونصرت تو میں نے محض اپنے فضل سے اپنے ذمے رکھی ہے اس لئے آخر مشرکین مکہ مغلوب ہوں گے اور آپ کو ان پر غلبہ حاصل ہوگا۔ **۳۷** یہ توحید پر بارہویں عقلی دلیل ہے۔ اور دلیل مذکور کے ایک جزو کی تفصیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو ہانک کر اللہ کے حکم سے آسمانی فضا میں پھیلا دیتی ہیں اور بادلوں کے ٹکڑوں کو دنیا کے مختلف خطوں پر لیجاتی ہیں اور سب دیکھتے ہیں کہ اللہ کی قدرت سے ان بادلوں کے بیچ میں سے بارش برس رہی ہے۔ جہاں بارش ہو جاتی ہے وہاں کے لوگ خوشی سے پھولے نہیں سماتے وان کانوا الخ مخففہ من المثقلۃ ہے اور اس کا اسم ضمیر شان مقدر ہے۔ حالانکہ بارش برسنے سے پہلے وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں کہ اب بارش نہیں ہوگی، فصلیں تباہ ہو جائیں گی اور مویشی پیاس سے مرجائیں گے۔ من قبلہ کا اعادہ تاکید کے لئے ہے (روح) لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں قبلہ کی ضمیر وقت سے کنایہ ہے ای من قبل ہذا الوقت یعنی ان دنوں میں بارش ہونے سے پہلے وہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں اس صورت میں تکرار واعادہ نہیں ہوگا۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ

جو منکر ہوا سو اس پر پڑے اس کا منکر ہونا اور جو کوئی کرے بھلے کام سو وہ اپنی راہ

يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

سنوارتے ہیں تاکہ وہ بدلہ دے ان کو جو یقین لائے اور کام کئے

الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

بھلے اپنے فضل سے بیشک اس کو نہیں بھاتے انکار والے

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ

اور اس کی نشانیوں میں ف۱ ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اور

لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ

تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں جہاز

بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم حق مانو ف۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ

اور ہم بھیج چکے ہیں ف۳ تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس

فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ

سو پہنچے ان کے پاس نشانیاں لے کر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ

اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والوں کی ف۴ اللہ ہے جو ف۵ چلاتا ہے

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَاۗءِ كَيْفَ يَشَاۗءُ

ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہے

وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ

اور رکھتا ہے اس کو تہہ بہ تہہ پھر تو دیکھے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب

۳۵ گیارھویں عقلی دلیل

۳۶ تخویف وبشارت

۳۷ بارھویں عقلی دلیل

موضح قرآن ف۱ یعنی باؤ چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں۔ ف۲ بیچ میں باؤ کا ذکر اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں، اسی طرح دین کے غلبہ کی نشانیاں روشن ہوتی ہیں۔

۳۸ یعنی باران رحمت پر رحمت الٰہی کے جو آثار مرتب ہوتے ہیں انہیں غور سے دیکھو کس طرح خشک اور بنجر زمین کو اس نے حیات نو، رونق اور شادابی عطا فرمائی یہ اس کی قدرت وصنعت اور اس کی عظمت و وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ ان ذلک لمحی الموتی جملہ معترضہ ہے یعنی اس دلیل سے جہاں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ظاہر ہوتی ہے وہاں اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ مردہ زمین کو تازگی اور زندگی عطا کر سکتا ہے وہ قیامت کے دن مُردوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ وھو علی کل شیئ قدیر ۔ یہ ماقبل کے لئے علت ہے وہ چونکہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کی قدرت تمام ممکنات پر حاوی ہے اس لئے وہ حشر ونشر پر قادر ہے۔ **۳۹** یہ مشرکین پر زجر ہے۔ یہ مشرکین کے انتہائی عناد و مکابرہ کا بیان ہے انعامات یاد دلانے سے وہ کب ماننے والے ہیں۔ وہ ضد و عناد میں اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں کہ اگر ہم ان کے سرسبز وشاداب اور لہلہاتے کھیتوں پر کوئی آفت سماوی مثلاً سخت گرم ہوا وغیرہ بھیج دیں اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے لہلاتے کھیت سوکھ کر زرد ہو جائیں تو بھی وہ کفر وجحود اور انکار وتکذیب پر اڑے رہیں گے اور ان کے دلوں میں تسلیم وانابت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا **۴۰** مشرکین کے عناد و مکابرہ کا ذکر کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ ایسے واضح دلائل کے باوجود مشرکین انکار وتکذیب سے باز نہیں آرہے۔ آپ کے انذار وتبلیغ میں کوئی قصور نہیں ان کے دلوں پر ضد و عناد کی وجہ سے مہر جباریت لگ چکی ہے اب وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، اس لئے آپ ان کے نہ ماننے کی وجہ سے غمگین نہ ہوں۔ یہاں مشرکین کے لئے تین تمثیلیں ذکر کی گئی ہیں۔ اول لا تسمع الموتی یہ تو مُردے ہیں اور مُردوں کو آپ کسی طرح بھی اپنی بات نہیں سنوا سکتے دوم ولا تسمع الصم الخ یہ تو بہرے ہیں اور بہرے بھی وہ جو آپ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے بلکہ پیٹھ پھیر کر دور جا رہے ہیں بھلا ان کے کانوں میں آپ کی دعوتِ حق کس طرح پہنچے گی۔ سوم وما انت بھدی العمی الخ یہ تو اندھے ہیں اور آپ اندھوں کو ہرگز راستہ نہیں دکھلا سکتے حاصل یہ ہے کہ آپ کا کام تبلیغ وانذار ہے۔ یہ معاندین جو مہر جباریت کی وجہ سے اپنے دل کی حیات اور سمع وبصر کھو چکے ہیں ان کو راہِ راست پر لانا آپ کے بس کی بات نہیں یہ آپ کی دعوت وتبلیغ کا اثر ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ ان تسمع الا من الخ البتہ آپ کی بات صرف وہی لوگ سنیں گے اور اس سے اثر قبول کریں گے جو ہماری آیتوں کو سن کر ان پر یقین کرنے اور ان کے سامنے تسلیم وانقیاد کا جذبہ رکھتے ہوں اور ان کے دلوں میں حق کو تلاش کرنے اور حق کو پالینے کے بعد اسے تسلیم کرنے کی سچی تڑپ ہو۔

أَصَابَ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٨﴾

اس کو پہنچاتا ہے جس کو کہ چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لگتے ہیں خوشیاں کرنے ف

وَإِن كَانُوا مِن قَبْلِ أَن يُنَزَّلَ عَلَيْهِم مِّن قَبْلِهِ

اور پہلے سے ہو رہے تھے اس کے اترنے سے پہلے ہی

لَمُبْلِسِينَ ﴿٤٩﴾ فَانظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ

نا امید سو دیکھ لے ۳۸ اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کیونکر

يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي

زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرگئے پیچھے بے شک وہی ہے مُردوں

الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا

کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے اور اگر ہم بھیجیں ۳۹

رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوا مِن بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾

ایک ہوا پھر دیکھیں وہ کھیتی کو کہ زرد پڑ گئی تو لگیں اس کے پیچھے ناشکری کرنے ف

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ

سو تو سنا نہیں سکتا مُردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو پکارنا

إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنتَ بِهَادِ الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ

جبکہ پھریں پیٹھ دے کر اور نہ تو راہ سجھائے اندھوں کو ان کے بھٹکنے سے

إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٥٣﴾

تو تو سنائے اسی کو جو یقین لائے ہماری باتوں پر سو وہ مسلمان ہوتے ہیں

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ

اللہ ہے جس نے ۴۱ بنایا تم کو کمزوری سے پھر دیا کمزوری کے

ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ۚ

پیچھے زور پھر دے گا زور کے پیچھے کمزوری اور سفید بال

موضح قرآن ف پھیلاتا ہے جس طرح چاہے پہلے کسی طرف پیچھے کسی طرف، اسی طرح دین بھی پھیلا۔ **ف۲** غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری اور یہاں اس پر فرمایا کہ مراد پاکر بندہ نڈر نہ ہووے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہے۔

تحقیق مسئلہ سماع موتی

سماع موتی کا مسئلہ زمانِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہ چلا آرہا ہے۔ یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے نہیں جن کی نفی یا اثبات پر کفر و اسلام کا مدار ہے بلکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی بحث ہے جس میں بحث و تمحیص اور نظر و تحقیق کی گنجائش ہے۔ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے علماء کے درمیان اس مسئلہ میں ہمیشہ دو رائیں رہی ہیں۔ کچھ علماء کرام کی یہ رائے رہی ہے کہ مُردے سنتے ہیں جبکہ دوسرے علماء نے اپنی تحقیق کی بنا پر سماع موتی کی نفی کی ہے۔ علماء کرام کی ان دونوں جماعتوں کے پاس دلائل ہیں جن پر انہوں نے اپنی اپنی رائے اور تحقیق کی بنیادیں استوار کی ہیں۔ جو علماء سماع موتی کی نفی کرتے ہیں ان کا استدلال ظواہر قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہے جبکہ قائلین سماع بھی صحیح حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں۔

يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ

بناتا ہے جو کچھ چاہے اور وہ ہے سب کچھ جانتا کر سکتا اور جس دن قائم ہوگی

السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ ۙ مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ

قیامت قسمیں کھائیں گے گنہگار کہ ہم نہیں رہے تھے ایک گھڑی سے زیادہ

كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

اسی طرح تھے الٹے جاتے اور کہیں گے جن کو ملی ہے سمجھ

وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ

اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے

الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ كُنتُمْ

کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں تھے

لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ

جانتے سو اس دن کام نہ آئے گا ان گنہگاروں کو قصور بخشوانا

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا

اور نہ ان سے کوئی منانا چاہے اور ہم نے بتلائی ہے آدمیوں کے واسطے اس

الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِن جِئْتَهُم بِآيَةٍ لَّيَقُولَنَّ

قرآن میں ہر طرح کی مثل اور جو تو لائے ان کے پاس کوئی آیت تو ضرور کہیں

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ

وہ منکر تم سب جھوٹ بناتے ہو یوں مہر لگا دیتا ہے

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

اللہ ان کے دلوں پر جو سمجھ نہیں رکھتے سو تو قائم رہ بے شک

اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ ﴿٦٠﴾

اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے اور اکھاڑ نہ دیں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے

نفی سماع موتی کے دلائل

نفی سماع موتی پر قرآن مجید کی تین آیتیں دلیل و حجت ہیں ان آیتوں کو وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک نفی سماع پر بطور دلیل و برہان پیش کیا جاتا رہا ہے۔ پہلی آیت انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعآء اذا ولوا مدبرین (نمل ع ٦) دوسری آیت یہی ہے جو اس وقت زیر بحث ہے۔ تیسری آیت ان اللہ یسمع من یشآء وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر ع ٣)۔ سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی پر استدلال فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں موجود ہے تفصیل آگے آ رہی ہے۔ علاوہ ازیں تمام فقہاء و مجتہدین نے بھی ان آیتوں کو نفی سماع پر بطور دلیل پیش کیا ہے۔ بطور مثال علامہ ابن ہمام مؤلف فتح القدیر کی تصریح ملاحظہ ہو۔ علامہ موصوف ان آیتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان آیتوں سے سماع موتی کی نفی کی تحقیق مستفاد ہوتی ہے کیونکہ ان میں کفار کو موتی سے تشبیہ دی گئی ہے اس بنا پر کہ کفار کو حق سنانا متعذر ہے اور یہ سماع موتی کی نفی پر متفرع ہے ورنہ تشبیہ صحیح نہیں ہوگی۔ اصل عبارت یہ ہے۔ فانھا یفید ان تحقیق عدم سماعھم فانہ تعالیٰ شبہ الکفار بالموتی لافادۃ تعذر سماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی (فتح القدیر ج ۲ ص ۴۴۷) اور اس سے تھوڑا سا پہلے مشائخ حنفیہ کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں وعندی مبنی ارتکاب ھذا المجاز ھنا عند اکثر مشائخنا ھو ان المیت لا یسمع عندھم.... لانھا (الیمین) تنعقد علی ما بحیث یفھم والمیت لیس کذلک لعدم السماع (فتح القدیر) اور کتاب الایمان میں لکھتے ہیں فلو کلمہ بعد موتہ لا یحنث لان المقصود منہ الافہام والموت ینافیہ لانہ لا یسمع فلا یفھم (فتح القدیر ج ص ۱۰۰) قائلین سماع موتی کی طرف سے ان آیتوں کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان میں اسماع (سنانے) کی نفی ہے سماع (سننے) کی نفی نہیں۔ اور اختلاف سماع میں ہے نہ کہ

موضح قرآن ف یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں۔

فتح الرحمن ف یعنی چون عقوبات مخلدہ معاینہ کردند دنیارا بمشابہ ساعتی خیال نمودند برعکس آنکہ در دنیا حیات دنیارا بمشابہ خلود خیال میکردند ۱۲۔

اسماع میں کیونکہ اسماع کی نفی پر تو سب متفق ہیں۔ دوسرا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ان آیتوں میں کفار کو مُردوں کے ساتھ تشبیہ عدم استفادہ میں دی گئی ہے نہ کہ عدم سماع میں اور مطلب یہ ہے کہ مُردے زائر کا کلام سُن لینے کے باوجود اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اسی طرح کفار بھی سن تو لیتے ہیں لیکن اس سے استفادہ نہیں کرتے۔ ان دونوں جوابوں کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور تمام فقہائے حنفیہ نے ان سے عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ آیتیں اسماع کے ساتھ ساتھ سماع کی بھی نفی کر رہی ہیں اور تشبیہ عدم استفادہ میں نہیں بلکہ عدم سماع میں ہے۔ نیز سماع، اسماع کا مطاوع ہے اس لئے اسماع کی نفی یا اثبات سماع کی نفی اور اثبات کو مستلزم ہے۔ ان آیتوں میں جب اسماع کی نفی کی گئی تو سماع کی بھی نفی ہو گئی۔

سماع موتی کے دلائل اور ان کا جواب | قائلین سماع موتی کی سب سے قوی دلیل قلیب بدر والی حدیث ہے جو صحیحین میں ہے۔ حضرت ابو طلحہ رض بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن حضور علیہ السلام نے صنادید قریش کی لاشیں ایک ویران کنویں میں پھنکوا دیں اور کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر صنادید قریش کو نام بنام مخاطب کر کے فرمایا الیس قد وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی قد وجدت ما وعدنی ربی حقا۔ اس پر حضرت عمر رض بول اُٹھے یا رسول اللہ آپ بے جان اور بے روح اجساد سے کس طرح گفتگو فرما رہے ہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ما انتم باسمع لما اقول منھم۔ یہ روایت صحیح ہے اور اس سے قلیب بدر کے مُردوں کا سماع صراحت سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب | اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کئی وجوہ سے درست نہیں۔ اول اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قرآن کی دو آیتیں پیش کر کے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال کو رد کیا ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ جب یہ حدیث ان کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا کیف یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذلک واللہ تعالیٰ یقول وما انت بمسمع من فی القبور، انک لا تسمع الموتی یعنی یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضور علیہ السلام قرآن مجید کے خلاف لب کشائی فرمائیں جب کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے وما انت بمسمع من فی القبور، لے تم مُردوں کو اپنی باتیں سنانے کی قدرت نہیں رکھتے ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت صدیقہ نے یہاں سماع کو علم پر محمول فرمایا ہے۔ اقول انما قال انھم الآن لیعلمون ان ما کنت اقول لھم حق، (صحیح بخاری ص ۵۶۷) یعنی حضور علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ اب انہیں یقین ہو چکا ہے کہ دنیا میں میں جو کچھ ان سے کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں چونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع کی تفسیر علم سے کی ہے اس لئے اس حدیث سے سماع موتی پر استدلال صحیح نہیں۔ حوالہ آگے آ رہا ہے۔

دوم۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت اور آپ کا معجزہ تھا اس لئے اسے عموم پر محمول کر کے اس سے سماع موتی عموماً ثابت کرنا صحیح نہیں۔ وما وقع فی حدیث ابی طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یجوز ان یکون معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مراد من قال انہ من خصوصیاتہ علیہ الصلوۃ والسلام وھی من خوارق العادۃ (روح ج۲۱ ص۵۶)۔

سوم حضرت ابو قتادہ رض فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قلیب بدر کے مُردوں میں زندگی پیدا کر کے حضور علیہ السلام کا کلام ان کو سنوا دیا تھا تاکہ ان کی حسرت و ندامت میں اضافہ ہو اس لئے سماع موتی پر اس سے استدلال درست نہیں قال ابو قتادۃ احیاھم اللہ تعالیٰ یعنی اھل الطوی حتی اسمعھم قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توبیخا و تصغیرا و نقمۃ وحسرۃ وندما (صحیح بخاری ص۵۶۶، روح ج۲۱ ص۵۶)۔

چہارم۔ اس خطاب سے مُردوں کو سنانا اور سمجھانا مقصود نہ تھا بلکہ زندوں کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا مقصود تھا جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبرستان میں گئے تو مُردوں سے مخاطب ہو کر زندوں کی عبرت کے لئے پند و نصیحت کی باتیں فرمائیں۔ انہ انما قالہ علی وجہ الموعظۃ للاحیاء لا لافھام الموتی کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السلام علیکم دار قوم مومنین اما نساءکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فسکنت فھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم (فتح القدیر ج۴ ص۱۰۰)

دوسری دلیل | قائلین سماع موتی کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح میں ہے۔ ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا اذ اتاہ ملکان الحدیث اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس مڑتے ہیں تو میت ان کے پاؤں کی آہٹ بھی سنتی ہے۔

جواب | اس حدیث سے بھی عموم احوال واوقات میں سماع موتی کے ثبوت پر استدلال صحیح نہیں۔ یہ سماع ابتدائے دفن کے ساتھ مختص ہے تاکہ اس حدیث میں اور ان آیتوں میں مطابقت ہو جائے جو عدم سماع پر دلالت کرتی ہیں۔ اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینہ وبین الآیتین فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم (فتح القدیر ج۱ ص۴۴۷)

اس حدیث کا دوسرا جواب۔ شیخ المشائخ مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ سے منقول ہے انہوں نے فرمایا لیسمع مضارع مجہول کا صیغہ ہے اور قرع نعالھم اس کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ لوگ میت کو دفن کر کے جب واپس مڑتے ہیں تو وہ قبر سے ابھی صرف اتنے ہی فاصلے پر پہنچتے ہیں کہ قبر کے پاس سے ان کی جوتیوں کی آواز سنی جا سکتی ہے کہ منکر و نکیر سوال کے لئے آ جاتے ہیں۔ اس طرح اس حدیث کو سماع موتی کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

تیسری دلیل | بیہقی اور حاکم نے روایت کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام احد سے واپس ہوئے تو بعض شہداء کی قبروں پر کھڑے ہو کر فرمایا تم اللہ کے وہاں زندہ ہو پھر ساتھیوں سے فرمایا ان کی قبروں پر آ کر انہیں سلام کیا کرو۔ فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب

بہرحال حاکم متساہل ہے اس لئے اس کی تصحیح قابل اعتبار نہیں انا لا نسلم صحتہ و تصحیح الحاکم محکوم علیہ بعدم الاعتبار (روح ج ۲۱ ص۵۵)۔

چوتھی دلیل ابن عبدالبر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا یسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ عبدالحق اشبیلی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اشبیلی کی تصحیح پر حافظ ابن رجب نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ منکر ہے۔ وقیل فی حدیث ابن عبدالبر ان عبدالحق وان قال اسنادہ صحیح الا ان الحافظ ابن رجب تعقبہ وقال انہ ضعیف بل منکر (روح)

جن صحیح روایتوں سے بعض احوال میں میت کا سماع ثابت ہوتا ہے ان سب کا ایک جامع جواب یہ ہے کہ سماع موتی کا تعلق احوال برزخ سے ہے اور احوال برزخ کا علم وحی کے سوا ممکن نہیں اس لئے ضابطہ تو یہی ہے کہ مُردے نہیں سُنتے لیکن جن بعض احوال میں مُردوں کے سُننے کی بعض احادیث میں صراحت ہے وہ اپنے احوال و موارد کے ساتھ مخصوص ہونگی اور اس سے عموم احوال میں سماع موتی پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ فقہاء حنفیہ کے انداز بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ جن روایتوں میں سماع موتی کا ذکر ہے وہ ان کی توجیہ کرتے ہیں جیسا کہ گذشتہ عبارتوں سے معلوم ہوا اور ضابطہ عدم سماع کو برقرار رکھتے ہیں اکابر علماء دیوبند میں سے حضرت گنگوہی، حضرت علامہ انور شاہ صاحب اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہم اللہ تعالیٰ بھی عدم سماع کو ترجیح دیتے اور اسی کو ضابطہ قرار دیتے ہیں۔ حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فتمسک بہ عائشۃ فلا یکون دلیلا علی السماع فالظاہر عدم السماع وھو الاصح عندنا (الکوکب الدری ج)

حضرت علامہ انور شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان الضابطۃ انما ھو عدم السماع لکن المستثنیات فی ھذا الباب کثیرۃ (فتح الملہم ج ۲ ص۴۷۹) قدوۃ المفسرین علامہ سید محمود آلوسی حنفی بھی اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ سماع موتی اپنے موارد کے ساتھ مخصوص ہے وہ فرماتے ہیں ولا یلزم من وجود ذلک التعلق والقول بوجود قوۃ السمع ونحوہ فیھا لنفسھا ان تسمع کل مسموع لما ان السماع مطلقا وکذا سائر الاحساسات لیس الا تابعا للمشیئۃ فما شاء اللہ کان وما لم یشأ لم یکن فیقتصر علی القول بسماع ما ورد السمع بسماعہ من السلام ونحوہ وھذا الوجہ ھو الذی یترجح عندی (روح ج ۲۱ ص۵۵) بعض بزرگوں نے علامہ آلوسی کی یہ عبارت ادھوری نقل کرکے قائلین کو یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ موصوف مطلقاً سماع موتی کے قائل ہیں حالانکہ ان کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ سماع موتی کو صرف انہی احوال میں منحصر مانتے ہیں جن میں سماع حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور تمام احوال میں تمام مسموعات کے سماع کو نہیں مانتے اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رح سورۂ روم میں آیت زیر تفسیر پر لکھتے ہیں "یعنی تم یہ نہیں کر سکتے کہ کچھ بولو اور اپنی آواز مُردے کو سُنا دو کیونکہ یہ چیز ظاہری اور عادی اسباب کے خلاف ہے البتہ حق تعالیٰ کی قدرت سے ظاہری اسباب کے خلاف تمہاری کوئی بات مردہ سُن لے اس کا انکار کوئی مومن نہیں کر سکتا اب نصوص سے جن باتوں کا اس غیر معمولی طریقہ سے سننا ثابت ہو جائے گا اسی حد تک ہم کو سماع موتی کا قائل ہونا چاہئے۔ محض قیاس کرکے دوسری باتوں کو سماع کے تحت میں نہیں لا سکتے" الخ

ایک جگہ علامہ آلوسی سماع موتی فی الجملہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں - جب اللہ تعالیٰ چاہے میت کے بعض اجزاء میں سننے کی قوت پیدا کر دے اور جو بات چاہے اسے سُنا دے ان یخلق اللہ عزوجل فی بعض اجزاء المیت قوۃ یسمع بھا متی شاء اللہ تعالیٰ السلام ونحوہ مما یشاء اللہ سبحانہ سماعہ ایاہ (روح ج ۲۱ ص۵۷)۔ ان اکابر مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کی تصریحات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اصل ضابطہ عدم سماع موتی ہی ہے، البتہ اگر اللہ چاہے تو کوئی بات ظاہری اسباب کے بغیر انہیں سنوا دے تو یہ ممکن ہے۔ حاصل کلام یہ ہے جن احوال میں صحیح اور صریح حدیثوں سے سماع ثابت ہے ان کے علاوہ ہر جگہ سماع موتی کی نفی کی جائے گی۔ اور سماع والی جن حدیثوں کی توجیہ ہو سکتی ہے ان کی مناسب توجیہ کر دی جائے گی جیسا کہ قلیب بدر والی حدیث ہے۔

اختلاف کا منشا حضرت شیخ قدس سرہٗ نے فرمایا احناف اور شوافع کے درمیان اختلاف کا اصل منشا یہ ہے کہ مستقر ارواح یعنی علیین اور سجین قبر کے پاس ہے یا قبر سے دور۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ ارواح قبروں کے پاس ہی افنیۃ القبور میں رہتے ہیں اور علیین اور سجین قبروں کے پاس ہی ہیں وہ سماع موتی کے قائل ہیں لیکن امام صاحب فرماتے علیین اور سجین دو ایسے مقام ہیں جو قبروں کے پاس نہیں ہیں بلکہ ان سے بہت دور ہیں اس لئے مُردے نہیں سنتے کیونکہ سننا روح پر موقوف ہے اور قبر میں یا قبر کے قرب وجوار میں روح موجود نہیں بلکہ صرف دھڑ ہے اس لئے وہ نہیں سن سکتا جیسا کہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ تعالیٰ سورۂ فاطر کی آیت ما انت بمسمع من فی القبور پر لکھتے ہیں "حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سن سکتا"۔ یعنی روح جہاں بھی ہوگی اللہ تعالیٰ زائر کا سلام اس کو پہنچا دے گا۔

حدیث معراج میں وارد ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے یمین کی جانب ارواح صلحاء ہیں اور شمال کی جانب ارواح اشقیاء جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں لیکن جب بائیں طرف ان کی نظر اٹھتی ہے تو غمگین ہو جاتے ہیں یہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ارواح اموات قبروں کے قریب نہیں ہوتے۔ ارواح کے قبروں کے پاس افنیۃ القبور میں نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جن بزرگان دین اور صلحاء امت کے مزاروں پر لوگ جمع ہو کر مشرکانہ رسوم بجالاتے ہیں اور قبروں پر جاکر ان کو پکارتے اور ان کے نام کی نذریں دیتے ہیں قیامت کے دن وہ صاف صاف اعلان کریں گے کفی باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغفلین (یونس ع ۳) یعنی خدا شاہد ہے کہ ہمارے مزاروں پر تم جو مشرکانہ کام کرتے رہے ہم ان سے بالکلیہ بے خبر تھے اور ہمیں پتہ بھی نہ تھا کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اگر ان کی ارواح قبروں میں ہوں تو انہیں زائرین کے تمام احوال معلوم ہونے چاہئیں۔

حضرت شیخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لھا ولا شعور ولا فرح ولا سرور فی البرزخ (تحریرات ص۲۱) یعنی میت کے اجزاء بدن میں حس و شعور نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ رہا یہ کہ حدیثوں میں آتا ہے کہ منکر و نکیر قبر میں آکر میت کو بٹھاتے اور اس سے سوالات

پوچھتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں کو قبر میں فرح وسرور اور بدکاروں کو عذاب ہوتا ہے پھر اس کا کیا مطلب ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قبر سے یہ گڑھا مراد نہیں بلکہ اس سے عالم برزخ مراد ہے۔ اور میت کو بٹھانا اور اس سے سوال کرنا وغیرہ برزخی امور ہیں جنہیں محسوسات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ فعند الحنفیۃ الجسد میت لا یسمع فما ورد من وسعۃ القبر والاجلاس یقولون المراد بالقبر البرزخ ومن الاجلاس ومن عود الروح وسعۃ القبر وضرب المرزبۃ وسماع الاصوات هو امر یغایر المحسوسات لحواسنا الظاهریۃ الخ (تحویرات ص۳۱) عود روح کے بارے میں حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تحقیق یہ ہے کہ برزخ میں لذت والم اور سرور وعذاب کا احساس روح کو ہرگز نہیں ہوتا روح ایک ایسی چیز ہے جو احساس الم سے ماوراء ہے اسے تکلیف تو کسی حال میں نہیں ہوتی البتہ اسے لذت وسرور کا احساس ضرور ہوتا ہے۔ احساس الم نفس کو ہوتا ہے جو روح سے ایک جدا چیز ہے البتہ روح سے اس کا گہرا تعلق ہے جیسا کہ دھوئیں کا آگ سے۔ یہ نفس بدن کا جزو اصلی ہے جو ابتداء سے آخر تک باقی رہتا ہے۔ یہی وہ نسمہ ہے جسے جنت میں پرندے کے قالب میں داخل کیا جائے گا۔ قلت هٰذا المعبر بالجزء الباقی من البدن هو النفس وهی شبیهۃ بالروح ممازجۃ ملازمۃ لها کالدخان للنار فهی المتألمۃ المتلذذۃ واما الروح فلا تتألم اصلاً ولا تتلذذ بغیر ذکر وعز من یفرق بینهما (ایضاً ص۲۰)

۴۱ یہ توحید پر تیرہویں عقلی دلیل ہے۔ اے بنی آدم اپنی پیدائش کے مختلف اطوار وادوار دیکھو جب تم پیدا ہوئے اس وقت تم ہر لحاظ سے کمزور تھے، بچپن کے بعد عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بدن میں قوت بھی بڑھتی گئی یہاں تک کہ عین عالم شباب میں تمہاری بدنی قوت بھی عروج کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد عمر ڈھلنا شروع ہوئی تو قوت میں ضعف نمودار ہونے لگا یہاں تک کہ ضعف کی آخری حد بڑھاپے تک پہنچ گئے۔ یہ قوت وضعف، جوانی وبڑھاپا سب اللہ کے اختیار میں ہے وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ اور وہی سب کچھ جاننے والا اور وہی سب کچھ کرنے والا ہے لہٰذا وہی سب کا کارساز اور حاجت روا ہے اور اس کے سوا کوئی دعا اور پکار کے لائق نہیں۔ ۴۲ یہ تخویف دنیوی ہے۔ قیامت کے دن مجرمین قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ قبروں میں وہ ایک ساعت سے زیادہ نہیں ٹھہرے قیامت کی ہولناکی کے باعث انہیں یہ بھی یاد نہیں رہے گا کہ وہ قبروں میں بہت طویل عرصہ ٹھہرے ہیں۔ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ جس طرح وہ قیامت میں صحیح بات نہیں بتا سکیں گے اسی طرح دنیا میں بھی حق سے پھیر دئے جاتے تھے اور باطل کی پیروی کرتے تھے یصرفون من الحق الی الباطل ومن الصدق الی الکذب (کبیر ج ۶ ص۴۲۵)

۴۳ لیکن جو لوگ دنیا میں علم وایمان کی دولت سے بہرہ ور تھے وہ کہیں گے تم اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق قیامت تک کا طویل عرصہ قبروں میں رہے ہو اب قیامت قائم ہو چکی ہے اور آج قیامت ہی کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا لیکن تم اس کی آمد پر یقین نہیں کرتے تھے۔ اور اسے حق نہیں جانتے تھے۔ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ انه حق (روح ج ۲۱ ص۶۱) ۴۴ قیامت کے دن مشرکین کے لئے کوئی عذر وبہانہ مفید ثابت نہ ہوگا، ان کی طرف سے کوئی معذرت قبول نہیں کی جائے گی اور نہ انہیں توبہ کر کے اور اپنے گناہوں کی تلافی کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا موقع ہی دیا جائے گا۔ ای لا یطلب منهم الاعتاب وهو ازالۃ العتب یعنی التوبۃ التی تزیل آثار الجریمۃ لا تطلب منهم لانها لا تقبل منهم (کبیر) ۴۵ یہ معاندین پر شکوی ہے یعنی ہم نے لوگوں کو ہر اسلوب اور ہر انداز کے ساتھ مسئلہ توحید، رسالت اور حشر ونشر کو واضح کر کے بیان کر دیا ہے اس کے باوجود وہ نہیں مانتے ان کو تو اگر آپ کوئی عظیم الشان معجزہ بھی دکھا دیں تو یہ معاندین پھر بھی کہیں گے کہ تم باطل پر ہو ہم تمہاری بات نہیں مانتے۔ ۴۶ کاف بمعنی لام تعلیلیہ ہے اور ذٰلِكَ سے تکذیب کی طرف اشارہ ہے جو ماقبل سے مفہوم ہے یعنی ضد وعناد کی بنا پر تکذیب کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسے معاندین کے دلوں پر مہر جباریت لگا دیتا ہے جو حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور اہوار وخرافات کی پیروی میں اپنی عمر کھو دیتے ہیں۔ لا یعلمون لا یطلبون العلم ولا یتحرون الحق بل یصرون علی خرافات اعتقدوها وترهات ابتدعوها (ابو السعود ج ۶ ص۴۳۲) ۴۷ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے اور وعدۂ نصرت کا دوسری بار اعادہ ہے۔ اگر معاندین اتنے واضح بیانات کے باوجود انکار سے باز نہیں آتے تو آپ آزردۂ خاطر اور ملول نہ ہوں، ان کی ایذاؤں پر صبر کریں اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت حق ہے۔ اللہ تعالیٰ لامحالہ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ورسوا اور مقہور ومغلوب کرے گا اور آپ کو اور آپ کے متبعین کو بدر میں ان پر فتح وغلبہ عطا فرمائے گا۔ وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الخ ان منکرین توحید ورسالت اور جاحدین بعث ونشور کا معاندانہ رویہ آپ کی گھبراہٹ یا عجلت میں ان کے لئے بددعا کرنے کا باعث نہ بننے پائے کیونکہ اگر وہ اسی ڈگر پر قائم رہے تو ہمارا عذاب ان پر آکر رہے گا۔ ای لا یحملنك هٰؤلاء الذین لا یوقنون بالآخرۃ علی الخفۃ والعجلۃ فی الدعاء علیهم بالعذاب او لا یحملنك علی الخفۃ والقلق جزعاً مما یقولون ویفعلون (مدارك ج ۳ ص۲۱۳)

سورۂ روم میں آیات توحید

اور اس کی خصوصیات

۱۔ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۔ (۴ ۱) فتح و شکست اللہ کے اختیار میں ہے۔

۲۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا (۱۳) نفی شفاعت قہری۔

۳۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ ـــــ تا ـــــ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (۲۷) نفی شرک فی التصرف۔

۴۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ (۲۸) نفی تصرف و اختیار از معبودانِ باطلہ۔

۵۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ـــــ تا ـــــ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ توحید تمام پیغمبروں کا دین ہے۔

۶۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ـــــ تا ـــــ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ ـــــ تا ـــــ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (۴۶) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ ـــــ تا ـــــ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ نفی شرک فی التصرف۔

۹۔ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ الخ جو لوگ حق واضح ہوجانے اور حجت خداوندی قائم ہوجانے کے بعد بھی محض ضد و عناد کی وجہ سے حق کو نہ مانیں ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت کر کے ان سے قبول حق کی توفیق و استعداد سلب کر لی جاتی ہے۔

(آج بتاریخ ۱۷/ربیع الاول ۱۳۸۶ھ مطابق ۶/جولائی ۱۹۶۶ء بروز پنج شنبہ
قبل دوپہر سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ
والسلام علی رسولہ دائماً ابداً و علی سائر عبادہ الصالحین متوالیاً سرمداً۔)

سُورۂ لقمان

ربط سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں کہا گیا رومیو! اگر تم توحید پر قائم رہے تو اس مغلوبیت کے بعد تمہیں مشرکین پر غلبہ دیدیا جائیگا۔ سورۂ لقمان میں بتایا جائے گا کہ مسئلہ توحید جس کی برکت سے رومیوں کو مشرکین پر غلبہ حاصل ہوگا اس قدر اہم ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت مسئلہ توحید کو تمام نصائح میں سرفہرست رکھا۔

سورۂ لقمان کو ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ روم میں بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور فتح عطا کریگا بشرطیکہ تم شرک نہ کرو اور توحید پر قائم رہو۔ اب اس سورت میں بیان توحید اور نفی شرک علی وجہ الکمال ہوگی گویا یہ سورت سورۂ روم کے لئے بمنزلہ تتمہ ہے۔

خلاصہ تمہید مع ترغیب کے بعد نفی شرک پر ایک نقلی دلیل اور آٹھ عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علی سبیل الاعتراف من الخصم ہے نیز آٹھ میں دو نفی شرک فی العلم پر اور باقی چھ نفی شرک فی التصرف پر دلالت کرتی ہیں۔ دو بار دلائل کا ثمرہ ذکر کیا گیا ہے ایک بار اجمالی۔ تیسری دلیل عقلی کے بعد قل الحمد للہ میں اور ایک بار تفصیلی چھٹی عقلی دلیل کے بعد ذلک بان اللہ ھو الحق الخ میں تلک اٰیت الکتٰب الحکیم۔ تا ـــــ وھو العزیز الحکیم تمہید مع ترغیب ہے۔ اس میں انسانوں کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ایک محسنین یعنی نیک روش اختیار کرنیوالے۔ ان کے لئے قرآن سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ دوم غیر محسنین یعنی معاندین اور کج روی اختیار کرنیوالے جو قرآن کو سننے کے بجائے مشرکانہ قصے کہانیاں اور آلات لہو ولعب سے دلچسپی لیتے اور ان کو غور سے سنتے ہیں۔ قرآن کے انکار کی وجہ سے ان کی گمراہی اور عمیٰ میں مزید، اضافہ ہوگا وہ انوار قرآن سے محروم رہیں گے اور جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

خلق السمٰوٰت ـــ تا ـــ فی ضلٰل مبین نفی شرک فی التصرف پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کر کے اپنی قدرت سے تھام رکھا ہے، یہ پہاڑ بھی اُسی نے بنائے، یہ ساری مخلوق بھی اسی نے پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر گوناگون نباتات اسی نے پیدا کی۔ جب ساری کائنات کا خالق اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ مشرکین اللہ کے سوا جن کو کارساز سمجھتے ہیں انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا اس لئے وہ کارساز بھی نہیں ہوسکتے اور نہ دعاء اور پکار کے لائق ہوسکتے ہیں۔

ولقد اٰتینا لقمٰن الحکمۃ (ع ۲) یہ توحید پر دلیل نقلی ہے لقمان سے واذ قال الخ یہ بیان حکمت ہے۔ حضرت لقمان بھی چونکہ محسنین میں سے تھے اس لئے انہوں نے بیٹے کو نصیحت کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے منع کیا۔ ووصینا الانسان الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ یٰبنی انھا ان تک الخ کلام حضرت لقمان۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ یٰبنی اقم الصلوٰۃ ذکر امر مصلح۔ ولا تصعر خدک ـــ تا ـــ لصوت الحمیر اخلاق فاضلہ کی تعلیم۔

الم تروا ان اللہ سخر الخ (ع ۳) توحید پر دوسری عقلی دلیل۔ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے سب اللہ ہی کے ملک و تصرف میں ہے اور ہر چیز کو اسی ہی نے انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور یہ تمام ظاہری و باطنی انعامات بھی اسی ہی نے عطاء فرمائے ہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور کوئی نہیں ومن الناس الخ یہ زجر ہے۔ توحید پر ایسے واضح دلائل کے باوجود معاندین پھر بھی اس میں جھگڑتے ہیں حالانکہ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ دلیل وحی نہ دلیل نقلی واذا قیل لھم الخ یہ شکوی ہے اور اگر ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کی آیتوں پر ایمان لاؤ تو کہہ دیتے ہیں ہم تو اسی عقیدے پر قائم رہیں گے جس پر ہمارے باپ دادا تھے ومن یسلم وجھہ الخ محسنین کے لئے بشارت ہے ومن کفر الخ یہ تخویف اخروی مع تسلی ہے۔

ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے لیکن علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ جب مشرکین خود اعتراف کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے تو پھر اس میں کیا شبہ رہ جاتا ہے کہ سارے جہان میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہے۔ قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے ان دلائل سے معلوم ہوا کہ تمام صفات کارسازی اللہ کے ساتھ مختص ہیں اور ان میں کوئی اسکا شریک نہیں۔ للہ ما فی السمٰوٰت والارض الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے۔ جب ساری کائنات کا مالک اور اس میں متصرف وہی ہے تو سب کا کارساز بھی وہی ہے۔

ولو ان ما فی الارض الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معلومات اس قدر زیادہ اور بے شمار ہیں کہ اگر ساری دنیا کے درختوں کی قلمیں بنا لی جائیں اور تمام سمندر سیاہی ہو جائیں بلکہ سات گنا سمندر مزید بھی ہوں تو یہ تمام سمندر ختم ہو جائینگے لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات پھر بھی احاطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے۔ الم تر ان اللہ یولج الخ یہ توحید پر چھٹی عقلی دلیل ہے یہ سارا نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے اختیار و تصرف میں ہے اس لئے سب کا کارساز بھی وہی ہے ذلک بان اللہ ھو الحق الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ یعنی دلائل بالا سے واضح ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز اور معبود برحق ہے اور وہی دعاء اور پکار کے لائق ہے اور اللہ سے ورے مشرکین جن کو کارساز سمجھ کر پکارتے ہیں وہ باطل ہے الم تر ان الفلک تجری الخ (ع ۴) یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے اللہ تعالیٰ جو محض اپنی مہربانی سے دریاؤں اور سمندروں میں کشتیوں اور جہازوں کو کنارے لگاتا ہے وہی سب کا کارساز ہے واذا غشیھم موج الخ یہ مشرکین پر زجر ہے۔ جب ان کی کشتیاں پانی کی موجوں میں گھر جاتی ہیں تو خالص اللہ کو پکارتے ہیں لیکن اللہ ان کو صحیح سلامت کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے بہت کم لوگ حق پر (خالص اللہ کی پکار پر) قائم رہتے ہیں اور

اکثر پھر شرک کرنے لگتے ہیں یاایھا الناس اتقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ قیامت کب آئیگی؟ بارش کب ہوگی اور کس قدر ہوگی؟ مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ نر یا مادہ، کالا یا گورا۔ سعید یا شقی۔ کل کیا ہوگا؟ اور آدمی کو موت کب اور کہاں آئیگی؟ یہ پانچوں امور مفاتح الغیب ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے تو سب کا کارساز اور حاجت روا بھی وہی ہے اور کوئی نہیں ۲؎ تلک ایت الخ یہ تمہید مع ترغیب ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ اس

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ لقمٰن ۱؎ مکہ میں نازل ہوئی اس کی چونتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الٓمّٓ (۱) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (۲) هُدًى وَّرَحْمَةً

یہ ۲؎ آیتیں ہیں پکی کتاب کی ہدایت ہے ۳؎ اور مہربانی

لِّلْمُحْسِنِيْنَ (۳) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیکی کرنیوالوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز اور دیتے ہیں

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (۴) اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ

زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر ان کو یقین ہے انہوں نے پائی ہے راہ ۴؎

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ

اپنے رب کی طرف سے اور وہی مراد کو پہنچے اور ایک وہ لوگ ہیں ۵؎ کہ خریدار ہیں

لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا

کھیل کی باتوں کے ف۱ تا بچلائیں اللہ کی راہ سے بن سمجھے اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ (۶) وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا

وہ جو ہیں ان کو ذلت کا عذاب ہے ف۱ اور جب سنائے اس کو ہماری آیتیں ۶؎ پیٹھ دے جائے غرور سے

كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۷)

گویا ان کو سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو خوشخبری دے اس کو دردناک عذاب کی

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ (۸) خٰلِدِيْنَ

جو لوگ ۸؎ یقین لائے اور کئے بھلے کام انکے واسطے ہیں نعمت کے باغ ہمیشہ رہا کریں

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۹) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

ان میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ زبردست ہے حکمتوں والا بنائے آسمان ۹؎

۱؎ تمہید مع ترغیب ۱۲۔

۲؎ بشارت اخروی برائے محسنین ۱۲۔

۳؎ زجر برائے غیر محسنین اور ان کیلئے تخویف اخروی ۱۲۔

۴؎ تخویف اخروی ۱۲۔

۵؎ بشارت اخروی ۱۲۔

۶؎ توحید پر پہلی عقلی دلیل ۱۲۔

کتاب حکیم سے محسنین کیا اثر قبول کرتے ہیں اور ان کی جزاء کیا ہوگی نیز معاندین پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور ان کی سزا کیا ہوگی۔ الحکیم ای ذی الحکمۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۵) یعنی یہ قرآن حکمت و دانائی سے لبریز مضامین پر مشتمل ہے الکتاب کی صفت الحکیم سے اس طرف اشارہ ہے کہ اس سورت میں زیادہ تر دلائل عقلیہ مذکور ہوں گے۔ چنانچہ اس سورت میں آٹھ دلائل عقلیہ اور صرف ایک دلیل نقلی مذکور ہے ۳؎ هدی الخ المحسنین نیک روی اختیار کرنیوالے اور اخلاص کے ساتھ اعمال حسنہ بجالانیوالے المحسنین الذین یعملون الحسنات (بحر، ص ۱۸۳) یعنی جو بیان آگے آرہا ہے وہ محسنین کے لئے سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس سورت کو رحمت و ہدی اس لئے کہا گیا کہ اس میں توحید کا علی وجہ الکمال بیان ہے اور غیر اللہ سے بالتفصیل علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔ الذین یقیمون الصلوۃ الخ یہ المحسنین کی صفت کاشفہ ہے۔ زکوۃ سے یا زکوۃ اموال مراد ہی کیونکہ زکوۃ کی نفس فرضیت مکہ میں ہو چکی تھی البتہ تعیین نصابات مدینہ میں ہوئی۔ ان الزکوۃ ایجابھا کان بمکۃ کالصلوۃ وتقدیر الانصباھوالذی کان بالمدینۃ (روح ج ۲۱ ص ۶۴) یا زکوۃ سے عقائد و اعمال کی طہارت مراد ہے یعنی وہ اپنے عقائد و اعمال کو شرک کی پلیدی سے پاک رکھتے ہیں ۴؎ اولئک علی هدی الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی مذکورہ بالا اوصاف والے لوگ واقعی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر ہیں اور آخرت میں نجات و فلاح کے مستحق بھی یہی لوگ ہوں گے ۵؎ ومن الناس الخ یہ محسنین کے مقابلے میں معاندین پر زجر اور ان کے لئے تخویف اخروی ہے محسنین کے مقابلے میں کچھ ایسے بدکردار اور ضدی لوگ بھی موجود ہیں جو ہر باطل اور بیہودہ بات کی پیروی کرتے اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہ راست سے بہکاتے ہیں۔ لھو الحدیث کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اس سے گانا اور آلات لہو مراد ہیں۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں ھو

موضح قرآن ف ایک کافر تھا جس کو دیکھتا کہ نرم دل ہوا مسلمانی کی طرف جھکا اپنے گھر لے جاتا۔ شراب پلاتا اور راگ و ناچ دکھاتا۔ اس رندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اس کو یہ فرمایا۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی مثل قصہ رستم و اسفندیار ۱۲۔

الغناء و استماعه یعنی اس سے گانا بجانا اور اسی طرح کے دیگر باطل اور بیہودہ کام مراد ہیں۔ حضرت حسن رح کہتے ہیں ہر وہ بیہودہ اور خرافات جو اللہ کی عبادت سے روکے کل ماشغلک عن عبادۃ اللہ تعالٰی و ذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوها. امام ضحاک رح کہتے ہیں اس سے مراد شرک ہے ان لھو الحدیث الشرک (الکل من الروح ج ۲۱ ص۶۷) اسی طرح حضرت حسن بصری سے بھی منقول ہے وعن الحسن ایضا ھو الکفر والشرک (قرطبی ج ۱۴ ص۵۲) اس سے معلوم ہوا کہ گانا بجانا اور ہر قسم کے آلات لہو ولعب مثلاً سارنگی، طاؤس رباب وغیرہ سب حرام اور ناجائز ہیں گانا بجانا اور آلات لہو کی حرمت پر تمام اماموں کا اجماع ہے۔ بلکہ یہ ہر دین میں حرام رہا ہے جیسا کہ فتاوٰے تاتار خانیہ میں ہے۔ اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان (روح ج ۲۱ ص۶۸) امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، حماد بن ابی سلیمان، ابراہیم نخعی، امام شعبی، تمام علماء کوفہ اور تمام علماء بصرہ کے نزدیک گانا بجانا بالاتفاق حرام ہے ان الامام اباحنیفۃ یکرہ الغناء ویجعلہ من الذنوب وکذلک مذھب اھل الکوفۃ سفیان وحماد وابراھیم والشعبی وغیرھم لا اختلاف بینھم فی ذلک ولا نعلم خلافا بین اھل البصرۃ فی کراھۃ ذلک والمنع منہ انتھی وکان مرادہ بالکراھۃ الحرمۃ (روح ج ۲۱ ص۶۹) امام مالک رح سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہاں کے فاسق و فاجر لوگ یہ کام کرتے ہیں انما یفعلہ عندنا الفساق (قرطبی ج ۱۴ ص۵۵ و روح) امام شافعی نے فرمایا گانا بجانا ایک ناپسندیدہ لہو ہے جو باطل سے مشابہ ہے ان الغناء لھو مکروہ یشبہ الباطل (روح و قرطبی) امام احمد بن حنبل سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے۔ وعن عبد اللہ بن الامام احمد انہ قال سألت ابی عن الغناء فقال ینبت النفاق فی القلب (روح) طبری کہتے ہیں تمام علماء امصار کا غناء کی حرمت پر اجماع ہے۔ قال الطبری فقد اجمع علماء الامصار علی کراھۃ الغناء والمنع منہ (قرطبی ج ۱۴ ص۵۶) ابن الصلاح نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ قال ابن الصلاح فی فتاواہ بعد کلام طویل فاذن ھذا السماع حرام باجماع اھل الحل والعقد من المسلمین انتھی (روح) اسی طرح یہ صوفیوں کا سماع جسے قوالی کہا جاتا ہے بدعت سیئہ اور حرام ہے فاما ما ابتدعتہ الصوفیۃ الیوم من الادمان علی سماع المغانی بالآلات المطربۃ من الشبابات والطار والمعازف والاوتار فحرام (قرطبی ج ۱۴ ص۵۴)

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو قرآن سننے کے بجائے لہو ولعب میں منہمک رہتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں شبہات شرکیہ ڈال کر ان کو راہِ توحید سے برگشتہ کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کا مذاق اڑاتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن عمی اور روقر ہے ان کے لئے ذلت آمیز اور رسوا کن عذاب تیار ہے۔

٦ و اذا تتلی الخ ان معاندین پر جب اللہ تعالٰی کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کبر و غرور اور کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے منہ موڑ لیتے ہیں گویا کہ وہ کانوں سے بہرے ہیں اور انہوں نے ان کو سنا ہی نہیں فبشرہ بعذاب الیم معاندین کے لئے تخویف اخروی ہے یعنی جس طرح دنیا میں اللہ کی آیتیں سننے سے انہیں تکلیف ہوتی تھی اسی طرح وہ آخرت میں عذاب جہنم کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے ای یوم القیامۃ یؤلمہ کما تألم بسماع کتاب اللہ وآیاتہ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۴۳)۔

٧ ان الذین الخ یہ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی جو لوگ اللہ کی خالص توحید پر ایمان لائے اور پورے اخلاص کے ساتھ نیک عمل کئے ان کیلئے بے شمار نعمتوں کے باغ ہوں گے جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ تعالٰی کا نہایت ہی پختہ وعدہ ہے جو لامحالہ پورا ہوگا۔

٨ خلق السموٰت الخ تمہید کے بعد توحید پر پہلی عقلی دلیل ہے۔ یعنی اللہ تعالٰی نے آسمانوں کو پیدا کیا اور ستونوں کے بغیر ان کو تھام رکھا ہے، زمین پر پہاڑ رکھ دیئے تاکہ وہ ڈانواں ڈول نہ ہو اور اس پر ہر قسم کی مخلوق پیدا کی اور آسمان سے بارش برسا کر زمین سے انواع و اقسام کی عمدہ اور نفع بخش نباتات پیدا کی۔ بغیر عمد ترونھا۔ یعنی وہاں سرے سے ستون ہیں ہی نہیں۔ اسی لئے نظر نہیں آتیں۔ ان تمید بکم بمعنی لئلا تمید بکم (قرطبی ج ۱۴ ص۵۸)

ف۹ ھذا خلق اللہ الخ یہ تمام مذکورہ چیزیں تو اللہ کی مخلوق ہیں اے مشرکین! اللہ کے سوا جن کو تم نے متصرف وکارساز سمجھ رکھا ہے ذرا دکھاؤ تو سہی انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا ہے۔ جب ساری کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو لامحالہ سب کا کارساز بھی وہی ہے اور وہی ہر قسم کی عبادت اور پکار کا مستحق ہے اور معبودان باطلہ چونکہ ایک ذرے کے بھی خالق نہیں اس لئے وہ معبود اور کارساز ہونے کے لائق بھی نہیں ہیں ماذا خلق الذین من دونہ مما اتخذتموھم شرکاء لہ سبحانہ فی العبادۃ حتی استحقوا بہ المعبودیۃ (روح ج ۲۱ ص ۸۲) بل الظلمون الخ یہ ماقبل سے اضراب ہے یعنی یہ بات

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ
بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم انکو اور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ
تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ ۚ وَأَنْزَلْنَا
تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیر دیئے اس میں سب طرح کے جانور اور اتارا ہم نے
مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ
آسمان سے پانی پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے
كَرِيمٍ ﴿١٠﴾ هَٰذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ
خاصے یہ سب کچھ بنایا ہوا ہے اللہ کا ف۹ اب دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے
الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿١١﴾
اوروں نے جو اس کے سوا ہیں کچھ نہیں پر بے انصاف صریح بھٹک رہے ہیں
وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلَّهِ ۚ وَمَنْ
اور ہم نے دی لقمان کو ف۱۰ عقلمندی کہ حق مان اللہ کا اور جو کوئی
يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ
حق مانے اللہ کا تو مانے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی منکر ہوگا تو اللہ بے پرواہ ہے
حَمِيدٌ ﴿١٢﴾ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا
سب تعریفوں والا ف۱ اور جب کہا لقمان نے ف۱۱ اپنے بیٹے کو جب اس کو سمجھانے لگا اے بیٹے
تُشْرِكْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا
شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے اور ہم نے تاکید کر دی
الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ
انسان کو ف۱۲ اس کے ماں باپ کے واسطے پیٹ میں رکھا اس کو اس کی ماں نے تھک تھک کر ف۳ اور دودھ
فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾
چھڑانا ہے اس کا دو برس میں کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر مجھی تک آنا ہے ف۲

مـ۱ توحید پر نقلی دلیل ۱۲

نہیں کہ معبودان باطلہ کی کوئی مخلوق دیکھ کر انہوں نے ان کے مستحق عبادت ہونے پر استدلال کیا ہے بلکہ یہ صریح گمراہی میں ہیں اور ان سے قوت فہم سلب کر لی گئی ہے اور وہ ضلالت وجہالت کی اس حد کو پہنچ چکے ہیں کہ مخلوق کی عبادت اور پکار میں مصروف ہیں ف۱۰ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے یعنی جس طرح عقل سے بطلان شرک واضح ہے اسی طرح نقل بھی بطلان شرک پر شاہد ہے۔ چنانچہ لقمان جو محسنین میں سے تھا اس کو ہم نے حکمت اور دانائی عطا کی تو اس نے اپنے بیٹے کو حکیمانہ پند ونصائح کرتے وقت سب سے پہلے شرک سے بچنے کی نصیحت کی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ لقمان ولی تھا نبی نہیں تھا عکرمہ اور شعبی کا قول ہے کہ وہ نبی تھے وعلی ھذا جمہور اھل التاویل انہ کان ولیا ولم یکن نبیا وقال بنبوتہ عکرمۃ والشعبی (قرطبی ج ۱۴ ص ۵۹) ان اشکرلی سے پہلے قلنا مقدر ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور کہا اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو جو شخص اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے اسکا فائدہ اسی کو ہے اور جو کفران نعمت کرتا ہے اس کا نقصان بھی اسی ہی کو ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز ہے اور صفات کمال کا مالک ہے اس کا اس سے کچھ نقصان نہیں۔ ثواب الشکر لا یحصل الا للشاکرین اذ ھو تعالیٰ غنی عن الشکر فشکر الشاکر لا ینفعہ وکفر من کفر لا یضرہ (بحر ج ۷ ص ۱۸۶) ف۱۱ واذ قال لقمن الخ یہاں سے لیکر رکوع کے آخر تک لقمان کی حکیمانہ پند ونصائح کا ذکر ہے۔ پند ونصیحت میں حضرت لقمان نے بلاشبہ حکیمانہ انداز اختیار کیا۔ سب سے پہلے خالق حقیقی کا حق بتایا۔ اس کے بعد دوسری باتوں کی وصیت کی۔ لا تشرک باللہ اللہ کے عبادت، دعاء اور پکار میں کسی کو شریک مت بنانا بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ اما الاشراک فوضع المعبودیۃ فی غیر اللہ تعالیٰ ولا یجوز ان یکون غیرہ معبودا

موضح قرآن ف حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داؤد کے وقت میں اللہ نے ان کو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وہ باتیں کھولیں جو موافق ہوں پیغمبروں کے حکم کے ف۲ یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی۔ اللہ صاحب نے شرک کے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتایا۔ اللہ نے باپ کا اور رسول کا اور مرشد کا، حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اسی کے نائب ہیں۔

اصلا (کبیر ج ۶ صـ۷۳۵) ۱۲ ووصینا الخ یہ ادخال الٰہی ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو اللہ کا حق ادا کرنے کی نصیحت کی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسن سلوک کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرما دیا کہ والدین کا اگرچہ بہت حق ہے انہوں نے تیری پرورش کی اور تیری خاطر بڑی تکلیفیں اٹھائیں اس لئے ان کی اطاعت اور ان سے نیک سلوک تجھ پر فرض ہے لیکن اگر وہ تجھ کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا۔ وھنا علےٰ وھن کمزوری پر کمزوری یعنی جس قدر جنین نشو نما پاتا ہے اسی قدر والدہ کمزوری کا شکار ہوتی جاتی ہے۔ پھر دو سال بچے

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ

اور اگر وہ دونوں تجھ سے اڑیں ۱۳ اس بات پر کہ شریک مان میرا اس چیز کو جو تجھ کو

عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق

وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ

اور راہ چل اس کی جو رجوع ہوا میری طرف پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا

فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ یٰبُنَیَّ

پھر میں جتلا دوں گا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ف۱ اے بیٹے ۱۴

اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

اگر کوئی چیز ہو برابر رائی کے دانے کی پھر وہ ہو

فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ

کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے

بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾ یٰبُنَیَّ اَقِمِ

اس کو اللہ بے شک اللہ جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو خبردار ہے اے بیٹے قائم رکھ

الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ

نماز ۱۵ اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور

اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾

تحمل کر جو تجھ پر پڑے بے شک یہ ہیں ہمت کے کام ف۲

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ

اور اپنے گال مت پھلا لوگوں کی طرف ۱۶ اور مت چل ۱۷ زمین پر اترانا

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ

بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اترانا بڑائیاں کرنیوالا ف۳ اور چل ۱۸ بیچ کی چال

ربط کلام لقمان ۱۳

ذکر امر مصلح ۱۴

کو دودھ پلاتی ہے۔ والدہ چونکہ بچے کی خاطر بہت تکلیف اٹھاتی ہے اس لئے وہ زیادہ شکر گزاری کی مستحق ہے ان اشکرلی الخ ان تفسیریہ اور یہ وصینا کا بیان ہے۔ تفسیر لوصینا کما اختارہ النحاس فان تفسیریۃ (روح ج ۲۱ صـ۸۶) ۱۳ وان جاھدٰک الخ اگر ماں باپ تجھ پر زور ڈالیں اور تجھے شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی ہرگز اطاعت نہ کر البتہ دنیا میں ان کے دوسرے حقوق ادا کرتا رہ اور اطاعت صرف اسی کی کر جو توحید پر قائم ہو اور شرک سے بیزار ہو۔ ای رجع الی بالتوحید والاخلاص بالطاعۃ (روح ج ۲۱ صـ۸۷) پھر قیامت کے دن تم سب میرے سامنے حاضر ہو گے تو وہاں ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائیگی ۱۴ یٰبنی انھا الخ یہ کلام لقمان ہے اس میں ایک طرف تو جزاء و سزا کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے علم غیب کلی اور اس کی قدرت کاملہ کا بیان ہے انھا کی ضمیر سے حسنہ اور سیئہ مراد ہے یعنی نیکی (توحید وغیرہ) اور گناہ (شرک وغیرہ) اگر رائی کے برابر بھی ہوگا اور زمین و آسمان میں کہیں بھی ہوگا اللہ تعالیٰ اسے حاضر کرے گا اور اس پر جزا، و سزا دے گا کیونکہ وہ باریک سے باریک چیزوں کو جانتا ہے اور ہر چیز سے باخبر ہے۔ انھا ای الحسنۃ والسیئۃ ان کانت فی الصغر مثل حبۃ خردل۔ ۔ ۔ ۔ لا تخفی علی اللہ (کبیر ج ۶، صـ۷۳۶) ۱۵ یٰبنی اقم الخ بیان توحید کے بعد بیٹے کو امر مصلح یعنی نماز قائم کرنے کا حکم دیا جو توحید پر قائم رہنے اور اعمال صالحہ بجا لانے میں ممد و معاون ہے وأمر بالمعروف الخ اپنی تکمیل کے بعد دوسروں کی تکمیل کی طرف قدم اٹھاؤ توحید اور حسنات کی طرف دوسروں کو دعوت دو اور شرک اور دیگر منکرات سے دوسروں کو منع کرو۔ عن ابی جبیر انہ قال وأمر بالمعروف یعنی التوحید وانہ عن المنکر یعنی الشرک (روح ج ۲۱ صـ۸۹) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں تمہیں جس قدر مصائب و مشکلات کا سامنا کرنا پڑے ان کو صبر و ہمت سے برداشت کرنا۔ راہ حق میں اور تبلیغ و ارشاد پر، مصائب و آلام پر صبر کرنا نہایت اہم امور اور بلند مکارم اخلاق میں سے ہے ۱۶ ولا تصعر خدک الخ عبادا

موضح قرآن ف۱ شریک مان جو معلوم نہیں یعنی شبہ میں بھی نہ مان اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے ف۲ نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں پاس مال کہاں رہتا ہے ف۳ گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ۔

کے بعد حضرت لقمان نے اپنے فرزند ارجمند کو مکارم اخلاق اور حسن معاشرت کی نصیحت فرمائی۔ یعنی دوسروں کو حقیر سمجھ کر اور کبر و غرور کی بناء پر ان سے منہ نہ موڑ بلکہ عاجزی، تواضع اور انس و محبت کے ساتھ ان سے برتاؤ کر۔ یقول لا تتکبر فتحتقر عباد اللہ وتعرض عنھم بوجھک اذا کلموک (ابن کثیر ج ۳ صـ۴۴۶) فالمعنی اقبل علیھم متواضعا مؤنسا مستأنسا (قرطبی ج ۱۴ صـ۷) ۱۷ ولا تمش الخ اور زمین میں اکڑ کر اور اترا کر نہ چل کیونکہ اللہ تعالیٰ تکبر کی چال چلنے والے اور لاف و گزاف مارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔ ان اللہ لا یحب الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے ۱۸ واقصد الخ چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز بھی قدرے پست رکھ کیونکہ سب سے قبیح اور کریہہ آواز گدھوں کی آواز ہے۔ گویا بلند اور کریہہ آواز سے گفتگو کرنا آداب کلام اور حسن معاشرت کے خلاف ہے ان انکر الاصوات الخ جملہ ماقبل کے لئے تعلیل ہے۔ حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو افعال و اقوال میں میانہ روی اختیار کرنے کی نصیحت فرمائی۔ و اقصد فی مشیک اشارۃ الی الافعال واغضض من صوتک اشارۃ الی الاقوال فنبہ علی التوسط فی الافعال وعلی الاقلال من فضول الکلام (بحر ج ۷ صـ۱۸۹) ۱۹ الم تروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے جس سے نفی شرک فی التصرف مقصود ہے تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی قدرت سے زمین و آسمان کی ہر چیز کو تمہارے کاموں میں لگا دیا ہے اور تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں بتمام و کمال تمہیں عطاء فرمائی ہیں ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں لہذا وہی سب کا کارساز ہے اور وہی عبادت اور پکار کے لائق ہے اور کوئی نہیں ۲۰ ومن الناس الخ یہ معاندین پر زجر ہے یعنی ہم تو مسئلہ توحید کو عقل و نقل کے دلائل واضحہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ماننے کے بجائے الٹا توحید میں مجادلہ کرتے ہیں حالانکہ انکے پاس نہ عقل و نقل کی کوئی دلیل ہے نہ وحی کی فی اللہ یعنی اللہ کی توحید اور اس کے کمال قدرت میں ای فی توحیدہ عزوجل وصفاتہ جل شانہ کالمشرکین المنکرین وحدتہ سبحانہ وعموم قدرتہ جلت قدرتہ وشمولہا للبعث (روح ج ۲۱ صـ۹۴) علم سے دلیل عقل، ھدی سے دلیل وحی اور کتاب منیر سے دلیل نقل مراد ہے ۲۱ واذا قیل الخ یہ شکوہ ہے اور جب ان مشرکین سے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نور ہدایت نازل فرمایا اس کی پیروی کرو اور اسے مان لو تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کے دین پر ہی چلیں گے اولو کان الشیطٰن الخ اس کا معطوف علیہ مقدر ہے ای ایتبعونھم ولو کان الشیطان یدعوھم فیما ھم علیہ من الشرک الی عذاب السعیر (ابو السعود ج ۶ صـ۴۴۲) یہ مشرکین پر انکار و تعجب ہے یعنی اگرچہ شیطان ان کے باپ دادا کو شرک میں مبتلا کر کے جہنم کی طرف بلاتا رہا ہو تو کیا پھر بھی وہ انہی کے دین پر چلیں گے ۲۲ ومن یسلم الخ محسنین کے لئے بشارت اخروی ہے یعنی باپ دادا کی اندھا دھند پیروی سے آخرت میں نجات نہیں ہوگی بلکہ فلاح و نجات نیک روی سے ملیگی۔ جس شخص نے اپنے تمام امور کو اللہ کے سپرد کر دیا اور اپنے ارادوں سے دستبردار ہوگیا وھو محسن اور وہ تمام اعمال میں مخلص اور رضا الٰہی کا طالب ہو تو اس نے سب سے مضبوط کڑی کو پکڑ لیا۔ بس فلاح و نجات ایسے محسنین کے لئے ہے والی اللہ عاقبۃ الامور تمام معاملات اللہ کے سپرد ہیں وہی ہر چیز میں متصرف ہے اور ہر چیز

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ

اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز

لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ (۱۹) اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ

گدھے کی آواز ہے کیا تم نے نہیں دیکھا ۱۹ کہ اللہ نے کام میں لگائے

لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

تمہارے جو کچھ ہے آسمان اور زمین میں اور پوری کر دیں

عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۭ وَمِنَ

تم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی اور لوگوں

النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى

میں ایسے ہیں ۲۰ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں نہ سمجھ رکھیں اور نہ سوجھ

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝ (۲۱) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا

اور نہ روشن کتاب اور جب ان کو کہیے ۲۱ چلو اس حکم پر جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

اتارا اللہ نے کہیں نہیں ہم تو چلیں گے اس پر جس پر پایا ہم نے

عَلَيْهِ اٰبَاۗءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ

اپنے باپ دادوں کو بھلا اور جو شیطان بلاتا ہو ان کو

اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ (۲۰) وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ

دوزخ کے عذاب کی طرف تو بھی اور جو کوئی تابع کرے اپنا منہ ۲۲

اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

اللہ کی طرف اور وہ ہو نیکی پر سو اس نے پکڑ لیا ۲۳

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۭ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ (۲۲)

مضبوط کڑا اور اللہ کی طرف ہے آخر ہر کام کا

ع ۲ ۸ ۱۱

ر ۱ توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲-
ر ۲ زجر برائے معاندین ۱۲-
ر ۳ شکوی برائے ... ۱۲-
ر ۴ بشارت اخروی ۱۲-

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ
اور جو کوئی منکر ہوا ۲۳ تو تو غم نہ کھا اس کے انکار سے ہماری طرف پھر آنا ہے انکو
فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
پھر ہم جتلا دینگے ان کو جو انہوں نے کیا ہے البتہ اللہ جانتا ہے جو بات ہے
الصُّدُوْرِ ۝۲۳ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ
دلوں میں کام چلا دیں گے ہم ان کا تھوڑے دنوں پھر پکڑ بلائیں گے ان کو
اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴ وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
گاڑھے عذاب میں اور اگر تو پوچھے ان سے ۲۴ کس نے بنائے
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ
آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۵
سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ سمجھ نہیں رکھتے
لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ
اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمان ۲۵ اور زمین میں بیشک اللہ وہی ہے بے پرواہ
الْحَمِيْدُ ۝۲۶ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ
سب خوبیوں والا اور اگر جتنے ۲۶ درخت ہیں زمین میں
اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ
قلم ہوں اور سمندر ہو اس کی سیاہی اس کے پیچھے ہو سات سمندر
مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۲۷
نہ تمام ہوں باتیں اللہ کی ف۱ بے شک اللہ زبردست ہے حکمتوں والا
مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
تم سب کا بنانا ۲۷ اور مرے پیچھے جلانا ایسا ہی ہے جیسا ایک جی کا بے شک اللہ

منزل۵

کا انجام بھی اسی کے اختیار میں ہے اسلئے اس کے سوا کوئی متصرف و مختار نہیں۔ تقدیم ظرف حصر کیلئے ہے د تقدیم (الی اللہ) للحصر رداعلی الکفرۃ فی زعمھم مرجعیۃ الھتھم لبعض الامور (روح ج ۲۱ ص۹۵) ۲۳ ومن کفر الخ یہ معاندین کے لئے تخویف اُخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی ہے۔ یعنی اگر مشرکین ضد و عناد کی وجہ سے انکار کرتے ہیں تو اس سے آپ غمگین نہ ہوں قیامت کے دن یہ سب میرے سامنے حاضر ہوں گے تو میں ان کے تمام اعمال ان کے سامنے رکھونگا میں تو ان کے دلوں کی باتیں بھی جانتا ہوں نمتعھم قلیلا الخ دنیا میں ان کو جو میں نے زندگی دے رکھی ہے یہ تو صرف چند روزہ ہے اس کے بعد انہیں چار و ناچار شدید ترین عذاب میں مبتلا ہونا ہے وہاں اپنے تمام کرتوتوں کی پوری پوری سزا پائیں گے ۲۴ ولئن سألتھم الخ یہ توحید پر تیسری عقلی دلیل ہے علی سبیل الاعتراف من الخصم۔ یعنی مشرکین کو خود اس بات کا اعتراف ہے کہ زمین و آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جب ہر چیز کا خالق اللہ ہے تو لامحالہ ہر چیز میں متصرف اور سب کا کارساز بھی وہی ہوگا قل الحمد للہ یہ دلائل مذکورہ کا ثمرہ ہے یعنی دلائل مذکورہ سے ثابت ہوا کہ تمام صفات کارسازی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے سوا کوئی کارساز اور متصرف و مختار نہیں اور نہ اس کے سوا کوئی عبادت اور پکار کے لائق ہے لیکن مشرکین کی جہالت و نادانی کا یہ عالم ہے کہ وہ اس حقیقت سے سراسر جاہل ہیں ۲۵ للہ ما فی السمٰوٰت الخ یہ توحید پر چوتھی عقلی دلیل ہے. ساری کائنات کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا مالک اور اس میں متصرف بھی وہی ہے اور پھر وہ سب سے بے نیاز بھی اور تمام صفات کمال سے متصف بھی۔ لہذا عبادت اور پکار کے لائق بھی وہی ہے اور کوئی نہیں. للہ ما فی السمٰوٰت والارض خلقا و ملکا و تصرفا لیس لاحد سواہ عزوجل استقلالا و لا شرکۃ فلا یستحق العبادۃ فیھما غیرہ سبحانہ و تعالیٰ بوجہ من الوجوہ (روح ج ۲۱ ص۹۶) ۲۶ ولو ان الخ یہ توحید پر پانچویں عقلی دلیل ہے اور اس سے نفی شرک فی العلم مقصود ہے یعنی جس طرح سب کچھ کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔ لو شرطیۃ، ما فی الارض اسم اَنَّ، من شجرۃ بیان ما، اقلام خبر اَنَّ، والبحر مبتدا، یمدہ الخ جملہ خبر، یہ جملہ ما موصولہ سے یا فی الارض کے متعلق مقدر کے فاعل سے حال ہے ما نفدت الخ لو کا جواب ہے۔ اور ما نفدت سے پہلے کلام مقدر ہے۔ ای وکتبت بتلک الاقلام وبذلک المداد کلمات اللہ ما نفدت الخ (الکل من الروح) یہاں اللہ تعالیٰ کے معلومات کے لامحدود اور غیر متناہی ہونے کا بیان ہے یعنی دنیا کے تمام درختوں کی قلمیں بنالی جائیں اور بحر محیط سیاہی بن جاتے اور پھر ایسے ہی سات سمندر اور سیاہی کے ہوں پھر ان قلموں سے اس سیاہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے معلومات کو لکھا جائے تو سب قلمیں گھس جائیں گی اور تمام سیاہی ختم ہوجائے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے معلومات حیطۂ تحریر میں نہیں آسکیں گے ۲۷ ما خلقکم الخ

ر۱ معاندین کے لئے تخویف اخروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تسلی ۱۲
ر۲ تیسری عقلی دلیل اعتراف ۱۲
ر۳ ثمرہ دلائل مذکورہ ۱۲
ر۴ چوتھی عقلی دلیل ۱۲
ر۵ پانچویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲
ر۶ تخویف اخروی ۱۲

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی معلومات او ۱۲

یہ تخویف اخروی ہے۔ تم سب کو پہلے پیدا کرنا اور پھر دوبارہ پیدا کرنا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ساری مخلوق کی پیدائش یا بعث اور ایک جان کی
پیدائش یا بعث اللہ کے لئے یکساں ہے اس لئے وہ ضرور سب کو دوبارہ پیدا کرے گا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کی جزاء و سزا دے گا۔ ان اللہ
سمیع بصیر یہ ماقبل کے لئے علت ہے یعنی جس طرح وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے اسی طرح اسکی قدرت کاملہ ہر کام پر حاوی ہے ۲۸ے
الم تر الخ یہ توحید پر چھٹی دلیل ہے۔ یعنی یہ حقیقت اس قدر واضح اور روشن ہے کہ اسے ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ یہ سارا نظام عالم (نظام شمسی) اللہ

سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوۡلِجُ الَّیۡلَ فِی
سب کچھ سنتا دیکھتا ہے تو نے نہیں دیکھا ۲۹ے کہ اللہ داخل کرتا ہے رات کو
النَّہَارِ وَ یُوۡلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیۡلِ وَ سَخَّرَ الشَّمۡسَ
دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور کام میں لگا دیا ہے سورج
وَ الۡقَمَرَ ۫ کُلٌّ یَّجۡرِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ اَنَّ اللّٰہَ
اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وقت تک اور یہ کہ اللہ
بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡحَقُّ
خبر رکھتا ہے اس کی جو تم کرتے ہو ۳۰ یہ اس لئے ۲۹ے کہا کہ اللہ وہی ہے ٹھیک
وَ اَنَّ مَا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِ الۡبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰہَ
اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے سوائے سو وہی جھوٹ ہے اور اللہ
ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡکَبِیۡرُ ﴿۳۰﴾ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡکَ تَجۡرِیۡ
وہی ہے سب سے اوپر بڑا تو نے نہ دیکھا ۳۰ے کہ جہاز چلتے ہیں
فِی الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ ؕ اِنَّ
سمندر میں اللہ کی نعمت لے کر تاکہ دکھلائے تم کو کچھ اپنی قدرتیں البتہ
فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا
اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک تحمل کرنیوالے احسان ماننے والے کے واسطے اور جب
غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ
سر پر آئے ۳۱ے ان کے موج جیسے بادل پکارنے لگیں اللہ کو خالص کر کر
لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ فَمِنۡہُمۡ
اسی کے لئے بندگی پھر جب بچا دیا ان کو جنگل کی طرف تو کوئی ہوتا ہے ان میں
مُّقۡتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۲﴾
بیچ کی چال پر اور منکر وہی ہوتے ہیں ہماری قدرتوں سے جو قول کے جھوٹے ہیں حق نہ ماننے والے ف۲

ع ۳ ۱۱ ۱۲

ر۱ چھٹی عقلی دلیل ۱۲۔

ر۲ تفصیلی ثمرہ برائے دلائل مذکورہ ۱۲۔

ر۳ ساتویں عقلی دلیل ۱۲۔ ر۴ زجر ۱۲۔

کے اختیار و تصرف میں ہے۔ دن کے بعد رات، رات کے بعد دن، دن رات میں کمی بیشی، سورج اور چاند کا طلوع و غروب اور ہر ایک کا ایک معین اور مقرر پروگرام کے مطابق چلنا یہ سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے جب سارا نظام کائنات اس کے تصرف میں ہے اور وہ ہر چیز سے باخبر بھی ہے اور کوئی چیز اس کے تصرف و اختیار اور اس کے علم سے باہر نہیں تو لامحالہ اس کے سوا کارساز اور معبود بھی کوئی نہیں وہ سارے جہان کا کارساز ہے اور ہر قسم کی عبادت اور دعاء کا مستحق بھی وہی ہے ۲۹ے ذلک الخ یہ دلائل مذکورہ کا تفصیلی ثمرہ ہے۔ یہاں کا متعلق محذوف ہے ای ذٰلک البیان بالادلۃ لتستیقنوا بان اللہ الخ یہ تمام دلائل واضحہ اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ معبود برحق اور حاجات میں غائبانہ پکارے جانے کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ کے سوا مشرکین جن معبودوں کو پکارتے ہیں ان کی عبادت اور پکار باطل ہے اور وہ پکار کے لائق نہیں ہیں اللہ تعالیٰ جو اپنی صفات میں برتر اور ذات میں سب سے بڑا ہے وہی عبادت کے لائق ہے یعنی ذٰلک الذی هو قادر علی هذه الاشیاء التی ذکرت هو الحق المستحق للعبادة (وان ما یدعون من دونه الباطل) یعنی لا یستحق العبادة (وان اللہ هو العلی) یعنی فی صفاته له الصفات العلیا والاسماء الحسنی (الکبیر) فی ذاته لانه اکبر من کل کبیر (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) ۳۰ے الم تر الخ یہ توحید پر ساتویں عقلی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اسکی رحمت شاملہ سے ہماری کشتیاں دریاؤں اور سمندروں میں صحیح سلامت سفر کرتی ہیں اس میں ہر صابر شاکر بندے کے لئے عبرت ہے اور اس میں اللہ کی وحدانیت کا واضح نشان موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کشتیوں کو صحیح سلامت کنارے لگا کر ہمیں اپنی وحدانیت اور قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہے لیریکم من ایٰته ای بعض دلائل الوهیته تعالیٰ ووحدته سبحانه وقدرته جل شانه وعلمه عزوجل (روح ج ۲۱ ص ۱۰۵ و ابوالسعود ج ۶ ص ۴۶) ۳۱ے و اذا غشیهم الخ یہ زجر ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں اگر ان کی کشتیوں کو پہاڑوں ایسی بلند و بالا موجیں گھیر لیں تو وہ اپنے تمام خود ساختہ کارسازوں

موضح قرآن ف۱ ٹھیرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا دور ف۲ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو تو کسی کو نہیں رہتی مگر نرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر۔

سے مایوس ہوکر خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں موحدین لہ لا یدعون لخلاصھم سواہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۸۰) فلما نجھم الخ جب اللہ تعالیٰ ان کو طوفان سے بچا کر کنارے لگا دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ تو راہ اعتدال اختیار کر لیتے ہیں اور حق یعنی توحید پر قائم ہوجاتے ہیں فمنھم مقیم علی التوحید (روح ج ۲۱ ص ۱۰۶) البتہ عہد شکنی اور ناشکری جن کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہو وہ ایسے واضح اور روشن دلائل سے بھی نہیں سمجھتے بلکہ ضد اور عناد کی وجہ سے جحود و انکار پر ڈٹے رہتے ہیں

۳۲ ف یا یھا الناس الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس دن میں باپ بیٹے کے کام نہیں آئیگا اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکیگا اور نہ دنیا کا ساز و سامان اور مال و زر ہی کسی کام آئیگا جس پر آج تم نازاں ہو اور جس پر مغرور ہوکر توحید سے منہ موڑ رہے ہو۔ الغرور دھوکہ دینے والا یعنی شیطان اور شیطان کے دھوکے میں بھی نہ آنا جو تمہیں جھوٹی آرزوئیں اور تمنائیں دلا کر اسکی توحید، اسلام اور آخرت سے غافل کرتا ہے **۳۳ ف** ان اللہ الخ یہ توحید پر آٹھویں عقلی دلیل ہے اور اس سے بھی نفی شرک فی العلم مقصود ہے۔ اس آیت میں پانچ امور کے علم کا اللہ تعالیٰ کیلئے مخصوص ہونا ذکر کیا گیا ہے (۱) قیامت کب آئیگی؟ (۲) بارش کب ہوگی؟ (۳) مادہ کے رحم میں کیا ہے؟ (۴) آدمی کل کیا کرے گا؟ اور (۵) اسکے موت کہاں آئے گی؟ ان پانچوں امور کو مفاتح الغیب یعنی غیب کے خزانے کہا جاتا ہے۔ اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ قیامت کب آئیگی تو آپ نے فرمایا فی خمس لا یعلمھن الا اللہ ثم تلا النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ (صحیح بخاری ص ۱۲، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹، نسائی ج ۲ ص ۲۶۳، ابن ماجہ ص ۷) یعنی قیامت کا علم ان پانچ امور میں سے ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے سورۂ لقمان کی یہی آیت تلاوت فرمائی۔ ایک حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مفاتح الغیب خمس لا یعلمھا الا اللہ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۸) یعنی غیب کے خزانے پانچ ہیں اور ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا پانچ امور گنائے۔ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان پانچ امور کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ سے منقول ہے۔ ھذہ الخمسۃ لا یعلمھا الا اللہ تعالیٰ ولا یعلمھا ملک مقرب ولا نبی مرسل فمن ادعی انہ یعلم شیئا من ھذہ فقد کفر بالقراٰن لانہ خالفہ (قرطبی ج ۱۴ ص ۸۲، خازن ج ۵ ص ۱۸۳) حضرت مجاہد رحؒ فرماتے ہیں وھی مفاتیح الغیب التی قال اللہ تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۵۵) امام قتادہ رحؒ فرماتے ہیں اشیاء استأثر اللہ بھن فلم

حاشیہ: تخویف اخروی ۱۲

حاشیہ: ۲ آٹھویں عقلی دلیل برائے نفی شرک فی العلم ۱۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

اے لوگو ۳۲ ف بچتے رہو اپنے رب سے اور ڈرو

يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ

اس دن سے کہ کام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے

وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا

اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کام آئے اپنے باپ کی جگہ کچھ بھی

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ

بے شک اللہ کا وعدہ ٹھیک ہے سو تم کو نہ بہکائے دنیا کی

الدُّنْيَا ۥ وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾

زندگانی اور نہ دھوکہ دے تم کو اللہ کے نام سے وہ دغاباز ف

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ

بے شک ۳۳ ف اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور

يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ

اتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ

اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ

اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں

تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ

مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ جاننے والا

خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾

خبردار ہے۔

ع ۴ ۱۴

موضح قرآن ف یعنی شیطان دھوکہ دے کہ اللہ غفور رحیم ہے اور دنیا کا جینا بہکا دے جس کو یہاں بھلا ہے اس کو وہاں بھی بھلا ہے۔

يطلع عليهن ملكا مقربا ولا نبيا مرسلا (ابن کثیر ج ۳ ص۴۵۵، روح ج ۲۱ ص۱۱۱)۔

ایک بار خلیفہ منصور نے خواب میں ملک الموت کو دیکھا تو اس سے پوچھا میری عمر کتنی باقی رہ گئی ہے؟ تو ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا اور غائب ہوگیا۔ منصور نے اپنا خواب علماء تعبیر کے سامنے بیان کیا تو کسی نے کہا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی عمر پانچ سال باقی ہے کسی نے کہا پانچ ماہ مراد ہیں اور کسی نے کہا پانچ دن مراد ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رح سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ هو اشارة الى هذه العلوم الخمسة لا يعلمها الا الله (مدارک ج ۳ ص۲۱۹) یعنی ملک الموت نے پانچ انگلیوں سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ ان پانچ علوم میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔

مذکورہ احادیث، اقوال صحابہ وتابعین وعبارات مفسرین سے ثابت وواضح ہوگیا کہ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ان پانچوں علوم میں سے چار علوم کے بعض جزئیات کا حصول بشر کے لئے ممکن ہے اسکی تفصیل آگے آرہی ہے لیکن پہلی چیز یعنی قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں کیا۔ اس کا صرف ایک ہی فرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس کی صراحت ہے (۱) يسئلونك عن الساعة ايان مرسها قل انما علمها عند ربي الاية (اعراف ع ۲۳)۔ (۲) ان الساعة اٰتية اكاد اخفيها (طٰہٰ ع ۱)۔ (۳) يسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله الاية (احزاب ع ۸)۔ (۴) وما يدريك لعل الساعة قريب (شوریٰ ع ۲)۔ (۵) اليه يرد علم الساعة (حم السجدۃ ع ۶)۔ (۶) ويقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين ۝ قل انما العلم عند الله (ملک ع ۲، یونس) (۷) يسئلونك عن الساعة ايان مرسها ۝ فيم انت من ذكرها ۝ الى ربك منتهها ۝ (نازعات ۲)۔

ان تمام آیتوں میں اس بات کی صراحت ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ قیام قیامت کے معین وقت کا علم اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطاء نہیں فرمایا۔ ان آیتوں کی تفسیر اپنی اپنی جگہ مذکور ہے۔ قیامت کے بارے میں خود حضور علیہ السلام سے بھی منقول ہے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور آپ کو اس کا علم نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول قبل ان يموت بشهر تسئلوني عن الساعة وانما علمها عند الله (صحیح مسلم ج ۲ ص۳۱۰) چند حدیثیں پہلے مذکور ہو چکی ہیں۔

تمام مفسرین نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو بھی نہیں دیا۔ قدوۃ المفسرین، حبر الامت حضرت عبد اللہ بن عباس رض فرماتے ہیں یعنی اجل يوم القيامة لا يدريه احد لا نبي مرسل ولا ملك مقرب (قرطبی ج ۱۱ ص۱۳۵) حضرت قتادہ رح فرماتے ہیں لقد اخفاها الله من الملئكة المقربين ومن الانبياء المرسلين (ابن جریر ج ۱۶ ص۹۹) امام سدی کبیر رح سے منقول ہے لم يعلم قيامها متى تقوم ملك مقرب ولا نبي مرسل (ابن جریر ج ۹ ص۹۵) امام بغوی رقمطراز ہیں۔ استأثر الله بعلمها ولا يعلمها الا هو (معالم ج ۲ ص۲۶۵) ابن کثیر فرماتے ہیں اى لا يعلم وقت ذلك على التعيين الا الله عزوجل (ابن کثیر ج ۴ ص۴۹۹) قاضی بیضاوی لکھتے ہیں قل انما علمها عند الله لم يطلع عليها ملكا ولا نبيا (تفسیر بیضاوی) امام نسفی فرماتے ہیں۔ اى علم وقت ارسائها عنده قد استأثر به ولم يخبر به احدا من ملك مقرب ولا نبي مرسل (مدارک ج ۲ ص۷۶) مفسر ابن صفی حنفی فرماتے ہیں۔ قل انما علمها عند الله لم يطلع عليه احدا (جامع البیان ص۳۶۶) ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں الخفاء مستمر الى يوم القيامة امام ابو السعود فرماتے ہیں:۔ معنى كونه عنده تعالى خاصة انه قد استأثر به بحيث لم يخبر به احدا من ملك مقرب او نبي مرسل (ارشاد العقل السليم برحاشیہ کبیر ج ۴ ص۳۸۴) ایک اور جگہ لکھتے ہیں ان الله تعالى قد استأثر به ولم يطلع عليه نبيا ولا ملكا (ایضاً ج ۶ ص۲۰۰، خازن ج ۵ ص۲۲۶ واللفظ له) نیز مفسر خازن رقمطراز ہیں:۔ اى لا يعلم الوقت الذى تقوم فيه الا الله استأثر الله بعلمها فلم يطلع عليه احد (خازن ج ۲ ص۲۶۵) علامہ سید محمود آلوسی حنفی فرماتے ہیں: اى العلم بوقته عند الله عزوجل لا يطلع عليه غيره عزوجل (روح ج ۲۹ ص۲)

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ، اقوال صحابہ وتابعین اور تصریحات مفسرین سے یہ بات صاف معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے علم قیامت پر کسی نبی مرسل، کسی ملک مقرب اور کسی ولی کامل کو بھی مطلع نہیں فرمایا اور اسے اپنی ذات کے لئے مخصوص کر رکھا ہے

اعتراض:۔ اہل بدعت کی طرف سے اعتراض کیا جاتا ہے کہ غزوۂ بدر میں آغاز جنگ سے ایک دن پہلے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی کہ فلاں فلاں رؤساء مشرکین کل قتل ہوں گے اور ان کے قتل ہونے کی جگہیں بھی متعین فرما دیں هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله (صحیح بخاری) اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے پہلے ہی آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اطلاع دیدی تھی کہ فاطمہ رض کے بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ آپ نے ام الفضل رض سے فرمایا رأيت خيرا تلد فاطمة ان شاء الله غلاما۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کل میں جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطاء فرمائیگا اگلے دن آپ نے حضرت علی رض کو جھنڈا دیا۔ لاعطين الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله (مشکوٰۃ) اسی طرح حضور علیہ السلام نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان فرمائیں مثلاً آپ نے فرمایا قیامت سے پہلے خروج یأجوج ومأجوج کے بعد ایک عالمگیر بارش ہوگی جس سے کوئی بستی اور کوئی جگہ خالی نہ رہے گی تو اس سے معلوم ہوا کہ ان غیوب کا علم اللہ کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل تھا اسی طرح آج کل ماہرین موسمیات پہلے ہی بتا دیتے ہیں کہ فلاں وقت بارش ہوگی۔

جواب:- مفاتح الغیب یعنی مذکورہ پانچوں امور میں سے چار امور تو کلی ہیں اور ہر کلی کے تحت بے شمار افراد ہیں، لیکن قیامت ایک امر جزئی اور فرد معین ہے، اس لئے قیامت کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہی نہیں اسی طرح باقی چاروں امور کلیہ کا بالاستیعاب اور کلی علم بھی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ البتہ ان چار امور کلیہ کے بعض جزئیات کا علم بطور معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ اعتراض میں جن علوم کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسی قبیل سے ہیں اللہ تعالیٰ نے بہت سے جزئیات کا علم وحی کے ذریعہ حضور علیہ السلام کو عطاء فرمایا لیکن آپ کو یہ قدرت نہ دی کہ آپ جب چاہیں، جس فرد کو چاہیں جان لیں اس لئے اگر بعض جزئیات غیب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بواسطۂ وحی حاصل ہو جائے تو وہ اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ آیت کا مفاد یہ ہے کہ ان امور غیب کی تمام اور مکمل تفصیلات کلی طور پر اور بالاستیعاب کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ المراد بالعلم الذی استأثر سبحانہ بہ العلم الکامل باحوالہ کل علی التفصیل (روح ج ۲۱ ص ۱۱۲) باقی رہی یہ بات کہ ماہرین وقت سے پہلے آمد باراں کی خبر دے دیتے ہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ ماہرین آلات وعلامات کے ذریعہ بارش کی پیشگوئی کرتے ہیں اس لئے اسے علم غیب نہیں کہا جائیگا کیونکہ علم غیب تو وہ ہوتا ہے جو بلا توسط اسباب حاصل ہوا اور بطور ملکہ ہو کہ جب چاہے اور جو کچھ چاہے اس کا علم حاصل ہو جائے۔

یہاں ایک بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ تمام غیوب جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ ان پانچ امور کلیہ میں منحصر نہیں ہیں۔ یہ آیت ایک سوال کے جواب میں نازل ہوئی، سوال میں چونکہ ان پانچ امور کا ذکر تھا اس لئے آیت میں بھی انہی پانچ امور کے ذکر پر اکتفا کیا گیا۔ ایک شخص حارث نامی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! قیامت کب آئیگی، ملک میں قحط ہے بارش کب ہو گی، میری عورت امید سے ہے اس کے لڑکا ہو گا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے میں کہاں پیدا ہوا یہ بتائیے میں کہاں مروں گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ ینبغی ان یعلم ان کل غیب لا یعلمہ الا اللہ عزوجل ولیس المغیبات محصورۃ بھذہ الخمس وانما خصت بالذکر لوقوع السؤال عنھا (روح ج ۲۱ ص ۱۱۲) اسی طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:- ولیست خزائن الغیب منحصرۃ فی الخمس المذکورۃ بل کل مالم یوجد اولم یظھر بعد (مظہری ج ۳ ص ۲۷۴)۔

سورۂ لقمان میں آیاتِ توحید

اور اس کی خصوصیات!

۱:- ھذا خلق اللہ فاروني ماذا خلق الذین من دونہ (ع ۱) نفی شرک فی التصرف۔

۲:- یٰبنی لا تشرک باللہ (ع ۲) نفی شرک ہر قسم۔

۳:- وان جاھداک علی ان تشرک (ع ۲) والدین کا اولاد پر بہت بڑا حق ہے لیکن اگر وہ اولاد کو شرک پر مجبور کریں تو اس معاملے میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

۴:- ولئن سألتھم من خلق السمٰوٰت ــــ تا ــــ ھو الغنی الحمید (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵:- ولو ان ما فی الارض ــــ تا ــــ ان اللہ عزیز حکیم ○ نفی شرک فی العلم۔

۶:- ذلک بان اللہ ھو الحق ــــ تا ــــ وان اللہ ھو العلی الکبیر (ع ۳) نفی معبودیت والوہیت از معبودان باطلہ۔

۷:- ان اللہ عندہ علم الساعۃ ــــ تا ــــ ان اللہ علیم خبیر (ع ۴) نفی شرک فی العلم۔

(آج بتاریخ ۱۹ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۶۷ء بروز چہار شنبہ تین بجے بعد دوپہر سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی فالحمد للہ تعالیٰ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ دائماً ابداً وعلی سائر عبادہ الصالحین لیلاً و نہاراً۔
ناچیز سجاد بخاری عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سورۂ طٰہٰ میں آیات توحید اور اسکی خصوصیات

۱۔ مِمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ ـــ تا ـــ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ٥ متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا حاجات میں مافوق الاسباب صرف اسی کو پکارو۔

۲۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰهُ ـــ تا ـــ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ٥ نفی شرک فی التصرف۔

۳۔ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِیَ حَیَّةٌ تَسْعٰى ـــ تا ـــ سَنُعِیْدُهَا سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى ٥ نفی علم غیب از موسیٰ علیہ السلام۔

۴۔ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ـــ تا ـــ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ٥ (ع ۳) نفی شرک فی التصرف۔

۵۔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰى ٥ قُلْنَا لَا تَخَفْ (ع ۳) نفی تصرف از موسیٰ علیہ السلام۔

۶۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْهِمْ قَوْلًا ۙ وَّلَا یَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا (ع ۴) نفی شرک فی التصرف۔

۷۔ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ ـــ تا ـــ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا (ع ۵) نفی شرک فی التصرف۔

۸۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (ع ۶) معبود برحق اللہ تعالیٰ ہی ہے جو عظیم الشان شہنشاہ ہے۔

۹۔ دعوت توحید سب سے بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے اس لئے اس کی تبلیغ میں اگر کوئی تکلیف آجائے تو کوئی بڑی بات نہیں۔

۱۰۔ آخرت میں شفاعت صرف مومنوں کے حق میں ہوگی، مشرکوں کے حق میں شفاعت کرنے کی اجازت ہی نہیں ہوگی۔

۱۱۔ دعوت توحید کی تبلیغ و اشاعت میں ثابت قدم رہنا چاہئے اور عزم و استقلال میں ضعف نہ آنا چاہئے۔

۱۲۔ دولتِ دنیا کافروں کے حق میں فتنہ ہے۔

(بحمداللہ تعالیٰ و عونہ آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۶ اپریل ۱۹۶۵ء بروز منگل سورۂ طٰہٰ کی تفسیر ختم ہوئی۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔)

سُورۃُ السجدہ

ربط سورۃ السجدہ کو ماقبل سے نامی ربط یہ ہے کہ سورۃ لقمان میں حضرت لقمان کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے۔ یٰبنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم (ع ۲) لقمان نے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شرک نہ کرنا اللہ کے سوا کسی کو برکات دہندہ سمجھ کر نہ پکارنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑی بے انصافی ہے۔ اور سورۃ سجدہ میں فرمایا انما یؤمن بآیٰتنا الذین اذا ذکروا بھا خروا سجدا الخ (ع ۲) اللہ کی توحید پر ایمان رکھنے والوں اور اللہ ہی کو برکات دہندہ سمجھنے والوں کو جب قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ عاجزی کے ساتھ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

سورۃ سجدہ کا ماقبل کے ساتھ معنوی ربط یہ ہے۔ سورۃ الفرقان سے لے کر سورۃ لقمان تک یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں لہذا اس کے سوا کسی کو حاجات میں مافوق الاسباب مت پکارو۔ اب مشرکین کی طرف سے یہ عذر ہو سکتا تھا کہ ہم اپنے خود ساختہ معبودوں کو اس۔ لئے نہیں پکارتے کہ وہ برکات دہندہ ہیں بلکہ ہم ان کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارتے ہیں کہ ان کے ذریعے سے ہمیں برکات حاصل ہوں۔ اس لئے سورۃ سجدہ میں ترقی کر کے فرمایا جس طرح اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں اسی طرح اللہ کے یہاں شفیع غالب بھی کوئی نہیں۔ لہذا جس طرح غیر خدا کو برکات دہندہ سمجھ کر پکارنا جائز نہیں۔ اسی طرح غیر اللہ کو خدا کے یہاں شفیع غالب سمجھ کر پکارنا بھی ناجائز ہے۔

خلاصہ اس سورۃ کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہری کی نفی ہے جس پر دو عقلی دلیلیں اور ایک نقلی دلیل مذکور ہے ابتداء میں تنزیل الکتٰب الخ تمہید مع ترغیب ہے۔ یہ قرآن بلاشبہ رب العالمین نے نازل فرمایا ہے۔ اس لئے اس کا دعویٰ حق ہے اسے مانو۔ ام یقولون افترٰہ شکویٰ ہے بل ھو الحق الخ یہ جواب شکویٰ ہے یہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ساختہ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

اللہ الذی خلق السمٰوٰت الخ یہ نفی شفاعتِ قہری پر عقلی دلیل ہے یعنی زمین و آسمان کا خالق بھی اللہ ہے مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع الخ۔ یہ مقصودی جملہ ہے اور ماقبل پر مرتب ہے یعنی جب تمام اختیارات کا مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے تو اس کے سوا نہ کوئی خود برکات دہندہ اور کارساز ہے اور نہ کوئی اس کے یہاں شفیع غالب ہے۔ یدبر الامر من السماء الی الارض الخ سارے جہان کی تدبیر کار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے ذالک عٰلم الغیب الخ وہی عالم الغیب ہے الذی احسن کل شئ ـــــ تا ـــــ قلیلا ما تشکرون ہر چیز کو اسی نے پیدا کیا اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے سننے، دیکھنے اور سوچنے کی توفیق عطا فرمائی۔

وقالوا ءاذا ضللنا الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین نہ صرف توحید کا انکار کرتے تھے بلکہ وہ حشر و نشر کو بھی نہیں مانتے تھے اور کہتے جب ہم مر کر مٹی میں مل کر گم ہو جائیں گے تو پھر کس طرح دوبارہ زندہ ہوں گے؟ قل یتوفٰکم ملک الموت الخ یہ جواب شکویٰ ہے جس طرح موت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہ ملک الموت کے ذریعے تمہاری جانیں قبض کرتا ہے اسی طرح وہ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

ولو تریٰ اذ المجرمون الخ (ع ۲) یہ منکرین توحید و بعث و نشور کے لئے تخویف اخروی ہے۔ انما یؤمن بآیٰتنا الخ یہ توحید کے ماننے والوں اور ہر حال میں اللہ کو پکارنے والوں کے لئے بشارت اخروی ہے افمن کان مؤمنا الخ اعادہ بشارت و تخویف بطور لف و نشر غیر مرتب اما الذین اٰمنوا الخ تفصیل بشارت واما الذین فسقوا الخ تفصیل تخویف ومن اظلم الخ زجر مع تخویف۔

ولقد اٰتینا موسی الخ (ع ۳) یہ دعویٰ سورت (نفی شفاعتِ قہری) پر نقلی دلیل ہے از تورات و موسیٰ علیہ السلام و علماء بنی اسرائیل۔ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی اس میں بھی یہی دعویٰ تھا۔ کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز نہیں۔ بنی اسرائیل کے علماء حق بھی اسی مسئلہ کی دعوت دیتے رہے۔ اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے ان سے پہلے ہم نے بڑی زبردست اقوام کو اسی جرم کی پاداش میں ہلاک کیا کہ انھوں نے دعوتِ توحید کو رد کیا۔ مشرکین مکہ کو اسی سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔

اولم یروا انا الخ یہ دعویٰ سورت پر دوسری عقلی دلیل ہے اور اس سے حشر و نشر بھی ثابت ہوتا ہے اللہ تعالےٰ آسمان سے مینہ برسا کر بنجر اور ناکارہ زمین کو زرخیز بنا دیتا ہے وہی برکات دہندہ اور کارساز ہے اور جس طرح وہ مردہ زمین کو حیاتِ نو عطا فرما کر سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے اسی طرح ف ۲ مُردوں کو بھی دوبارہ زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔

ویقولون متی الخ یہ شکویٰ ہے مشرکین ازراہِ عناد کہتے اچھا تو وہ قیامت کا دن کب آئے گا جس میں ہر چیز کا فیصلہ ہوگا۔ قل یوم الفتح الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ یہ سوال بے فائدہ ہے کہ قیامت کب آئے گی اصل چیز یہ ہے کہ قیامت کے دن کے لئے تیاری کرو یعنی دنیا کی زندگی میں توحید کو مان کر اعمال صالحہ بجا لاؤ ورنہ قیامت کے دن کا ایمان کسی کام نہ آئے گا۔

۲ تنزیل الکتٰب الخ یہ تہدید مع ترغیب ہے۔ یہ رب العالمین اور شہنشاہ کا حکم نامہ ہے اسے غور سے سنو اور دل وجان سے اس پر عمل کرو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کوئی شک نہیں تنزیل الکتٰب مبتدا، لاریب فیہ جملہ معترضہ اور من رب العلمین خبر محققین نے اسی ترکیب کو اختیار کیا ہے علامہ زمخشری، ابوحیان اور آلوسی نے اسی کو ترجیح دی ہے قال ابوحیان الذی اختارہ ان یکون (تنزیل) مبتدأ و (لاریب فیہ) اعتراض لا محل لہ من الاعراب و (من رب العلمین) الخبر وضمیر (فیہ) راجع لمضمون الجملۃ اعنی کونہ منزلا من رب العلمین لا للتنزیل ولا للکتاب کانہ قیل: لاریب فی ذلک ای فی کونہ منزلا من رب العلمین وھذا ما اعتمد علیہ الزمخشری (روح ج ۲۱ ص ۱۱۷)

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورہ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اس کی تیس آیتیں ہیں اور تین رکوع ہیں

(۱) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

(۲) الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲
اتارنا کتاب کا ہے اس میں کچھ دھوکا نہیں پروردگار عالم کی طرف سے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ
کیا کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ باندھ لایا ہے۔ کوئی نہیں وہ ٹھیک ہے تیرے رب کی طرف سے تاکہ تو ڈر سنا دے

(۳) قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳
ان لوگوں کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہ پر آئیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ
اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ
چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے

مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ يُدَبِّرُ
حمایتی اور نہ سفارشی پھر تم کیا دھیان نہیں کرتے تدبیر سے اتارتا ہے

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاۗءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ
کام آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے وہ کام اس کی طرف ایک

يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵ ذٰلِكَ
دن میں جس کا پیمانہ ہزار برس کا ہے تمہاری گنتی میں ف۱ ف۲ یہ ہے

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ
جاننے والا چھپے اور کھلے کا زبردست رحم والا جس نے خوب بنائی

۳ ام یقولون الخ یہ شکویٰ ہے۔ یہ قرآن بلا شک وشبہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے لیکن مشرکین ماننے کے بجائے اسے اللہ کا کلام ہی نہ سمجھتے بلکہ اسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا افترا کہتے ہیں۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے تصنیف کرکے (عیاذاً باللہ) غلط طور سے اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ بل ھو الحق الخ یہ جواب شکویٰ ہے۔ یہ قرآن کسی کا ساختہ پرداختہ نہیں۔ بلکہ وہ سراپا حق ہے اور تیرے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے یا مطلب یہ ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ یہ بات تیرے رب کی طرف سے ہے پہلی صورت میں من ربک خبر بعد خبر ہے اور دوسری صورت میں الحق کے متعلق ہے لتنذر الخ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ ایک ایسی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ تاکہ وہ شرک وضلالت کو چھوڑ کر توحید و ہدایت کی راہ اختیار کر

عرب میں قریش کی طرف حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد زمان فترت میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا۔ واما العرب غیر المعاصرین فلم یأتھم من عھد اسمٰعیل علیہ السلام نبی منھم بل لم یرسل الیھم نبی مطلقا وموسیٰ و عیسیٰ وغیرھما من انبیاء بنی اسرائیل علیہم الصلوٰۃ والسلام لم یبعثوا الیھم علی الاظھر (روح ج ۲۱ ص ۱۱۹) وقال ابن عباس ومقاتل وذلک فی الفترۃ التی کانت بین عیسیٰ ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (خازن ومعالم ج ۵ ص ۱۸۳، قرطبی ج ۱۴ ص ۸۵)

موضح قرآن ف۱ بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اس کے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اترتا ہے جیسے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی وہ ہزار برس اللہ کے یہاں ایک دن ہے۔ از شاہ عبدالقادر صاحب

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی اگر مردمان نزول تدبیر و عروج او تصور کنند در کم از ہزار سال خیال نمایند و آن ہمہ پیش خدا یتعالیٰ در یک روز تمام میشود و غرض آنست کہ اوہام ایشان بقدرت او نمی رسند ۱۲

ف۴ الله الذی الخ یہ دعویٰ سورت پر پہلی عقلی دلیل ہے زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے۔ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ سارے نظامِ عالم کی تدبیر اور عنان اقتدار و تصرف بھی اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے اور نظامِ کائنات میں تصرف کا کوئی اختیار اس نے کسی کو نہیں دیا۔ استوی علی العرش کی پوری تحقیق سورہ اعراف کی تفسیر میں گذر چکی ہے ملاحظہ ہو ص۳۶۶ وحاشیہ ع۶۳ مالکم من دونہ الخ یہ سورت کا مقصودی حصہ ہے اللہ تعالیٰ خود ہی سارے عالم میں متصرف و مختار ہے اور اس نے اپنے اختیارات کسی کے سپرد نہیں کر رکھے تو جس طرح اس کے سوا کوئی کارساز نہیں اسی طرح اس کے یہاں کوئی شفیع غالب بھی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ اس لئے تم نے اپنے معبودانِ باطلہ کو کیوں شفعاء بنا رکھا ہے ای مالکم اذا جاوزتم رضا تعالیٰ احد ینعرکم ولشفع لکم و یجیرکم من بأسہ الخ (ابو السعود ج ۶ ص۷۴۹)

ف۵ یدبر الامر الخ نظامِ عالم کی تدبیر اور کائنات کا نظم و نسق اسی کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے تکوینی احکام بندوں پر نازل کرتا ہے اور بندوں کے اعمالِ صالحہ اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ یہ سب کچھ روزانہ ہوتا ہے حالانکہ نزول و عروج کی مسافت ہمارے حساب سے ایک ہزار برس کا راستہ ہوگی۔ معناہ واللہ اعلم ان امرہ ینزل من السماء علی عبادہ وتعرج الیہ اعمالھم الصالحۃ الصادرۃ علی موافقۃ ذلک الامر... ان نزول الامر وعروج العمل فی المسافۃ الف سنۃ مما تعدون وہ یوم فان بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ فینزل فی مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ ولعرج فی مسیرۃ خمسمائۃ فھو مقدار الف سنۃ (کبیر ج ۶ ص۷۵۵) ف۶ ذلک علم الغیب الخ اللہ تعالیٰ جس طرح خالق کائنات اور مدبر عالم ہے اسی طرح عالم الغیب بھی وہی ہے الذی احسن الخ اس نے ہر چیز کو حکمت و اتقان کے ساتھ بنایا اور کوئی چیز بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور اس کی مخلوقات میں سے کوئی چیز بھی خوبی سے خالی نہیں ومعنی احسن حسّن لانہ ما من شئ خلقہ الا وھو مرتب علی ماتقتضیہ الحکمۃ فالمخلوقات کلھا حسنۃ الخ (بحر ج ۷ ص۱۹۹) ف۷ وبدا الخ اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ ثم جعل نسلہ الخ اس کے بعد نطفہ سے اس کی نسل کا سلسلہ شروع فرمایا سلالۃ خلاصہ۔ غذا کا خلاصہ خون ہے اور منی خون کا خلاصہ اور لب لباب ہے اس لئے سلالہ سے تعبیر فرمایا ثم سوّٰہ

كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ
جو چیز بنائی اور شروع کی ف۷ انسان کی پیدائش ایک گارے سے پھر
جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾ ثُمَّ سَوَّاهُ
بنائی اس کی اولاد نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے پھر اس کو برابر کیا
وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ
اور پھونکی اس میں اپنی ایک جان اور بنادئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں
وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٩﴾ وَقَالُوا أَإِذَا ضَلَلْنَا
اور دل تم بہت تھوڑا شکر کرتے ہو ف۱ اور کہتے ہیں ف۸ کیا جب ہم رل گئے
فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُم بِلِقَاءِ
زمین میں کیا ہم کو نیا بننا ہے کچھ نہیں وہ اپنے رب
رَبِّهِمْ كَافِرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتَوَفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي
کی ملاقات سے منکر ہیں تو کہہ قبض کر لیتا ہے تم کو ف۹ فرشتہ موت کا جو
ع
وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ
تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے ف۲ اور کبھی تو دیکھے ف۱۰ جس وقت کہ
الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا
منکر سر ڈالے ہوئے ہوں گے اپنے رب کے سامنے اے رب ہم نے دیکھ لیا
وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ
اور سن لیا اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم کریں بھلے کام ہم کو یقین آگیا اور اگر
شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي
ہم چاہتے ف۱۱ تو سمجھا دیتے ہر جی کو اس کی راہ لیکن ٹھیک پڑ چکی میری کہی بات کہ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾
مجھ کو بھرنی ہے دوزخ جنوں سے اور آدمیوں سے اکٹھے۔

الخ رحمِ مادر میں نطفہ بمقدار سے انسان کے تمام اعضاء درست کئے اور پھر ان میں جان ڈالی اور اسے سننے دیکھنے اور سمجھنے سوچنے کی قوتیں عطا فرمائیں تاکہ تم اللہ کے ان انعامات کا شکر بجا لاؤ۔ اس کی توحید کو مانو۔ تمام انواع عبادت صرف اسی کے لئے بجا لاؤ۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو مگر اس کے باوجود تم اس کی ناشکری کرتے ہو اور تم نے اس کے

موضح قرآن ف۱ اپنی جان میں سے جو مخلوق ہے اسی کا مال ہے مگر جس کو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے فرمایا ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب ہو ذاتِ پاک کہاں رہی ۱۲ منہ ف۲ یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ خاک میں رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ہو ۱۲ منہ

سوا اوروں کو کارساز اور شفعاء بنا رکھا ہے **ف۸** وقالوا الخ یہ شکوی ہے مشرکین ایسے ناشکر گزار اور کج فہم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی قدرت کاملہ اور ایسی نعمت شاملہ کے باوجود حشر ونشر کا انکار کرتے اور کہتے ہیں جب ہم مرکر مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارے جسموں کا ذرہ ذرہ مٹی میں مل کر گم ہو جائے گا تو پھر دوبارہ کس طرح زندہ ہوں گے؟ بل هم بلقاء الخ وہ نہ صرف بعث ونشور کے منکر ہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب کتاب کے بھی منکر ہیں ای لیس لھم جحود قدرة اللہ عن الاعادة لانھم یعترفون بقدرته ولکنھم اعتقدوا ان لاحساب علیھم وانھم لایلقون اللہ تعالیٰ (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۲) **ف۹** قل یتوفٰکم الخ یہ جواب

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ

سو اب چکھو مزہ ف۱۲ جیسے تم نے بھلا دیا تھا اس اپنے دن کے ملنے کو ہم نے بھی بھلا دیا تمکو

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا

اور چکھو عذاب سدا کا عوض اپنے کئے کا ہماری

يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

باتوں کو ف۱۳ وہی مانتے ہیں کہ جب ان کو سمجھائے ان سے گر پڑیں سجدہ کر کر

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ تَتَجَافٰى

اور پاک ذات کو یاد کریں اپنے رب کی خوبیوں کے ساتھ اور وہ بڑائی نہیں کرتے جدا رہتی ہیں ف۱۴

جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ

ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور

طَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ

لالچ سے اور ہمارا دیا ہوا کچھ خرچ کرتے ہیں ف۱ سو کسی جی کو معلوم نہیں ف۱۵

مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

جو چھپا دھری ہے ان کے واسطے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ اس کا جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ

کرتے تھے بھلا ایک جو ہے ف۱۶ ایمان پر برابر ہے اس کے جو نافرمان ہے

لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

نہیں برابر ہوتے سو وہ لوگ جو یقین لائے ف۱۷ اور کئے کام بھلے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

تو ان کے لئے باغ ہیں رہنے کے مہمانی ان کاموں کی وجہ سے جو کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا

اور وہ لوگ جو نافرمان ہوئے ف۱۸ سو ان کا گھر ہے آگ جب چاہیں۔

السجدة ؏

مرا بشارت اخروی ۱۳

تخویف اخروی ۱۴

وقف غفران ۲ ؏

شکوی ہے۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تم محض اجساد ہو جو مٹی میں مل جاتے ہیں لیکن یہ خیال غلط ہے تم حقیقت میں روح اور جان ہو جسے ملک الموت تمہارے بدنوں سے نکال لیتا ہے اور روح فنا نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمہارے بدنوں کے اجزائے منتشرہ کو یکجا کر کے تمہاری جانیں ان میں لوٹا دے گا تو تم دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں "تم آپ کو محض دھڑ اور بدن سمجھتے ہو کہ خاک میں رل مل کر برابر ہو گئے ایسا نہیں تم حقیقت میں جان ہو جسے فرشتہ لے جاتا ہے بالکل فنا نہیں ہو جاتے" (موضح قرآن) یا مطلب یہ ہے کہ جس نے تمہیں پہلے پیدا کر لیا وہ موت کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اہل بدعت اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ جب ملک الموت ایک ہے اور وہ بیک وقت دنیا کے مختلف حصوں میں ہزاروں کی جانیں قبض کر سکتا ہے تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ بھی اسی طرح بیک وقت مختلف جگہوں میں حاضر ہو سکتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جان قبض کرنے والے فرشتے ہزاروں ہیں جو عزرائیل کے ماتحت ہیں اور اس کے حکم سے دنیا کے مختلف علاقوں میں لوگوں کی جانیں قبض کرتے ہیں۔ لفظ ملک الموت اسم جنس ہے جو ان سب کو شامل ہے قرآن مجید کی دوسری آیتوں میں بھی اس کی تائید ہوتی ہے حتی اذا جاء احدکم الموت توفته رسلنا (انعام ع ۱۹) اور ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکة (انفال ع ۷) اس لئے یہاں لفظ... ملک الموت سے مخصوص فرشتہ (عزرائیل) مراد نہیں بلکہ جنس ملک الموت مراد ہے لہذا اہل بدعت کا استدلال ساقط ہے **ف۱۰** ولو تری الخ یہ تخویف اخروی ہے قیامت کے دن یہ مجرمین یعنی منکرین بعث ندامت اور شرمساری کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے! ور کہہ رہے ہوں گے کہ بارے خدایا! آج ہم نے قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب ہم تیرے پیغمبروں کی باتیں دل وجان سے سنیں گے ہمیں ایک بار دنیا میں واپس بھیج دے ہم نیک عمل کریں گے آج ہمیں حشر ونشر اور حساب کتاب کا پورا پورا یقین ہو گیا ہے ابصرنا البعث وما وعدتنا به وسمعنا قول الرسل ای سمعناه سمع طاعة (روح ج ۲۱ ص ۱۲۷) **ف۱۱** ولو شئنا الخ یہ مشرکین کے قول فارجعنا کا جواب ہے حاصل یہ ہے کہ اگر انھیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پھر بھی وہ وہی کچھ کریں گے جو پہلے کرتے رہے کیونکہ انھوں نے ضد اور عناد اور سوء اختیار سے گمراہی کا راستہ اختیار کیا تھا۔ اگر ہم چاہتے تو زبردستی ہر انسان کو راہ ہدایت پر جمع کر دیتے۔ لیکن یہ حکمت ابتلاء کے خلاف تھا نیز ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ شیطان کی پیروی کرنے

موضح قرآن ف۱ اللہ سے لالچ برا نہیں نہ اس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے ڈر اور لالچ دنیا کا ہو یا آخرت کا اگر کسی اور کے خوف و رجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ منہ

والے انسانوں اور جنوں سے جہنم کو بھرنا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ یہ کفار و مشرکین دوبارہ دنیا میں جاکر راہ ہدایت اختیار کریں فهو جب ذلك القول لنشاً اعطاء الهدى على العموم بل منعناه من اتباع ابليس الذين انتم من جملتهم حيث صرفتم اختياركم الى الغى باغوائه الخ (روح ج ۲۱ ص ۱۵۵) ۱۲ف فذوقوا الخ چونکہ تم نے قیامت کے دن کو اور اس کے حساب کتاب اور جزا و سزا کو بھلا دیا تھا۔ اور توحید اور اعمال صالحہ سے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس لئے آج ہم نے بھی تمہیں عذاب میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا اب اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھتے رہو ۱۳ف انما یؤمن الخ مشرکین کے مقابلے

أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا

کہ نکل پڑیں اس میں سے الٹائے جائیں پھر اسی میں اور کہیں ان کو چکھو

عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ

آگ کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور البتہ چکھائیں گے ہم انکو

مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ

ف۱ تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ

پھر آئیں ف اور کون بے انصاف زیادہ اس سے ۲۰ف جس کو سمجھایا گیا اسکے رب کی باتوں سے پھر

أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ

ان سے منہ موڑ گیا مقرر ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے اور ہم

ع ۲ — ۱۱ — ۱۵

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ ۖ وَ

نے دی ہے ۲۱ف موسیٰ کو کتاب سو تو مت رہ دھوکے میں اس کے ملنے سے اور

جَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ

کیا ہم نے اس کو ہدایت بنی اسرائیل کے واسطے ف۲ اور کئے ہم نے ان میں ۲۲ف

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

پیشوا جو راہ چلاتے تھے ہمارے حکم سے جب وہ صبر کرتے رہے اور رہے ہماری باتوں پر

يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یقین کرتے ف۳ تیرا رب جو ہے ۲۳ف وہی فیصلہ کرے گا ان میں دن قیامت کے

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا

جس بات میں کہ وہ اختلاف کرتے تھے کیا ان کو سوجھ نہ آئی ۲۴ف اس سے کہ کھپا دیں ہم نے

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي

ان سے پہلے جماعتیں کہ پھرتے ہیں یہ ان کے گھروں میں اس میں

میں مومنین کی صفات کا ذکر۔ ایمان صرف ان لوگوں کو نصیب ہوتا ہے جن کے دلوں میں انابت ہو۔ وہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ فوراً ایمان لے آتے ہیں۔ اور جب انہیں آیات خداوندی سنائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے خوف سے سراپا عجز و نیاز بن جاتے ہیں وسبحوا بحمد ربهم وہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھتے اور اس کو تمام صفات کارسازی سے متصف مانتے ہیں قرآن مجید میں ہر جگہ لفظ تسبیح سے نفی عن الشریک اور حمد سے صفات کارسازی مراد ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہر شریک سے پاک اور تمام صفات کارسازی سے متصف ہے لہٰذا سارے عالم میں وہی متصرف و مختار اور کارساز ہے ای نزهوه وحمدوه (قرطبی ج ۱۴ ص ۹۹) وهم لا يستكبرون اور وہ اللہ کی عبادت اور اس کی تسبیح و تمجید سے استکبار نہیں کرتے ۱۴ف تتجافى الخ یہ بھی ان مومنین کاملین کی صفت ہے کہ وہ میٹھی اور پرسکون نیند پر اللہ کی عبادت کو ترجیح دیتے ہیں۔ جمہور کے نزدیک اس سے نماز تہجد مراد ہے التنفل بالليل قاله الجمهور من المفسرين وعليه اكثر الناس (ایضاً ص ۱۰۰) يدعون ربهم الخ ان کاملین کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور اس کی رحمت کی امید میں دن رات اپنی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۵ف فلا تعلم الخ یہ ان مومنین کاملین کے لئے بشارت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے آرام و آسائش کا جو سامان عالم آخرت میں تیار کر رکھا ہے اس کی تفصیلات کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ سب کچھ ان کے ایمان خالص اور عمل صالح کی جزا ہے نعیم جنت کا اجمالی ذکر تو قرآن و حدیث میں موجود ہے اس لئے یہاں نفی علم سے علم علی سبیل التفصیل کی نفی مراد ہے ۱۶ف افمن كان الخ یہ لف و نشر غیر مرتب کے طریق پر تخویف و بشارت کا اجمالی اعادہ ہے جس طرح صفات بالا میں مومن و فاسق برابر نہیں اسی طرح جزاء آخرت میں بھی وہ برابر نہیں ہونگے مومنین الطاف ربانیہ کے مستحق اور فساق غضب خداوندی کے مورد ٹھہریں گے آگے فریقین کی جزا کی تفصیل مذکور ہے ۱۷ف اما الذين امنوا الخ۔ یہ بشارت اخروی ہے۔ یہ فریقین کے مراتب اخرویہ کی تفصیل ہے تسنح فی مراتب الفريقين بعد نفي استوائهما (روح ج ۲۱ ص ۱۳۳) مومنین کاملین دنیا کے آرام و آسائش کو عبادت الٰہی پر قربان کرتے ہیں اس لئے اس کے بدلے اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی دنیا میں لوٹ مار بندے دیکھ لیں گے ۱۲ منہ ف۲ دھوکہ نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰ کے معراج کی رات ان سے ملے تھے اور بھی کئی بار ۱۲ منہ ف۳ یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی چال ہو آخر ہوئی ۱۲ منہ

تعالیٰ انہیں آخرت میں جنت الماُویٰ عطا فرمائے گا جس میں ہر قسم کی راحت اور آسائش میسر ہوگی اور وہ اس میں معزز مہمانوں کی طرح رہیں گے ۱۸ؔ واما الذین فسقوا الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ لیکن فساق وکفار کا ٹھکانا جہنم ہے جس سے وہ کبھی باہر نہیں نکل سکیں گے۔ وہ اس سے نکلنے کی ہزار کوشش کریں گے لیکن ہر بار ان کی کوشش ناکام ہوگی اور دوبارہ جہنم میں دھکیل دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا آج اس عذابِ جہنم کا مزہ چکھو جس کا تم انکار کیا کرتے تھے ۱۹ؔ ولنذیقنھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے عذاب ادنیٰ سے مصائب دنیا اور عذابِ اکبر سے عذابِ جہنم مراد ہے یعنی ہم دنیا میں ان فساق وکفار کو مبتلائے مصائب کریں گے تاکہ وہ اس سے عبرت حاصل کریں اور توبہ کر کے راہ ہدایت اختیار کرلیں۔ قال الحسن وابو العالیۃ والضحاک و ابی بن کعب وابراھیم النخعی العذاب الادنی مصائب الدنیا واسقامھا مما یبتلی بہ العبید حتی یتوبوا وقالہ ابن عباس ولاخلاف ان العذاب الاکبر عذاب جھنم الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۰۷) ۲۰ؔ ومن اظلم الخ زجر مع تخویف دنیوی۔ ایک وہ مومنین کاملین ہیں جو آیاتِ الٰہی سن کر سربسجود ہو جاتے ہیں اور اللہ کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں۔ اور ایک وہ مجرمین ہیں جو آیاتِ الٰہی کو سن کر کمال بے اعتنائی کے ساتھ ان سے اعراض کرتے ہیں یہ لوگ سب سے بڑے بے انصاف ہیں اور ہم ان سے اس اعراض وانکار کا ضرور انتقام لیں گے۔ ای لا اظلم ممن ذکرہ اللہ بآیاتہ وبینھا لہ ووضحھا ثم بعد ذلک ترکھا وجحدھا واعرض عنھا وتناساھا کانہ لا یعرفھا (ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۲) مجرمین سے مشرکین مراد ہیں من المجرمین یعنی المشرکین (خازن ومعالم ج ۵ ص ۹۸) ۲۱ؔ ولقد اتینا الخ یہ توحید پر نقلی دلیل ہے۔ یعنی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی اور اس میں بھی یہی دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز اور عالم الغیب نہیں۔ اس لئے صرف اسی ہی کو پکارو اور اس کے سامنے شفیع غالب بھی کوئی نہیں جو اس سے کام کرا سکے۔ تو جس طرح مشرکین قرآن کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے ہیں اسی طرح منکرین نے تورات کے بارے میں بھی شک کیا حالانکہ دونوں یعنی قرآن اور تورات من جانب اللہ ہیں لہٰذا تورات کے منزل من اللہ ہونے میں بھی کسی کو شک وشبہ نہیں ہونا چاہیئے۔۔۔ لقائہ لقاء مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے یا فاعل کی طرف پہلی صورت میں فاعل مقدر ہوگا اور دوسری صورت میں مفعول۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے کتاب (تورات) کو پالینے یا کتاب کے موسیٰ علیہ السلام کو پہنچنے میں کوئی شک نہ کرے ولقاء مصدر مضاف الی مفعولہ وفاعلہ موسیٰ ای من لقاء موسی الکتاب اومضاف الی فاعلہ ومفعولہ موسی ای من لقاء الکتاب موسی ووصولہ الیہ (روح ج ۲۱ ص ۱۳۷)، اور فلا تکن کا خطاب ہر مخاطب سے ہے اس سے ہر مخاطب کو شک کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وجعلنٰہ ھدًی الخ جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱ میں فرمایا وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل ان لا تتخذوا من دونی وکیلا یعنی تورات میں ہم نے بنی اسرائیل کے لئے یہ ہدایت نازل کی ہے کہ میرے سوا کسی کو کارساز مت سمجھو اور مصائب وحاجات میں میرے سوا کسی کو مت پکارو۔ بعینہٖ یہی مضمون اب قرآن میں نازل کیا گیا ہے ۲۲ؔ وجعلنا

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ

بہت نشانیاں ہیں کیا وہ سنتے نہیں کیا دیکھا نہیں انہوں نے ۲۵ؔ کہ ہم ہانک دیتے ہیں

الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ

پانی کو ایک زمین چٹیل کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے

اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُوْلُوْنَ

ان کے چوپائے اور خود وہ بھی پھر کیا دیکھتے نہیں اور کہتے ہیں ۲۶ؔ

مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

کب ہوگا یہ فیصلہ اگر تم سچے ہو تو کہہ کہ فیصلے کے دن ۲۷ؔ

لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿٢٩﴾

کام نہ آئے گا منکروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ ان کو ڈھیل ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿٣٠﴾

سو تو خیال چھوڑ ان کا ۲۸ؔ اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب ۱ؔ مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی تہتر آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ

اے نبی ۲ؔ ڈر اللہ سے ۳ؔ اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغابازوں کا

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿١﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ

مقرر اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا ۴ؔ اور چل اسی پر ۵ؔ جو حکم آئے تجھ کو

مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿٢﴾ وَّ

تیرے رب کی طرف سے بے شک اللہ تمہارے کام کی خبر رکھتا ہے اور

السجدۃ

۲ ع ۱۲

مر توحید پر دوسری عقلی دلیل ۱۲ مر ۳ شکوی ۱۲ مر ۳ جواب شکوی ۱۲ مر ۴ اشارہ بدعویٰ سورت

۱۲ مر ۵ امر اول ۱۲ مر ۲ امر ثانی ۱۲

موضح قرآن ف کافر چاہتے تھے اپنی طرف نرم کرنا اور منافق چاہتے تھے اپنی چال سکھانی اور پیغمبر کو اللہ پر بھروسہ ہے اس سے دانا کون۔

منھم الخ موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہم نے بنی اسرائیل میں ایسے ائمہ اور پیشوا پیدا کیے جو تورات میں ہمارے احکام کے مطابق لوگوں کو توحید اور صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتے تھے اور توحید کی تبلیغ اور اشاعت پر تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے تھے اور خود بھی ایمان و یقین میں مضبوط اور ثابت قدم تھے **۲۳** ان ربك الخ مومنین اور منکرین کے درمیان اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فیصلہ فرمائے گا۔ اور ہر فریق کو اس کے اعمال کے مطابق جزاء و سزا دے گا۔ ای یقضی ویحکم بین المؤمنین والکفار فیجازی کلا بما یستحق (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۰۹) **۲۴** اولم یھد لھم الخ یہ تخویف دنیوی ہے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ ہوئی۔ کہ ان سے پہلے ہم نے توحید کا انکار کرنے والوں کے قرنوں کے قرن تباہ و برباد کر دیئے۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے تجارتی سفروں میں ان تباہ شدہ قوموں کے ویران شہروں کے کھنڈروں پر اکثر گذرتے ہیں اور ان کی تباہی و ہلاکت کے آثار کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں ان اقوام متمردہ کی تباہی و بربادی میں عبرت و نصیحت کے بے شمار نشان موجود ہیں۔ بشرطیکہ ان میں فکر و تدبر سے کام لیا جائے **۲۵** اولم یروا الخ یہ توحید پر دوسری عقلی دلیل ہے اور حشر و نشر پر بھی دلیل ہے کیا یہ لوگ مشاہدہ نہیں کرتے کہ ہم بے آب و گیاہ زمین پر مینہ برسا کر اس میں لہلہاتے کھیت پیدا کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کے اور ان کے مویشیوں کے لئے روزی مہیا کرتے ہیں۔ مینہ برسانا اور کھیتیاں اگانا جس خدائے قادر و قیوم کے اختیار و تصرف میں ہے وہی ساری کائنات کا کارساز ہے اور جو زمین سے انواع و اقسام نبات پیدا کر سکتا ہے وہ مُردوں کو بھی دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے **۲۶** ویقولون الخ یہ شکوی ہے! ان منکرین کا حال بھی عجیب ہے کہ قیامت کو مانتے اور احوال قیامت اور عذاب جہنم سے ڈرنے کے بجائے تمسخر اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں کہ وہ فیصلہ کا دن کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو اس کی معین تاریخ بتاؤ **۲۷** قل یوم الخ یہ جواب شکوی اور تخویف ہے ان استہزاء کرنے والوں سے کہہ دیجئے کہ عجلت سے کام نہ لو۔ بلکہ صبر کرو۔ جب قیامت کا دن آجائے گا اس دن تم دنیا میں ایمان نہ لانے اور اعمال صالحہ بجا نہ لانے پر حسرت و ندامت کا اظہار کرو گے اور اب جن حقائق کا انکار کر رہے ہو قیامت کے دن ان کی سچائی کا تمہیں خود بخود یقین ہو جائے گا مگر اس ایمان اور یقین سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور انہیں جہنم میں داخل کر دیا جائیگا۔ اور ذرا مہلت نہ دی جائیگی (لا ینظرون، لا یمھلون لیتوبوا و یعتذروا (معالم و خازن جلد ۵ ص ۱۸۹) **۲۸** فاعرض الخ آپ ان سے اعراض فرمائیں اور ان کے انکار و استہزاء کی پروا نہ کریں اور اللہ کی مدد و نصرت اور اعداء دین کی ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ آپ میرے وعدے کا انتظار کریں مشرکین بھی اس انتظار اور آرزو میں ہیں مسلمان حوادث زمان اور مصائب دہر سے نیست و نابود ہو جائیں گے (وانتظر) ای موعدی لك (انھم منتظرون) ای ینتظرون بكم حوادث الزمان (قرطبی جلد ۱۴، ص ۱۱۲) آخر جنگ بدر میں اللہ کا وعدۂ نصرت پورا ہوا۔ کلمۂ اسلام بلند ہوا۔ اور مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہوئی اور ان کے مقابلے میں کفر سرنگوں ہوا مشرکین خائب و خاسر ہوئے! و ران کی تمام آرزوئیں خاک میں مل گئیں فالحمد للہ علٰی ذلك حمداً کثیراً۔

سورۃ سجدہ کی خصوصیات
اور اسمیں
آیات توحید

۱۔ اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض ـــــ تا ـــــ افلا تتذکرون ٥ (ع ۱) نفی شفاعت قہریہ۔
۲۔ یدبر الامر من السماء ـــــ تا ـــــ العزیز الرحیم ٥ نفی شرک فی التصرف والعلم۔
۳۔ اولم یروا انا نسوق الماء ـــــ تا ـــــ افلا یبصرون نفی شرک فی التصرف۔

سورۂ احزاب

ربط: سورۂ احزاب کو سورۂ سجدہ کے ساتھ نامی ربط یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں فرمایا مالکم من دونہ من ولی ولا شفیع یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی کارساز نہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو اور نہ خدا کے یہاں کوئی شفیع غالب ہے تم اس عقیدے پر قائم رہو اور اس کی تبلیغ کرو۔ اگرچہ عرب کے تمام قبائل (احزاب) مل کر تمہارے مقابلے میں آجائیں معنوی ربط یہ ہے کہ سورۂ سجدہ میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع غالب نہیں لہٰذا کسی کو شفیع غالب سمجھ کر حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اب سورۂ احزاب میں مذکور ہوگا کہ اس معاملے میں مشرکین کی بات نہ ماننا کیوں کہ اب وہ خود بخود نرم ہو کر صلح کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کے معبودانِ باطلہ کو کم از کم عنداللہ شفیع غالب مان لیا جائے اس لئے سورۂ احزاب میں حکم دیا گیا کہ مشرکین کی اس پیشکش کو ٹھکرا دینا اور اس معاملے میں نرمی اختیار کر کے کسی کو بھی شفیع غالب تسلیم نہ کرنا اور صاف کہہ دینا کہ جو معبود عنداللہ شفیع نہیں ہیں وہ تمہارے بنانے سے شفیع نہیں بن سکتے۔

خلاصہ: اس سورۃ میں مشرکین کی تین خرابیوں کو دور کرنا مقصود ہے جن میں سے ایک اصول میں تھی اور دو فروع میں اصولی خرابی یہ تھی کہ وہ اپنے معبودوں کو عنداللہ شفیع غالب سمجھتے تھے فروعی خرابیاں یہ تھیں **اول** وہ اپنی بیوی سے ظہار کے بعد اسے بالکل ماں کی طرح سمجھتے اور کفارہ کے بعد بھی اسے اپنی بیوی نہ بناتے **دوم** اپنے متبنّیٰ یعنی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو حقیقی بیٹے کی بیوی کا درجہ دیتے اور متبنّیٰ کی وفات یا تطلیق کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کو حرام سمجھتے تھے اصل مقصود تو عقیدۂ شرکیہ یعنی شفاعتِ قہری کا ابطال ہے باقی دو جاہلانہ رسموں کا ذکر بطور نظیر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے زعم اور خیال سے تمہارے معبود شفیع غالب نہیں بن جاتے جس طرح ظہار سے بیوی حقیقی ماں نہیں بن جاتی اور کسی کو بیٹا بنا لینے سے وہ حقیقت میں بیٹا نہیں بن جاتا۔ شروع میں یاایھا النبی اتق اللہ الخ میں حضور علیہ السلام کو مشرکین کی پیشکش ٹھکرانے اور وحی ربانی کے اتباع کا حکم دیا گیا۔ وماجعل ازواجکم الخ میں نظیر اول مذکور ہے اور وماجعل ادعیاءکم ابناءکم میں دوسری نظیر کا ذکر ہے اس کے بعد تمام سورۃ میں دوسری نظیر سے متعلق تفصیلات مذکور ہیں اللہ تعالیٰ کو خود حضور علیہ السلام کے اپنے عمل سے اس رسم کو توڑنا منظور تھا اس لئے اس کے اسباب مہیا فرما دیئے پہلے حضور علیہ السلام کی قریبی رشتہ دار حضرت زینبؓ کا نکاح آپ کے متبنّیٰ زید بن حارثہ کے ساتھ کرایا۔ خاوند بیوی کی بن نہ آئی حضرت زید نے طلاق دے دی تو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے کا حکم دیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی نکاح کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے عمل سے اس جاہلانہ رسم کا خاتمہ کر دیا۔ یہ رسم چونکہ لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکی تھی اس لئے اس کے خلاف حضور علیہ السلام کا عمل مشرکین اور منافقین کے لئے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا باعث بن سکتا تھا ممکن تھا کہ اس مخالفانہ پروپیگنڈے سے بتقاضائے بشریت بعض مسلمان اور خود آپ کی ازواج مطہرات بھی متاثر ہو جائیں اس بات کا بھی امکان تھا کہ خود حضور علیہ السلام کے دل میں بھی کوئی خیال آجائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری رسم ختم کرنے کے بعد اس سورۃ میں انیس[19] احکام نازل فرما دیئے۔ آٹھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔ نو مومنین کے لئے اور دو ازواج مطہرات کے لئے۔ مقصد یہ ہے کہ اے ایمان والو! اس رسم کو توڑنے کی وجہ سے مشرکین اور منافقین میرے پیغمبر کی مخالفت اور آپ کی عزت پر حملے کریں گے۔ تم ان کی مخالفت سے مت دبنا۔ ہر حال میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور ان کی عزت و ناموس کو اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز سمجھنا۔ اے ازواج پیغمبر! اس معاملے میں تم بھی نرمی اختیار نہ کرنا۔ اور ایسی بات زبان پر نہ لانا جس سے پیغمبر علیہ السلام کی عزت پر حرف آئے اور اے پیغمبر! اس معاملے میں مشرکین سے نرمی کا معاہدہ ہرگز نہ کرنا اور ہمارے عہد و پیماں کے مطابق شرک اور رسوم جاہلیہ کے خلاف پوری قوت کے ساتھ آواز بلند کرنا۔ ساتھ ساتھ فتنہ پھیلانے والے مشرکین اور منافقین کے لئے تخویفیں اور زجریں بھی مذکور ہیں۔ النبی اولی بالمومنین الخ یہ مومنین کے لئے پہلا حکم ہے اے ایمان والو! میرے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے مشرکین اور منافقین آپ کی مخالفت کریں گے تم میرے پیغمبر کا ہر حال میں ساتھ دینا اور آپ کی عزت و آبرو کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی مائیں سمجھنا۔ دیکھو ان کی عزت و حرمت پر حرف نہ آنے پائے۔ واذ اخذنا من النبیین الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے مشرکین اور منافقین ان برائیوں کو ختم کرنے کی وجہ سے ضرور آپ کی مخالفت کریں گے لیکن آپ اس معاملے میں نرمی سے ہرگز کام نہ لیں اور حسب عہد و میثاق میرے احکام کی تبلیغ کریں۔ یاایھا الذین اٰمنوا الخ (رکوع ۲) یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! دشمنوں کی مخالفت سے خائف نہ ہونا اور ہمت نہ ہارنا اور میرے پیغمبر کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑنا میں تمہارا ناصر اور مددگار ہوں جیسا کہ تمہاری بے سروسامانی کے باوجود کئی موقعوں پر میں نے تمہاری مدد کی۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کا واقعہ بطور مثال ذکر فرمایا کہ دیکھو ناسازگاریٔ اسباب اور منافقین کے مخالفانہ پروپیگنڈے کے باوجود میں نے تمہاری مدد کی اس واقعہ کی تفصیلات اذ جاءتکم جنود (ع ۲) سے وکان اللہ علی کل شیء قدیرا (ع ۳) تک میں مذکور ہیں۔ یاایھا النبی قل لازواجک الخ (ع ۴) یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرا خطاب ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو صاف لفظوں میں آگاہ فرما دیں کہ اگر تم دنیا کی دولت یا زینت چاہتی ہو تو میں تمہیں اپنے حبالۂ نکاح سے آزاد کرنے کو تیار ہوں لیکن اگر تم اللہ کو اس کے رسول کو اور آخرت کو چاہتی ہو اور رسم جاہلیت کو توڑنے میں پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی بہت عمدہ جزا عطا فرمائے گا۔ یانساء النبی الخ یہ ازواج مطہرات سے پہلا خطاب ہے۔ اے

ح پیغمبر! اگر تم میں سے کسی نے منافقین کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو میں اسے دوگنا سزا دوں گا۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گی۔ اور اس رسم جاہلیت کو توڑنے میں میرے پیغمبر کی حمایت کرے گی۔ اسے دوہرا اجر دوں گا۔ یٰنِسَاءَ النبی لستن الخ یہ ازواجِ مطہرات سے دوسرا خطاب ہے۔ اے ازواجِ پیغمبر! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم دوسری عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔ اس لئے تم اس معاملے میں نرم بات نہ کرنا کہ پیغمبر علیہ السلام اپنی مرضی والے ہیں جو چاہیں کریں۔ اگر یہ بات منافقوں تک پہنچ گئی تو وہ خوش ہوں گے کہ اس بارے میں پیغمبر کے اپنے گھر میں بھی اختلاف موجود ہے بلکہ صاف صاف کہو۔ پیغمبر علیہ السلام نے اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ اللہ کے حکم سے نکاح کیا ہے۔ اپنے گھروں میں رہو اور رسومِ جاہلیت سے اپنا دامن بچاؤ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عزت و ناموس کو ہر بدنما داغ سے پاک صاف رکھنا چاہتا ہے

انّ المسلمین والمسلمات الخ (ع ۵) یہ مومنوں کے لئے تیسرا حکم ہے۔ ہر مومن مرد اور عورت جو پورے اخلاص کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے بخشش اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ اور جو اللہ و رسول کا نافرمان ہوگا وہ صریح گمراہ ہے۔ اور اس کا ٹھکانہ جہنم میں ہوگا۔

و اذ تقول الخ یہ حضور علیہ السلام سے تیسرا خطاب ہے۔ آپؐ کی خواہش تھی کہ زید حضرت زینبؓ کو اپنے نکاح میں باقی رکھے۔ اور اسے طلاق نہ دے۔ کیونکہ اب صورتِ حال یہ تھی۔ اگر زید طلاق دے دیتے ہیں تو اب حضرت زینب کی دلجوئی صرف اسی طرح ممکن تھی کہ آپ خود اس سے نکاح کر لیں لیکن آپ ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ منافقین اعتراض کریں گے کہ اپنے متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ چاہتا تھا کہ خود آپ کے عمل سے اس رسم کو توڑا جائے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے اس خطاب میں آپ کو تنبیہہ فرمائی اور آپؐ کو حکم دیا کہ زید کی طلاق کے بعد زینب آپ کی بیوی ہے۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چوتھا خطاب ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جو فیصلہ فرما دیا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام اس بارے میں اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی محسوس نہ کریں۔ کیونکہ میرے پیغمبروں کی شان یہی ہے کہ وہ صرف اللہ سے ڈریں۔ اور دین میں لوگوں کی ملامت کا خیال نہ کریں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ یہ مؤمنوں کے لئے چوتھا حکم ہے۔ اے ایمان والو! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ لہٰذا آپؐ زید کے بھی باپ نہیں اس لئے زید کی مطلقہ سے آپ کے نکاح کر لینے میں کوئی برائی اور قباحت نہیں۔ اس بارے میں تم اپنے دلوں کو صاف رکھنا۔ اور منافقین و مشرکین کی باتوں سے متاثر ہو کر پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کرنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ (ع ۶) یہ مؤمنوں کے لئے پانچواں حکم ہے۔ اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس میں مصروف رہو۔ اگر بتقاضائے بشریت تمہارے دلوں میں پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کوئی بدگمانی پیدا ہونے کا کوئی اندیشہ یا وسوسہ ظاہر ہو تو اللہ کی یاد سے اسے دفع کر لو۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ الخ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچواں خطاب ہے۔ میرے پیغمبر! میں نے تجھے حق بیان کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے اس لئے آپ صاف صاف اعلان فرما دیں کہ متبنیٰ کی مطلقہ سے نکاح حلال ہے اور لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کریں وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ الخ یہ سورت کے ابتدائی مضمون کا اعادہ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الخ چھٹا حکم برائے مؤمنین۔ اگر تم خلوت سے قبل ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو تو ان پر کوئی عدت نہیں اور وہ فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے زید کے طلاق دینے کے فوراً بعد زینب کے ساتھ پیغمبر (علیہ السلام) کا نکاح کر دیا کیونکہ وہ غیر مدخول بہا تھیں۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا الخ یہ حضور علیہ السلام سے چھٹا خطاب ہے۔ حسب ذیل عورتوں کے ساتھ آپ کے لئے نکاح کرنا حلال ہے ان کے سوا اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا الخ (ع ۷) ساتواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والوں کو پیغمبر علیہ السلام کے گھر کے بارے میں کچھ آداب سکھائے گئے تاکہ منافقین اور کفار کے لئے غلط پروپیگنڈے کی گنجائش باقی نہ رہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ الخ آٹھواں حکم برائے مؤمنین۔ ایمان والو! میرے پیغمبر (علیہ السلام) نے مشرکین و منافقین کی شدید مخالفت کے باوجود جاہلیت کی رسم کو توڑ دیا۔ اور مسئلہ حق کو واضح کر دیا ہے۔ اس لئے تم آپؐ پر صلوٰۃ و سلام بھیجو۔ اور اللہ سے آپؐ کے لئے رحمت کی دعا مانگو۔ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ الخ یہ مشرکین و منافقین کے لئے تخویف اخروی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ الخ (ع ۸) حضور علیہ السلام سے ساتواں خطاب۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں، آپ کی صاحبزادیوں اور تمام مومن عورتوں کو حکم دیا گیا کہ جب وہ کسی کام کے لئے گھروں سے نکلیں تو پردہ کر کے نکلیں تاکہ ان کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور بدقماش لوگوں کو اتہام کا موقع نہ مل سکے۔ لَئِن لَّمْ يَنتَهِ الْمُنَافِقُونَ الخ یہ منافقین پر زجر اور تخویف دنیوی ہے۔ اگر منافق اور بدقماش لوگ اس کے باوجود اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو انہیں قتل کرنے کے احکام صادر کر دیے جائیں گے۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ الخ یہ تخویف اخروی ہے۔ قیامت کے دن ان کفار و مشرکین کا حال بہت برا ہوگا اور وہ اللہ کے عذاب سے کسی صورت بچ نہیں سکیں گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا الخ (ع ۹) یہ مومنین کے لئے نواں حکم ہے۔ ایمان والوں کو حکم دیا گیا کہ وہ پیغمبر علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کی بدگمانی نہ کریں۔ اور نہ کوئی خلافِ شان بات آپ کی طرف منسوب کر کے آپ کو ایذا پہنچائیں۔ بلکہ اللہ سے ڈریں اور سچائی کو اپنا شعار بنائیں۔ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ الخ منافقین و مشرکین کے لئے زجر و تخویف اور ایمان والوں کے لئے بشارتِ اخروی۔

۵۲ یاایھا النبی الخ صلح حدیبیہ کے بعد مشرکین ومنافقین کا ایک وفد جو ابوسفیان، عکرمہ بن ابوجہل، عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر وغیرہ پر مشتمل تھا حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد! ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارے معبودوں کو برائی سے یاد کرنا چھوڑ دو۔ اور صرف اتنی بات مان لو کہ وہ عند اللہ شفیع ہیں اور نفع پہنچا سکتے ہیں تو تمہیں آزادی ہے کہ بیشک تم اپنے خدائے واحد کی عبادت کرو، اور دوسرے احکام کی تبلیغ کرو، ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے۔ یہ بات آپ کو بہت ناگوار گذری اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ قالوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفض ذکر الھتنا وقل انھا تشفع وتنفع وندعک وربک فشق ذلک علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین وھموا بقتلھم فنزلت (روح جلد ۲۱ ص ۱۴۳ وکذا فی المعالم والخازن وغیرہما) مشرکین چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر نرم ہو جائیں تو وہ بھی اپنا رویہ نرم کریں گے لیکن اللہ نے آپ کو اس معاملہ میں نرمی اختیار کرنے سے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ تبلیغ توحید میں ذرہ برابر کوتاہی یا نرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ودوا لو تدھن فیدھنون (القلم) اور مائدہ میں فرمایا بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور بنی اسرائیل میں ارشاد ہے لقد کدت ترکن الیھم شیئا قلیلا اذا لاذقنک ضعف الحیوۃ وضعف المماۃ الخ یہ آیتیں تین اوامر اور ایک نہی پر مشتمل ہیں ۵۳ اتق اللہ الخ یہ پہلا امر ہے یعنی تقویٰ اور خوف خدا پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف ہرگز کوئی قدم نہ اٹھائیں والمقصود الدوام والثبات علیھا (روح ج ۲۱ ص ۱۴۳) ولا تطع الکفرین الخ یہ نہی ہے کفار اور منافقین نے آپ سے جو نرمی کرنے کا مطالبہ کیا ہے آپ ان کی بات ہرگز نہ مانیں اور مسئلہ توحید بیان کرنے میں ہرگز ان کی رو رعایت نہ فرمائیں اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اگر آپ کی نرمی سے ان کے ایمان لانے کا امکان ہوتا تو آپ کو نرمی کرنے سے روکا نہ جاتا ودل لقولہ ان اللہ کان علیما حکیما علی انہ کان یمیل الیھم استدعاء لھم الی الاسلام ای لو علم اللہ عزوجل ان میلک الیھم فیہ منفعۃ لما نھاک عنہ لانہ حکیم (قرطبی جلد ۱۴ ص ۱۱۵) ۵۴ واتبع الخ یہ دوسرا امر ہے اللہ کی طرف سے آپ پر جو امور واحکام دین وحی ہو رہے ہیں آپ انکی پیروی کریں کفار اور منافقین کی باتوں کی پیروی نہ کریں اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے اہل ایمان کو صلاح وتقویٰ کی راہیں سمجھاتا ہے اور کفار ومنافقین کے مکر وفریب سے باخبر کردیتا ہے ان اللہ خبیر بما یعملہ کلا الفریقین فیرشدک الی ما فیہ صلاح حالک وانتظام امرک ویطلعک علی ما

تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ

بھروسہ رکھ ۵۵ اللہ پر اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا اللہ نے رکھے نہیں ۵۶ کسی مرد کے

مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰۗـِٔيْ

دو دل اس کے اندر اور نہیں کیا تمہاری جوروؤں کو کہ جن کو

تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ

ماں کہہ بیٹھے ہو سچی مائیں تمہاری اور نہیں کیا تمہارے پالکوں کو ۵۷ تمہارے بیٹے

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ

یہ تمہاری بات ہے ۵۸ اپنے منہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹھیک بات اور وہی

يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ

سمجھاتا ہے راہ ۵۹ ف۱ پکارو لے پالکوں کو ۶۰ ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے یہی پورا انصاف ہے

اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ

اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپ کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

اور رفیق ہیں ۶۱ اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

پر وہ دل سے ارادہ کرو اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف۲

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ

نبی سے لگاؤ ہے ۶۲ ایمان والوں کو اپنی جان سے زیادہ اور اس کی عورتیں

اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ

ان کی مائیں ہیں ۶۳ اور قرابت والے ۶۴ ایک دوسرے سے لگاؤ رکھتے ہیں

كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا

اللہ کے حکم میں زیادہ سب ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ کرنا چاہو ف۳

منزل ۵

۱؎ اشارات ۱۲
۲؎ نظیر اول ۱۲
۳؎ نظیر ثانی ۱۲
۴؎ مرحم حکم اول بمرتبہ مومنین ۱۲

موضح قرآن ف۱ کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کہہ کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں حکم بدل دیئے۔ جورو کو ماں کہنا سورہ قد سمع اللہ میں آویگا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنادی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں مگر چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں۔ ف۲ یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا۔

فتح الرحمٰن ف۱ کہ درین آیت رد است بر قول کافری کہ مراد دو دل داده اند برآنچہ اہل جاہلیت مقرر کردہ بودند کہ مظاہرہ مثل مادر حرام مؤبد میشود وتعریض است بجواب طعن کافران و منافقان بہ نسبت حضرت رسالت ف۲ چون زینب را تزوج فرمود کہ زن پسر خود را بزنی گرفت ۱۲ ف۲ پس باین لقب بخوانید ۱۲ ف۳ یعنی در حرمت نکاح ۳

یعملونہ من المکائد والمفاسد (ابو سعود ج ۶ ص ۲۶۳) ف۵ وتوکل الخ یہ تیسرا امر ہے آپ بلا خوف وخطر توحید کی تبلیغ کرتے جائیں اور اگر کوئی ڈر خطرہ ہو تو اللہ پر بھروسہ کریں اور اپنے تمام معاملات خدا کے سپرد کریں اس سے بہتر کوئی کارساز اور حافظ وناصر نہیں ف۶ ماجعل اللہ الخ یہ ماقبل کی دلیل ہے بطور تمثیل فرمایا جسطرح ایک جوف میں دو دل جمع نہیں ہوسکتے اسی طرح ایک دل میں دو اعتقاد جمع نہیں ہوسکتے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ آپ اللہ کو بھی نافع وضار سمجھیں اور مشرکین کے باطل معبودوں کو بھی لایجتمع الکفر والایمان باللہ تعالیٰ فی قلب کما لایجتمع قلبان فی جوف فالمعنی لایجتمع اعتقادان متغایران فی قلب الخ (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۱۷) یا دو دل ہونے سے دو رُخ ہونا مراد ہے کہ خدا کو بھی نافع سمجھے اور غیر اللہ کو بھی، خدا سے بھی ڈرے اور غیر خدا سے بھی،

دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست ؎
یکے بین ویکے دان ویکے گو
یکے خواہ ویکے خوان ویکے جو

ف۷ وما جعل ازواجکم الخ یہ ماقبل کے لئے پہلی نظیر ہے زمانۂ جاہلیت میں رواج تھا جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلیتا یعنی اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میرے لئے میری ماں کی مانند ہے تو وہ اسے طلاق کا درجہ دیتا اور کسی صورت میں بیوی کے طور پر

إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُم مَّعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ
اپنے رفیقوں سے احسان یہ ہے کتاب میں
مَسْطُورًا ﴿٦﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ
لکھا ہوا ف۱ اور جب لیا ہم نے ف۲ نبیوں سے ان کا اقرار اور تجھ سے
وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۖ
اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے جو بیٹا مریم کا
وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ﴿٧﴾ لِّيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ
اور لیا ہم نے ان سے گاڑھا قرار ف۳ تا کہ پوچھے اللہ سچوں سے
عَن صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا
ان کا سچ اور تیار رکھا ہے منکروں کیلئے دردناک عذاب ف۴ اے
الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ
ایمان والو یاد کرو ف۵ احسان اللہ کا اپنے اوپر جب چڑھ آئیں تم پر
جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ
فوجیں پھر ہم نے بھیج دی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں اور
كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾ إِذْ جَاءُوكُم مِّن
ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھنے والا ف۶ جب چڑھ آئے تم پر ف۷ اوپر
فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَ
کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بدلنے لگیں آنکھیں اور
بَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ﴿١٠﴾
پہنچے دل گلوں تک اور اٹکلنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں ف۸
هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ﴿١١﴾
وہاں جانچے گئے ف۹ ایمان والے اور جھڑ جھڑائے گئے زور کا جھڑجھڑانا

ع ۱ / ۱۷

موضح قرآن ف۱ نبی نائب ہے اللہ کا اپنی جان ومال میں اپنا تصرف نہیں چلتا جتنا نبی کا، اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں ہیں اور حضرت کے ساتھ جنہوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ اس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہے میراث ہے ناتے ہی پر اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری رکھا یا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا۔ ف۲ اوپر پیغمبر کو فرمایا کہ سب لوگوں پر تصرف رکھتا ہے ان کی جان سے زیادہ یہاں فرمایا کہ یہ درجہ نبیوں کو ملا کہ ان پر محنت بھی زیادہ ہے ساری خلق سے مقابل ہونا اور کسی سے خوف ورجا نہ رکھنا ان پانچ پیغمبروں کو کہتے ہیں اولوالعزم کہ ان کی ہدایت کا اثر ہزاروں برس رہا۔ اور جب تک دنیا ہے رہیگا۔ ان میں پہلے نام فرمایا ہمارے نبی کا ف۳ یعنی ان کی زبانی اپنے حکم خلق کو پہنچائے تب ہر ایک سے پوچھ کریگا اور منکروں کو سزا دے گا ف۴ ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینے سے نکالے گئے تھے سورۂ حشر میں آئیگا۔ ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور فزارہ اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینے کے پاس تھے جمع کر کر حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا گرد خندق کھودی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینہ تک پھر ایک رات اللہ نے پروا باؤ بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھوکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے۔ سب لشکر برباد ہوا لاچار اٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تنگی لڑائی لڑنی اور خندق کھودنی اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت رہے اس جنگ میں حضرت نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وہ ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا۔ ف۵ اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینے کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں یعنی تیور بدلنے لگے لوگوں کی دہشت جتانے والے لگے آنکھیں چرنے اور دل پہنچے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور کئی کئی اٹکلیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی صلۂ ارحام واجب است و توارث ہجرت و اسلام منسوخ شد بتوارث بقرابت وارحام ۱۲ ف۲ مترجم گوید کفار در غزوۂ احزاب بر مدینہ ہجوم کردند و آنحضرت بخندق متحصن شدند و از منافقان سخنان نفاق سرزد و مخلصان استقامت ورزیدند و آخر فتح اسلام واقع شد خدا تعالیٰ در ذم ایشان و مدح آنان و منت نہادن بر ایشان نازل ساخت واللہ اعلم ۱۲

اپنے پاس نہ رکھتا اور اسے ہمیشہ اپنی ماں کے مانند سمجھتا اسلام نے اس رسم جاہلیت کو اٹھایا اور کفارۂ ظہار ادا کرنے کے بعد تعلقات زوجیت بحال رکھنے کا حکم دیا اس آیت میں
ارشاد فرمایا تم اپنی بیویوں کو ظہار کے بعد اپنی مائیں سمجھ بیٹھتے ہو تمہارے اس زعم سے تمہاری مائیں نہیں بن جاتیں تمہاری مائیں وہی ہیں جنہوں نے تمہیں جنم دیا ہے بعینہٖ اسیطرح کسی کے کہنے اور سمجھنے سے
معبودانِ باطل خدا کے یہاں شفیع غالب ورنافع وضار نہیں بن جاتے، نافع وضار وہی ذات پاک ہے جس کے قبضہ واختیار میں سارا نظام کائنات ہے ف۸ وماجعل ادعیاءکم الخ یہ دعوی
سورت کی دوسری نظیر ہے اور ایک قدیم رواج یہ بھی تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنا لیا یہاں تک کہ آدمی اور اس کے متبنّٰی کے درمیان وراثت بھی جاری ہوتی اور متبنّٰی کی بیوی کو حقیقی بہو سمجھا جاتا یہاں
تک کہ متبنی کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کرنا حرام سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ اس رواج کے مطابق حضور علیہ السلام نے بعثت سے پہلے زید بن حارثہ کو اپنا متبنّٰی بنا لیا تھا۔ اسلام نے اس رسم کو بھی اٹھا دیا ابطال لما کان فی جاھلیۃ وصدر من الاسلام من انہ اذا تبنی الرجل ولد غیرہ اجریت احکام البنوۃ علیہ وقد تبنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ زید بن حارثۃ (روح ج ۲۱ ص ۱۴۶) جس طرح کسی کے بیٹے کو بیٹا بنا لینے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا اسی طرح زبانی دعوی سے معبودانِ باطل شفیع اور نافع وضار نہیں بن جاتے۔ ف۹ ذلکم قولکم الخ یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں حقیقت اور نفس الامر سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بے سروپا باتوں کی اجازت نہیں دیتا وہ تو حق بیان کرتا اور سیدھی راہ دکھاتا ہے اس لئے ظہار اور تبنّی کے بارے میں اللہ نے حق بات ظاہر فرما دی اور اس بارے میں جو سیدھی راہ اور منصفانہ روش تھی واضح کردی ف۱۰ ادعوھم الخ جسے متبنّٰی بنا لیا جاتا تھا اسے اس کے منہ بولے باپ کیطرف منسوب کرکے پکارتے تھے مثلاً زید بن محمد، سالم بن ابی حذیفہ، عامر بن خطاب وغیرہ حالانکہ ان تینوں کے نسبی باپ اور تھے۔ فرمایا ان کو ان کے اصل باپوں کی طرف منسوب کرکے بلایا کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک یہی طریقہ عدل وصدق کے مناسب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ نہ معلوم ہوں تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انھیں اپنے بھائی کہہ کر آواز دے لیا کرو غلطی سے جو پہلے ہوتا رہا معاف ہے اب آئندہ حکم واضح ہو جانے کے بعد اگر ان کو ان کے اصل باپوں کے سوا منہ بولے باپوں کی طرف منسوب کروگے تو یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہوگا ف۱۱ النبی اولی الخ یہ مومنوں سے پہلا خطاب ہے پیغمبر علیہ السلام کا ایمان والوں پر ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق ہے۔ اس لئے اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے رسم جاہلیت توڑا ہے اب کفار ومنافقین آپ کی مخالفت کرینگے

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
اور جب کہنے لگے منافق ف۱۸ اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو
وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ
وعدہ کیا تھا ہم سے اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا ف۱ اور جب کہنے لگی ایک جماعت
مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ
ان میں سے اے یثرب والو ف۱۹ تمہارے لئے ٹھکانا نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا
مع ۱۰ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ
ایک فرقہ ان میں نبی سے ف۲۰ کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔
وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ⑬ وَلَوْ
اور وہ کھلے نہیں پڑے ان کی کوئی غرض نہیں مگر بھاگ جانا ف۲ اور اگر
دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
شہر میں کوئی گھس آئے ان پر اس کے کناروں سے ف۲۱ پھر ان سے چاہے دین سے بچلنا تو مان لیں
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ⑭ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا
اور دیر نہ کریں اس میں مگر تھوڑی ف۱ اور اقرار کر چکے تھے
اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ۭ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
اللہ سے پہلے کہ نہ پھیریں گے پیٹھ ف۲۲ اور اللہ کے قرار کی
مَسْئُوْلًا ⑮ قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ
پوچھ ہوتی ہے ف۳ تو کہہ کچھ کام نہ آویگا تمہارے یہ بھاگنا ف۲۳ اگر بھاگوگے
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑯ قُلْ
مرنے سے یا مارے جانے سے اور پھر بھی پھل نہ پاؤگے مگر تھوڑے دنوں تو کہہ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
کون ہے کہ ف۲۴ ف۲ تم کو بچائے اللہ سے اگر چاہے تم پر برائی یا

تم آپ کا ساتھ دینا اور بوقتِ ضرورت اپنی جانیں بھی آپ پر قربان کردینا اور آپ کی ازواج مطہرات کو اپنی ماؤں کیطرح قابل حرمت سمجھنا اگر دشمن ان کی عزت پر حملہ کریں تو ان کی عزت و آبرو

موضح قرآن ف۱ بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچے گا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نکل نہیں سکتے مسلمان کو چاہیئے اب بھی ناامیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولے ف۲ یثرب
نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کرکر
زنانے ان میں رکھدیئے تھے یہ بہانہ کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ف۳ جنگ احد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی بات نہ کرینگے ف۴ یعنی جسکی قسمت میں موت ہے اسکو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر
موت نہیں تو بھاگ کر بچا کئی دن | فتح الرحمٰن ف۱ حاصل کلام آنست کہ در جہاد توقف میکنند و اگر جنگ رمقدر نقصانی میشد توقف نمیکردند ۱۲۔

واحترام اورحرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں باقی حجاب اور وراثت کے احکام میں اجنبیات کے حکم میں ہیں۔ ای منزلات منزلة الامھات فی التحریم واستحقاق التعظیم واما فیما عدا ذلك فھن کالاجنبیات (ابوالسعود ج ۴ صلا۶۶) ۱۲ ؎ واولوالارحام الخ ابتداء اسلام میں دینی اخوت کی بنا پر وراثت جاری تھی۔ دو مسلمان آپس میں دینی اخوت کی بنا پر معاہدہ کرلیتے اور ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے۔ سیطرح ہجرت بھی بناء توارث تھی۔ ایک غیر مہاجر مسلمان اور مہاجر مسلمان کے درمیان وراثت جاری نہ تھی اقرب غیر مہاجر کی موجودگی میں ابعد مہاجر وارث ہوتا تھا۔ اس آیت سے یہ دونوں احکام منسوخ ہوگئے۔ اور صرف قرابت کو بناء وراثت قرار دے دیا گیا کان المسلمون یتوارثون بالھجرة وقیل اخی رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم بین الناس فکان یؤاخی بین الرجلین فاذا مات احدھما ورثه الآخر دون عصبة حتی نزلت واولوا الارحام الخ (خازن ج ۵ ص ۱۹۲) فی کتاب اللّٰہ ای فیما فرض اللّٰہ او من المؤمنین الخ اولی کا صلہ ہے یعنی رشتہ دار وراثت میں مومنین ومہاجرین سے زیادہ حقدار ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ازواج مطہرات حرمت نکاح میں ماؤں کے حکم میں ہیں نہ کہ احکام وراثت میں کیونکہ وراثت کی بنا قرابت پر ہے ۱۳ ؎ الا ان تفعلوا الخ ان تفعلوا بتاویل مصدر مبتدا ہے اور اس کی خبر جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائز الخ معروف سے مراد وصیت ہے اور اولیاء سے مومنین اور مہاجرین مراد ہیں اس میں اجنبی مومنین اور مہاجرین کے لئے وصیت کرنے کی اجازت دی۔ اراد بالمعروف الوصیة وذلك ان اللّٰہ لما نسخ التوارث بالحلف والھجرة اباح ان یوصی الرجل لمن یتولاہ بما احب من ثلثه (معالم ج ۵ ص ۱۹۲) ۱۴ ؎ واذ اخذنا الخ یہ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم سے پہلا خطاب ہے ہم تمام نبیوں سے عموماً آپ سے اور نوح، ابراہیم، موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے خصوصاً تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا نہایت ہی پختہ اور محکم عہد لے چکے ہیں۔ ہم نے تمام نبیوں سے یہ عہد مؤکد بالایمان لیا تھا کہ تبلیغ رسالت کا فریضہ کماحقہ ادا کرنا اور حق بیان کرنے میں نرمی یا سستی سے کام نہ لینا۔ اس لئے اب آپ دیگر احکام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ رسوم جاہلیت کو ختم کرنے میں کسی رواداری یا تساہل کو روا نہ رکھیں اور کفار ومنافقین کی شدید مخالفت کے باوجود تبلیغ رسالت اور دعوت الی الحق کا فریضہ انجام دینے میں ذرا نرمی اختیار نہ فرمائیں۔ المیثاق الغلیظ الیمین باللّٰہ تعالیٰ فیکون بعد ما اخذ اللّٰہ سبحانہ من النبیین المیثاق بتبلیغ الرسالة والدعوة الی الحق اکد بالیمین باللّٰہ تعالیٰ علی الوفاء بما حملوا الخ (روح ج ۲۱ ص ۱۵۴)

اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
چاہے تم پر مہربانی اور نہ پائیں گے اپنے واسطے اللہ کے سوائے کوئی حمایتی

وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ
اور نہ مددگار ف۱ اللہ کو معلوم ہیں جو اٹکانے والے ہیں تم میں ۲۵ اور کہتے ہیں

لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾
اپنے بھائیوں کو چلے آؤ ہمارے پاس اور لڑائی میں نہیں آتے مگر کبھی

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ
دریغ رکھتے ہیں تم سے ف۲ پھر جب آئے ڈر کا وقت تو تو دیکھے انکو کہ تکتے ہیں

اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ
تیری طرف پھرتی ہیں آنکھیں ان کی جیسے کسی پر آئے بیہوشی ۲۶ موت کی

فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً
پھر جب جاتا رہے ڈر کا وقت چڑھ چڑھ بولیں تم پر تیز تیز زبانوں سے گرے پڑتے ہیں

عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ
مال پر وہ لوگ یقین نہیں لائے پھر اکارت کر ڈالے اللہ نے انکے کئے کام

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ
اور یہ ہے اللہ پر آسان ف۳ سمجھتے ہیں کہ فوجیں کفار کی ۲۷

لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ
نہیں پھر گئیں اور اگر آجائیں وہ فوجیں تو آرزو کریں کسی طرح

اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ
ہم باہر نکلے ہوئے ہوں گاؤں میں پوچھ لیا کریں تمہاری خبریں ۲۸

وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ
اور اگر ہوں تم میں لڑائی نہ کریں مگر تھوڑی ف۳ تمہارے لئے

موضح قرآن ف۱ یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان تم کو قتل کرڈالیں ف۲ یعنی بُرے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھلکتے ہیں اور جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا ہے یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کی کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پکڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ شرط ہے ہر عمل کی ایمان ف۳ یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیر خواہی جتادیں اور لڑائی میں کام نہ کریں۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی در معاونت شما ۱۲ ف۲ یعنی از ہر آئندہ و روندہ ۱۲ ۔

لیسئل الصّٰدقین الخ یہ اخذنا کے متعلق ہے اور اس میں اخذ میثاق کی علت بیان کی گئی ہے۔ الصادقین سے انبیاء علیہم السلام مراد ہیں تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ نبیوں سے پوچھے کہ ان سے تبلیغ حق کا جو عہد لیا گیا تھا انہوں نے پورا کیا یا نہ۔ تاکہ سر محشر انبیاء علیہم السلام کی صداقت واضح ہو جائے۔ اور جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو نہ مانا ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے ١٥ یایہا الذین اٰمنوا اذکروا الخ یہ مومنوں کے لئے دوسرا حکم ہے۔ اے ایمان والو! پیغمبر علیہ السلام نے جاہلیت کی رسم کو توڑا ہے۔ کفار و منافقین آپ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ تم ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا ساتھ دینا اور کفار و منافقین کی مخالفت سے مت ڈرنا۔ میں تمہارا ناصر و حامی ہوں جس طرح اسباب کی ناموافقت کے باوجود غزوۂ احزاب میں میں نے تمہاری مدد کی۔ غزوۂ احزاب کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔ سنہ چار یا پانچ ہجری کو مشرکین عرب و یہود نے متحد ہو کر فیصلہ کیا کہ عرب کے تمام معروف قبائل سے ایک عظیم فوج تیار کر کے مدینہ پر حملہ کیا جائے اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ مختلف قبائل کے جوان اپنے اپنے سرداروں کے زیر کمان مدینہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ قریش کا قائد ابوسفیان بن حرب، بنو اسد کا طلیحہ، غطفان کا عیینہ، بنو عامر کا عامر بن طفیل، بنو سلیم کا ابوالاعور سلمی۔ بنو نضیر کا حیی بن اخطب وغیرہ اور بنو قریظہ کا کعب بن اسد تھا۔ ان کی مجموعی تعداد دس اور پندرہ ہزار کے درمیان تھی۔ جب حضور علیہ السلام کو ان کی روانگی کا علم ہوا تو آپ نے سلمان فارسی کے مشورے سے مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودنے کا کام شروع کرا دیا جو مشرکین کی فوج پہنچنے سے قبل مکمل ہو گیا۔ مسلمانوں کی تعداد صرف تین ہزار تھی۔ دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ درمیان میں خندق حائل تھی۔ اسی حال میں تقریباً ایک ماہ گذر گیا۔ اس دوران میں سنگباری اور تیر اندازی کے بغیر کوئی باقاعدہ جنگ نہ ہوئی سوا چند انفرادی جھڑپوں کے۔ مشرکین نے مدینہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور ہر طرف خوف و ہراس پھیل گیا۔ اور منافقین نے بھی اپنے قول و فعل سے مسلمانوں میں بد دلی اور بے اعتمادی کی فضا پیدا کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مدد کے لئے فرشتوں کی فوج اتار دی اور ساتھ ہی تیز و تند طوفانِ باد بھی بھیج دیا جس سے ان کے خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں۔ رسیاں ٹوٹ گئیں۔ گھوڑے بدک کر بھاگنے لگے ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور ان کے دلوں پر ایسا رعب طاری ہوا کہ مشرکین کی فوجیں تتر بتر ہو گئیں اور شکست کھا کر بھاگ نکلیں۔ اذکروا نعمۃ اللہ۔ یہاں اللہ کے انعام سے غزوۂ خندق میں فتح و نصرت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہود و مشرکین کی عظیم فوجوں پر مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ ١٦ اذ جاءُو کم الخ یہ اذ جاءتکم سے بدل ہے۔ فوق سے جانب مشرق اور اسفل سے جانب مغرب و جنوب مراد ہے۔ یا یہ چاروں طرف سے کنایہ ہے۔ یعنی کافروں کی فوجیں چاروں طرف سے آ پہنچیں اور انہوں نے مدینہ منورہ کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا۔ واذ زاغت الابصار فوجوں کی کثرت سے تمہاری آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور شدتِ خوف سے تمہارے کلیجے منہ کو آنے لگے و تظنون باللہ الظنونا خطاب مخلص مومنین سے ہے باللہ ای فی حق اللہ۔ مسلمانوں کی تعداد دشمن کے مقابلے میں بہت کم تھی اور دشمن کی فوجیں چاروں طرف سے مسلمانوں کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور بظاہر فتح کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ اس لئے بتقاضائے بشریت مسلمانوں کے دلوں میں مختلف خیالات رونما ہونے لگے۔ بعض کا خیال تھا کہ شاید آج ہمیں فتح نصیب نہ ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ فتح ہماری ہی ہو گی۔ اور بعض مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال بھی آیا کہ آج کافر مدینہ پر قبضہ کر لیں گے لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ان پر غلبہ عطا فرمائے گا۔ وغیر ذلک من الروح وغیرہ۔ یا یہ خطاب ان تمام لوگوں سے ہے جو علی الاطلاق ایمان کا اظہار کرتے تھے خواہ اخلاص کے ساتھ خواہ نفاق کے ساتھ۔ اس طرح یہ خطاب مخلصین اور منافقین سب کو شامل ہو گا۔ اور ظنون سے مختلف انواعِ ظنون مراد ہوں گے۔ مخلصین یہ خیال کر رہے تھے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور یقیناً ہماری فتح ہو گی۔ جیسا کہ مخلصین کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے قالوا ھذا ما وعدنا اللہ ورسولہ وصدق اللہ ورسولہ وما زادھم الا ایمانا وتسلیما اور منافقین کا گمان تھا کہ وعدۂ نصرت جھوٹا ہے اور آج مسلمانوں کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ جیسا کہ منافقین کے بارے میں فرمایا واذ یقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ ورسولہ الا غرورا۔ قال الحسن ظن المنافقون ان المسلمین یستأصلون وظن المؤمنون انھم ینصرون (قرطبی ج ١٤ ص ١٤٥) وکذا فی الروح وغیرہ ١٧ ھنالک الخ اس موقع پر ایمان والوں کو کڑی آزمائش میں ڈالا گیا۔ اور شدتِ خوف سے ان کے دل ہلا دئے گئے۔ مخلص مومنین شدتِ خوف اور اضطرابِ شدید کے باوجود ثابت قدم رہے۔ ان کے ایمان و یقین اور وعدۂ خداوندی پر اطمینان میں ذرہ بھر فرق نہ آیا۔ جب کہ منافقین نے اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کیں۔ اور اپنے نفاق کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیا ١٨ و اذ یقول الخ یہ اذ زاغت پر معطوف ہے (روح) والذین فی قلوبھم مرض سے منافقین ہی مراد ہیں اور عطف تغایر وصف کی وجہ سے ہے جوزان یکون المراد بہم المنافقین انفسھم والعطف لتغائر الوصف (روح ج ٢١ ص ١٥٥) غزوۂ خندق میں حضور علیہ السلام نے ایک پتھر کو توڑنے کے لئے اس کو ضرب لگائی تو اس میں سے بجلی کی سی روشنی اور چمک نمودار ہوئی۔ اس وقت آپ نے تمام صحابہ رض کو فارس، روم، یمن اور حبشہ کی فتح کی خوشخبری دی۔ یہ بات منافقین نے بھی سنی تو بطور استہزاء و تمسخر کہنے لگے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں قیصر و کسریٰ کے خزانوں پر قابض ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم قضائے حاجت کے لئے بھی باہر نہیں جا سکتے۔ اس لئے یہ ویسے ہی ہوائی اور جھوٹے وعدے ہیں۔ اس آیت میں منافقین کی اس شر انگیز گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایسی باتوں سے منافقین کی غرض یہ تھی کہ مسلمانوں میں بد دلی پیدا ہو۔ اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔ وذلک ان طعمۃ بن ابیرق ومعتب بن قشیر وجماعۃ نحوا من سبعین رجلا قالوا یوم الخندق کیف یعدنا کنوز کسریٰ وقیصر ولا یستطیع احدنا ان یتبرز (قرطبی ج ١٤ ص ١٤٧) غرورا ای باطلا من القول (قرطبی) یعنی یہ وعدہ (عیاذا باللہ) سراسر جھوٹا ہے۔ قال الشیخ رحمہ اللہ غرورا ای وعد اصحاب غرور ای کذب۔ ١٩ و اذ قالت الخ اس میں منافقین کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے۔ اہل یثرب سے مدینہ والے تمام مسلمان مراد ہیں۔ منافقین اپنی خفیہ ریشہ دوانیوں سے مسلمانوں میں بد دلی کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ مسلمانوں سے کہنے لگے اب مشرکین کی ان فوجوں کے سامنے تمہارا ٹھہرنا اور اپنی جان بچانا مشکل اور ناممکن ہے۔ اس لئے اب ایمان کو چھوڑ کر اپنے پہلے دین شرک میں واپس آ جاؤ۔ یا ان کا مطلب یہ تھا کہ مشرکین کے مقابلے میں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اس لئے اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ۔ اس سے منافقین کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

لامقام لکم فی حومة القتال والممانعة فارجعوا الی بیوتکم ومنازلکم امروهم بالهرب عن رسول الله صلے الله علیه وسلم وقیل فارجعوا الی دینکم الاول
واسلموه الی اعداءه (بحر ج ۷ ص۲۱۶) ۳۰ ویستاذن الخ منافقین کی ایک جماعت جھوٹے اور لنگڑے بہانوں کے ذریعہ حضور علیہ السلام سے گھروں کو واپسی کی اجازت
لے رہی تھی منافقین حضور علیہ السلام سے کہہ رہے تھے کہ ہمارے گھر خطرہ میں ہیں اور ان کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں بچوں اور بوڑھوں کے سوا ان میں کوئی نہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن موقع
پاکر نقصان پہنچائیں۔ حالانکہ ان کے گھروں کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے تمام حفاظتی تدابیر اختیار فرمالی تھیں وہ صرف جہاد اور مسلمانوں کی مدد سے بھاگنا چاہتے تھے ۳۱
ولو دخلت الخ یہ منافقین کے نفاق اور فساد باطن کی ایک نہایت عمدہ تمثیل ہے دخلت کا نائب فاعل بیوت کی ضمیر ہے اقطارھا کی ضمیر مدینہ سے کنایہ ہے الفتنة سے
مراد قتال ہے۔ فرض کرو اگر یہ منافقین اپنے گھروں میں موجود ہوں اور مدینہ کی چاروں سمتوں سے فسادی لوگ ان کے گھروں میں آگھسیں، پھر پیغمبر علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور شخص ان کو
فتنہ و فساد کی خاطر لڑائی کی دعوت دے تو اپنے گھروں کو اس طرح خطرے میں چھوڑ کر فوراً فتنے کی آگ میں کود پڑیں گے اور ذرا توقف و تأمل نہ کریں گے اس لئے یہ گھروں کے خطرے میں
ہونے کا عذر محض جہاد اور نصرت اسلام سے جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں یا فتنہ سے مراد شرک ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر مشرکین ان کے گھروں میں جاگھسیں اور انہیں شرک کرنے پر آمادہ
کریں تو یہ لوگ بلا توقف فوراً شرک کرنے لگیں گے۔ اور کفر کو قبول کرلیں گے۔ یہ ہے ان کے ایمان کی کمزوری کا حال (روح)

۳۲ ولقد کانوا الخ حالانکہ یہ منافقین جو اس وقت راہ فرار تلاش کر رہے ہیں اللہ سے عہد کر چکے ہیں کہ آئندہ وہ میدان جہاد سے کبھی پیٹھ نہیں پھیریں گے اور عہد و پیمان کو توڑنا
ناقابل مواخذہ جرم ہے یہ وہ منافقین تھے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہوئے لیکن جب بدر میں انہوں نے مسلمانوں کی شاندار فتح اور کامیابی دیکھی تو پچھتائے اور حضور علیہ السلام سے عہد کیا
کہ اب اگر اللہ نے ہمیں کبھی جہاد کا موقع دیا تو ہم کبھی پیچھے نہ رہیں گے اور نہ میدان جہاد سے بھاگیں گے لیکن اب غزوہ خندق میں بھاگنے کے بہانے تراش رہے ہیں قال قتادة وذلك انهم
غابوا عن بدر وراوا ما اعطی الله اهل بدر من الکرامة والنصر فقالوا لئن اشهدنا الله قتالا لنقاتلن (قرطبی ج ۱۴ ص۱۵۰)

۳۳ قل لن ینفعکم الخ ان راہ فرار ڈھونڈنے والوں سے کہہ دیجئے کہ بھاگ کر تم تقدیر الٰہی سے نہیں بچ سکتے۔ موت یا قتل جو بھی تمہارے مقدر میں ہے اس سے تم کہیں بھی بھاگ نہیں
سکتے اور اگر جہاد سے فرار ہو کر تم نے اپنی جان بچا بھی لی، تم کو اس بچاؤ سے صرف چند روزہ فائدہ ہوگا۔ ہمیشہ کے لئے موت سے تھوڑا ہی بچ جاؤ گے آخر موت اپنے وقت پر لامحالہ آئے
گی تو بھاگنے سے کیا فائدہ ؟

۳۴ قل من الخ اس آیت میں حذف ہے از قبیل علفتها تبنا وماء باردا۔ اصل میں تھا۔ او من ذا الذی یمنع رحمة الله منکم ان اراد بکم رحمة (روح ج ۲۱ ص۱۶۳)
اس آیت میں پہلی آیت ہی کے مضمون کو ایک نئے انداز میں اور ذرا تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے آگے کسی کا بس نہیں چل سکتا۔ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے جو
تکلیف اور دکھ مقدر ہے اس سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور نہ اللہ کی رحمت ہی سے تمہیں کوئی محروم کرسکتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی کسی کا کارساز اور یار و مددگار نہیں جو تکلیف اور
مصیبت سے کسی کو بچا سکے۔ ۳۵ قد یعلم الله الخ یہ ان منافقین پر زجر ہے جو لوگوں کو جہاد سے روکتے اور ان کی ہمت شکنی کرتے تھے۔ اے منافقین! اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو
خوب جانتا ہے جو تم میں سے جہاد میں جانے والوں کو جہاد سے روکتے ہیں۔ اور اپنے بھائی بند منافقوں سے کہتے ہیں "ہمارے پاس آجاؤ" اور اپنے گھروں میں، باغوں میں اور درختوں کے
سایوں میں آرام سے بیٹھو۔ اس شدت کی گرمی میں جنگ کرکے اپنا آرام کیوں غارت کرتے ہو۔ اور وہ خود بھی بہت شاذ و نادر انتہائی مجبوری کی صورت میں شریک جہاد ہوتے ہیں اشحة
علیکم اور جب بامر مجبوری جہاد میں شریک ہوتے ہیں تو اپنے جسم و جان اور مال کا انتہائی بخل کرتے ہیں۔ کیا مجال کہ دشمن سے مقابل ہو کر لڑیں اور اپنے جسم پر آنچ آنے دیں اور ایک
کوڑی ہی جہاد میں خرچ کر ڈالیں۔ اشحة علیکم ای بانفسهم وابدانهم (کبیر جلد ۶ ص۷۷۷) ای بخلاء علیکم بالنفقة والنصرة (روح ج ۲۱ ص۱۶۴)
۳۶ فاذا جاء الخ پھر جب دشمن کی طرف سے کوئی خطرہ لاحق ہو تو ایسے دہشت زدہ ہو کر آپ کی طرف دیکھتے ہیں جیسے کسی پر سکرات الموت طاری ہو اور جب خوف زائل ہو جائے تو مال غنیمت
کے لالچ میں تندی و تیزی کے ساتھ آپ لوگوں سے زبان درازی کرتے ہیں۔ اجی ہمیں بھی دو نا، سارا مال خود ہی سمیٹ لئے جا رہے ہو۔ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں ہو، فتح تو ہماری ہی مدد
سے نصیب ہوئی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس آیت میں منافقین کی انتہائی بزدلی اور دنیا کی حرص و آرزو کا ذکر کیا گیا ہے۔ الخیر سے یہاں مال غنیمت مراد ہے اشحة سلقوا کے فاعل سے
حال ہے اولئك لم یؤمنوا الخ یہ لوگ سرے سے ایمان لائے ہی نہیں محض زبانی اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے ان کے تمام اعمال رائیگاں ہیں اور ان کا کوئی اجر و ثواب نہیں۔
وکان ذلك الخ حضرت شیخ فرماتے ہیں اشارہ عذاب کی طرف ہے جو ماقبل یعنی احبط الله اعمالهم سے مفہوم ہے یعنی اللہ نے ان کے تمام اعمال باطل کر دیئے جس کا نتیجہ
عذاب ہے اور عذاب دینا اللہ پر کوئی مشکل نہیں ۳۷ یحسبون الخ یہ منافقین کی انتہائی بزدلی ہے مشرکین و کفار کی فوجیں ناکام ہو کر واپس جا چکی ہیں لیکن منافقین مارے خوف
کے ابھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ فوجیں ابھی اپنے مورچوں سے نہیں ہٹیں۔ ای هم من الجزع والدهشة لمزید جبنهم وخوفهم بحیث هزم الله تعالی الاحزاب
فرحلوا وهم یظنون انهم لم یرحلوا (روح ج ۲۱ ص۱۶۶) حضرت شیخ فرماتے ہیں یحسبون کی ضمیر معوقین اور قائلین دونوں فریقوں سے کنایہ ہے وان یأت
الاحزاب الخ اور اگر بالفرض کافروں کی فوجیں دوبارہ چڑھ آئیں تو وہ آرزو کریں گے کہ کاش وہ مدینہ سے باہر دیہات میں ہوتے اور جہاد میں شریک ہوئے بغیر باہر ہی سے تمہاری خبریں
پوچھتے رہتے کہ مسلمان جنگ میں کیسے رہے، جیتے یا ہارے؟ ولو کانوا فیکم الخ اور اگر اس بار بھی وہ تم ہی میں رہے تو بھی جہاد میں حصہ نہ لیں گے

ف۲۸ لقد کان الخ اس میں اتباع رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی ترغیب ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے اور کفار کا مقابلہ کرنے میں صبر و استقلال اور سکون و ثبات کا جو بہترین عملی نمونہ پیش فرمایا ہے مسلمانوں کو اس کی پیروی کرنا چاہیئے تھی یہاں مخلصین سے فرمایا جو بتقاضائے بشریت کافروں کی فوجوں سے خوف زدہ ہو گئے تھے اسوۃ حسنۃ خصلۃ حسنۃ حقہا ان یؤتسیٰ بہا کالثبات فی الحرب ومقاساۃ الشدائد (ابو السعود ج ۶ ص۷۷) لمن کان یرجوا الخ یہ لکم سے بدل ہے یعنی جو لوگ اللہ سے اور قیامت کے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرتے ہیں ان کے لئے پیغمبر علیہ السلام کی زندگی اتباع و اطاعت کا بہترین نمونہ ہے۔ یہ آیت اگرچہ معاملہ جہاد میں حضور علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کا مفہوم عام ہے۔ اور زندگی کے تمام شعبوں اور پہلوؤں پر حاوی ہے اس اعتبار سے یہ آیت شریعت کا بہت بڑا اصول بیان کر رہی ہے والایۃ وان سیقت للاقتداء بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی امر الحرب من الثبات ونحوہ فہی عامۃ فی کل افعالہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا لم یعلم انہا من خصوصیاتہ (روح ج ۲۱ ص۱۶۷) ہذہ الاٰیۃ الکریمۃ اصل کبیر فی التاسی برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اقوالہ وافعالہ و احوالہ ولہذا امر تبارک وتعالیٰ الناس بالتاسی بالنبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب فی صبرہ ومصابرتہ ومرابطتہ ومجاہدتہ الخ (ابن کثیر ج ۳ ص۴۷۴) ف۲۹ ولما راٰ المومنون الخ منافقین کے نفاق، ان کی بزدلی اور ان کی شرارتوں کا ذکر کرنے کے بعد اب مخلصین کے اخلاص و ایثار اور ان کے ثبات و استقلال کا ذکر کیا جاتا ہے مخلص مومنوں نے جب دیکھا کہ کفار و مشرکین کی فوجیں مدینہ پر چڑھ آئی ہیں تو وہ فوراً بول اٹھے کہ یہ وہی آزمائش ہے جس کی اللہ اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور وہ خبر سچی تھی جس کی صداقت ہم نے آنکھوں سے دیکھ لی۔ اور ان کی فوجوں کو دیکھ کر ان کا ایمان و یقین اور مضبوط ہو گیا کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی فوجوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے گا اور تسلیم و اطاعت کا جذبہ اور بڑھ گیا۔ وعدہ سے مراد سورہ بقرہ کی یہ آیت ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم (قرطبی و روح) اس آیت سے مسلمان سمجھ گئے تھے کہ ان پر اللہ کی طرف سے کوئی کڑی آزمائش آنے والی ہے ف۳۰ من المومنین الخ ایمان والوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا پورا کر دکھایا اس سے وہ مخلصین مراد ہیں جو سوءِ اتفاق سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے بعد میں نادم ہوئے اور اللہ سے عہد کیا کہ اگر آئندہ کوئی جہاد کا موقع ہاتھ آیا تو وہ پورے استقلال کیساتھ

لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا
تم کو تھی ف۲۸ سیکھنی رسول اللہ کی چال اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَاَ
اللہ کی اور پچھلے دن کی اور یاد کرتا ہے اللہ کو بہت سا اور جب دیکھی
الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ
مسلمانوں نے فوجیں ف۲۹ بولے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور
رَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ
اس کے رسول نے اور سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے اور ان کو اور بڑھ گیا
اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
یقین اور اطاعت کرنا ف ایمان والوں میں ف۳۰ کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھلایا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ
جس بات کا عہد کیا تھا اللہ سے پھر کوئی تو ان میں پورا کر چکا اپنا ذمہ ف۳ اور کوئی ہے
مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ
ان میں راہ دیکھ رہا اور بدلا نہیں ایک ذرہ ف تاکہ بدلا دے اللہ
الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
سچوں کو ف۳۲ ان کے سچ کا اور عذاب کرے منافقوں پر اگر چاہے
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾
یا توبہ ڈالے ان کے دل پر بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان
وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا
اور پھیر دیا اللہ نے ف۳۳ منکروں کو اپنے غصہ میں بھرے ہوئے ہاتھ نہ لگی
خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ
کچھ بھلائی اور آپ ہی اوپر لے لی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی اور ہے اللہ

موضح قرآن ف۱ یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ اس پر ہے ف۲ وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا کہ آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ف۳ ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہدائے بدر و احد اور دیکھتا یعنی اور اصحاب پر جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسول نے فرمایا کہ طلحہ ان میں ہے جو شہید ہو چکے۔

فتح الرحمٰن ف۱ یعنی شہید شد ۱۲

خون کے آخری قطرے تک لڑیں گے چنانچہ جنگ احد اور غزوہ خندق میں ان مخلصین نے پوری جانثاری سے کام لیا۔ فمنھم من قضی الخ ان مخلصین کی خواہش تھی کہ انہیں اللہ کی راہ میں شہادت نصیب ہو چنانچہ ان میں سے کچھ تو ایسے تھے جن کی خواہش پوری ہوگئی اور وہ غزوہ خندق میں شہید ہوگئے! ور کچھ ایسے ہیں جو ابھی انتظار میں ہیں لیکن ان کے اخلاص اور جذبۂ ایثار میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا ف۳۱ لیجزی الخ حضرت شیخ نے فرمایا لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ مخلصین کو ایفائے عہد اور ثابت قدمی کی جزا دے اور اگر انہیں عذاب نہ دینا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور ان کی توبہ قبول فرمالے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسا مہربان ہے کہ جو بھی توبہ کرے اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے ای ان شآ ان یعذبھم ای لم یوفقھم للتوبۃ وان لم یشأ ان یعذبھم تاب علیھم قبل الموت (قرطبی ج ۱۴ ص ۱۶۰) ف۳۲ ورد اللہ الخ اس میں غزوہ احزاب میں اللہ کیطرف سے مسلمانوں کی فتح وظفر اور انعامات خداوندی کی تفصیل مذکور ہے جن کا فارسلنا علیھم ریحا الخ میں اجمالاً ذکر کیا گیا ہے تفصیل لتتمۃ النعمۃ المشار الیھا اجمالاً بقولہ تعالےٰ (فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا) (روح ج ۲۱ ص ۱۷۴) یہاں پانچ انعامات کا ذکر کیا گیا ہے اول ورد اللہ الخ اللہ تعالیٰ نے کفار کی فوجوں کو بے نیل مرام شکست خوردہ اور غیظ وغضب کی آگ میں سوزاں وبریاں واپس کر دیا جس سے مسلمانوں کو انتہائی خوشی ہوئی لیکن کفار ومشرکین حسد اور بغض میں جل بھن گئے اور حسرت وپشیمانی سے سرنگوں ہوگئے۔ دوم وکفی اللہ الخ اللہ تعالےٰ نے مومنوں کو قتال اور جنگ سے بچا لیا اور جنگ کے بغیر ہی کافروں کی فوجوں کو شکست دیدی اور ایسے حالات پیدا کر دیے کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوگئے اللہ تعالےٰ اپنے تمام ارادوں کو پورا کرنے پر قادر اور ہر چیز پر غالب ہے۔ وہ جو چاہے

قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾ وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ

زور آور زبردست اور اتار دیا ان کو جو ان کے پشت پناہ ہوئے تھے اہل

الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ

کتاب سے ف۱ ان کے قلعوں سے اور ڈال دی ان کے دلوں میں دھاک

فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ﴿٢٦﴾ وَأَوْرَثَكُمْ

کتنوں کو تم جان سے مارنے لگے اور کتنوں کو قید کر لیا ف۱ اور تم کو دلائی

أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا ۚ

ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال اور ایک زمین کہ جس پر نہیں پھیرے تم نے اپنے قدم

وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢٧﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل

ف۲ اور ہے اللہ سب کچھ کر سکتا ف۲ ف۳ اے نبی ف۳۳ کہہ دے

لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

اپنی عورتوں کو اگر تم چاہتی ہو دنیا کی زندگانی اور

زِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا

یہاں کی رونق تو آؤ کچھ فائدہ پہنچا دوں تم کو اور رخصت کر دوں بھلی طرح سے

جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ

رخصت کرنا اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اسکے رسول کو اور پچھلے

الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾

گھر کو تو اللہ تعالےٰ نے رکھ چھوڑا ہے ان کیلئے جو تم میں نیکی پر ہیں بڑا ثواب ف۳

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ

اے نبی کی عورتو جو کوئی کر لائے تم میں کام بے حیائی کا صریح ف۳۴ دونا ہو

لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

اس کو عذاب ف۳۴ دوہرا اور ہے یہ اللہ پر آسان

ع ۳ ۱۹

موضح قرآن ف۱ یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینے کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبرئیل حکم لائے ان کو جا گھیرا پچیس دن گھبرا کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذ کہے سو قبول رکھو حضرت نے قبول کیا سعد نے یہی حکم کیا جوانوں کے قتل کرنیکا! ور عورتوں لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ف۲ یہ زمین جو مدینے کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گذران کا ٹھکانا ہوگیا! ور انصار پر سے ان کا خرچ ہلکا ہوا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے یہودیوں سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہوگئے ف۳ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا کہ ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اور اول حضرت عائشہ سے کہا انھوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب نے حضرت کے یہاں ہمیشہ فقر وفاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا نیک ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تا نڈر نہ ہوجاویں، خاتمہ کا ڈر لگا رہے۔

فتح الرحمن ف۱ یعنی قریظہ را فرود آورند ۱۲ ف۲ یعنی خیبر ۱۲ ف۳ ازواج آنحضرت آنچہ نزدیک آنحضرت بود از زینت دنیا طلب میکردند خدا یتعالیٰ ایشانرا پند داد و زجر فرمود و احکام معاشرت بالیشاں نازل ساخت وزینب در عقد زید بود درمیان ایشاں ناسازگاری پدید آمد و رفتہ رفتہ بطلاق منجر شد و بعد انقضاء عدت خدا یتعالیٰ اورا داخل ازواج طاہرات گردانید۔ منافقان زبان طعن کشادند کہ زن پسر خود را بزنی گرفت۔ خدا یتعالیٰ دربیان آنکہ پسر خوانده حکم پسر ندارد نازل ساخت ۱۲ ف۴ مراد اینجا ایذاء پیغامبر است بزبان درازی ۱۲